بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تو ہی مجھے مل جائے

حصّہ دوُم

مرتب

الفقیر اِلی اللہ تعالیٰ

بلقیس اظہر

جماعت عائشہؓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تو ہی مجھے مل جائے

حصہ دوم

مرتب:
الفقیر اِلی اللہ تعالیٰ
بلقیس اظہر
جماعت عائشہؓ

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
1	حمد	4
2	قرآن پاک کی توشہ آخرت کے لئے ترغیب	5
3	چار قسم کے لوگ	6
4	حدیث	7
5	چالیس احادیث	9
6	بڑی حدیث	11
7	کلمہ طیبہ کی اہمیت وفضیلت	12
8	نماز کی اہمیت وفضیلت	15
9	روزہ کی اہمیت وفضیلت	18
10	زکوۃ کی اہمیت وفضیلت	20
11	صدقات کی اہمیت وفضیلت	25
12	حج کی اہمیت وفضیلت	28
13	عشرہ ذالحج کی اہمیت وفضیلت	31
14	ذکر کی اہمیت وفضیلت	33
15	جمعہ کی اہمیت وفضیلت	35
16	غفلت	38
17	قرآن پاک کی روشنی میں قوموں کے زوال کے اسباب	43
18	رحمت کے فرشتے	47
19	حقوق اللہ اور حقوق العباد	49
20	پڑوسیوں کے حقوق	51
21	حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی	53
22	اصل زندگی (یادِ حق)	56
23	اخوت	60

24	گناہوں سے بچنے کا طریقہ	64
25	برکت کسے کہتے ہیں اور کیسے حاصل ہوتی ہے؟	68
26	مرتبۂ شہادت	72
27	پردہ	74
28	جھوٹ کی حرمت	79
29	غصّہ، کینہ و بغض	80
29	حسد	82
30	جنت البقیع میں آسودہ خاک ہستیاں	84
31	عراق میں آسودہ خاک ہستیاں	85
32	حروف مقطعات	86
☆	حروف مقطعات سے علاج	88
33	اقوال زریں	89

حمد

حمد پہلے اس خدائے پاک کو
دی فصاحت جس نے مشتِ خاک کو

جس کے قبضہ میں زمین وآسمان
ہیں اسی کی مِلک اپنے جسم و جاں

اک اشارہ سے جہاں پیدا کیا
جب ہوا منظور بس کُن کہہ دیا

ہو درود اب اس شہہ لولاک پر
دم میں پہنچا ہے جو عرش پاک پر

عرش پر نعلین پہنے وہ گیا
مرتبہ اس کا ملک سے ہے سوا

دیکھا جب محبوب کو آئی ندا
مرحبا مرحبا صل علیٰ

ہو صفت اس کی بھلا کیونکر ادا
جب صفت مولا ہی اس کی کر چکا

گر ثنا مقبول تیری ہو ادیب
مدعائے قلب اب تجھ کو ہو نصیب

****

قرآن پاک کی توشہ آخرت کے لئے ترغیب

قرآن پاک 23 سال کے عرصے میں نازل ہوا اس لئے اس کے پڑھنے میں بے صبری کا اظہار غیر مناسب ہے، دراصل قرآن پاک کو مکمل کرنا مقصود نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ اس کو سمجھنا مقصود ہونا چاہئے۔ اس لئے ایک ایک آیت کو اچھی طرح سمجھ کر پڑھا جائے تا کہ اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ رب العالمین ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی حالت کا بھی موازنہ کرتے رہنا چاہئے کہ ہماری زندگی کہاں تک دستور قرآن پاک کے مطابق ہے؟ اور کہاں کہاں اصلاح طلب ہے؟ پھر جہاں کمی نظر آئے اسے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کلام اللہ کی اس طرح تلاوت کرنے والا کسی حد تک کلام اللہ کا حق ادا کرتا ہے اس کے بعد پھر دنیا میں اطمینان کی زندگی اور آخرت میں کامیابی کا ضامن خود قرآن پاک ہے۔ قرآن پاک کے ایسے ہی شیدائیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے خوف اور غم سے آزادی کا وعدہ فرمایا ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 62) وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ''اور نہ ان کو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے''۔

حدیث پاک:- حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سی قوموں کو عزت و سربلندی عطا فرماتا ہے، اور بہت سے لوگوں کو (جو اس پر عمل نہیں کرتے) ذلیل و خوار کرتا ہے''۔ (مسند احمد، جلد 8، حدیث نمبر 8326)

قرآن پاک کی ترغیب:

1- جیسے جیسے ہماری عمر گزرتی ہے، ہمارے ہاتھ کمزور ہوتے ہیں- کیونکہ اللہ ہمیں سکھا رہا ہے کہ دنیا کی محبت کو چھوڑ دینا چاہئے-

سورہ ہود، آیت نمبر 15 ترجمہ: "جو لوگ (فقط) دنیوی زندگی اور اس کی زینت (و آرائش) کے طالب ہیں ہم ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ اسی دنیا میں دے دیتے ہیں اور انہیں اس (دنیا کے صلہ) میں کوئی کمی نہیں دی جاتی یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں کچھ (حصہ) نہیں سوائے آتشِ (دوزخ) کے، اور وہ سب (اَعمال اپنے اُخروی اَجر کے حساب سے) اکارت ہو گئے جو انہوں نے دنیا میں انجام دیئے تھے اور وہ (سب کچھ) باطل و بے کار ہو گیا جو وہ کرتے رہے تھے (کیونکہ ان کا حساب پورے اجر کے ساتھ دنیا میں ہی چکا دیا گیا ہے اور آخرت کے لئے کچھ نہیں بچا)"-

2- جیسے جیسے ہماری عمر گزرتی ہے، ہمیں دھندلا نظر آنے لگتا ہے- کیونکہ اللہ ہمارے دل کی آنکھ کی نظر کو تیز کر رہا ہوتا ہے تا کہ ہم آگے دیکھ سکیں-

سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 72 ترجمہ: "اور جو شخص اس (دنیا) میں (حق سے) اندھا رہا سو وہ آخرت میں بھی اندھا اور راہِ (نجات) سے بھٹکا رہے گا"-

3- جیسے جیسے ہماری عمر گزرتی ہے، ہم زیادہ حساس ہوتے جاتے ہیں- کیونکہ اللہ ہمیں سکھا رہا ہے کہ ہمارے دل اور باقی مخلوقات کے درمیان تعلق عارضی ہے جو کہ کوئی معنی نہیں رکھتا، اصل دل وہ ہے جو اللہ کی ذات سے وابستہ ہو جائے-

سورہ لقمان، آیت نمبر 22 ترجمہ: "جو شخص اپنا رخِ اطاعت اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ (اپنے عمل اور حال میں) صاحبِ احسان بھی ہو تو اس نے مضبوط حلقہ کو پختگی سے تھام لیا، اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے"-

4- جیسے جیسے ہماری عمر گزرتی ہے، ہمارے دانت گرتے رہتے ہیں- کیونکہ اللہ ہمیں یاد کروا رہا ہے کہ ایک دن ہم ہمیشہ کے لئے اس زمین میں گر جائیں گے-

سورہ آل عمران، آیت نمبر 145 ترجمہ: "اور کوئی شخص اللہ کے حکم کے بغیر نہیں مر سکتا (اس کا) وقت لکھا ہوا ہے، اور جو شخص دنیا کا انعام چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے دے دیتے ہیں، اور جو آخرت کا انعام چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے دے دیتے ہیں، اور ہم عنقریب شکر گزاروں کو (خوب) صلہ دیں گے"-

5- جیسے جیسے ہماری عمر گزرتی ہے، ہماری ہڈیوں اور جوڑوں کی طاقت ختم ہوتی جاتی ہے- کیونکہ اللہ ہمیں یاد کروا رہا ہے کہ بہت جلد ہماری زندگی لے لی جائے گی-

سورہ النساء، آیت نمبر 78 ترجمہ: "(اے موت کے ڈر سے جہاد سے گریز کرنے والو!) تم جہاں کہیں (بھی) ہوگے موت تمہیں (وہیں) آ پکڑے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں (ہی) ہو، اور (ان کی ذہنیت یہ ہے کہ) اگر انہیں کوئی بھلائی (فائدہ) پہنچے تو کہتے ہیں کہ یہ (تو) اللہ کی طرف سے ہے (اس میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت اور واسطے کا کوئی دخل نہیں)، اور اگر انہیں کوئی برائی (نقصان) پہنچے تو کہتے ہیں: (اے رسول!) یہ آپ کی طرف سے (یعنی آپ کی وجہ سے) ہے۔ آپ فرما دیں: (حقیقۃً) سب کچھ اللہ کی طرف سے (ہوتا) ہے۔ پس اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کوئی بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں آتے"-

6- جیسے جیسے ہماری عمر گزرتی ہے، ہمارے بال سفید ہوتے جاتے ہیں- کیونکہ اللہ ہمیں سفید کفن کی یاد دہانی کروا رہا ہوتا ہے-

سورہ آل عمران، آیت نمبر 185 ترجمہ:"ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے، اور تمہارے اجر پورے کے پورے تو قیامت کے دن ہی دیئے جائیں گے، پس جو کوئی دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ واقعۃً کامیاب ہوگیا، اور دنیا کی زندگی دھوکے کے مال کے سوا کچھ بھی نہیں"-

7- جیسے جیسے ہماری عمر گزرتی ہے، ہمارے دلوں کی طرح ہم بھی تنہا ہوجاتے ہیں اور تنہا رہنا پسند کرتے ہیں- کیونکہ اللہ کی ذات ہمیں باور کراتی ہے کہ انسان اور دنیا کی محبت کو چھوڑ دینا چاہیئے-

سورہ الانعام، آیت نمبر 32 ترجمہ:"اور دنیوی زندگی (کی عیش وعشرت) کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں، اور یقیناً آخرت کا گھر ہی ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، کیا تم (یہ حقیقت) نہیں سمجھتے"-

قرآن پاک علم کا خزانہ ہے اس سے کتنے ہی کلام ابھرے، علم تفسیر، علم قراءت، علم حدیث، علم اصول حدیث، علم اسماء الرجال، علم فقہ، علم تصوف وغیرہ۔ اور بہت سے کلام کے لئے تمہید کا کام دیا مثلاً فلسفہ، سائنس وغیرہ---قرآن پاک مشاہدہ فطرت قدرت پر ابھارتا ہے۔

****

چار قسم کے لوگ

حضرت محبوبِ سبحانی غوث پاکؒ نے فرمایا''دنیا میں چار قسم کے آدمی ہوتے ہیں:

1۔ ایک وہ جو نہ دل رکھتے ہیں نہ زبان: نا تجربہ کار اور حقیر ان کی مثال بھوسے کی سی ہے ایسے لوگ بے قیمت اور بے کار ہوتے ہیں۔تو ایسے لوگوں میں شامل نہ ہو بلکہ ان لوگوں میں نیکی پھیلا اور انہیں دین کی طرف بلانے کا فرض ادا کر۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے حضرت علیؓ سے دوسرے لوگوں کی ہدایت کے ضمن میں فرمایا تھا''اگر تمہاری تعلیم سے ایک شخص بھی ہدایت حاصل کرے تو یہ تمہارے لیے پورے سورج کی آب وتاب سے بہتر ہے''۔

2۔ دوسرا وہ شخص ہے جو نصیحت اور حکمت کی باتوں کا تذکرہ کرتا ہے لیکن خود ان پر عمل نہیں کرتا وہ دوسروں کے عیب گنواتا ہے لیکن خود ان عیوب سے پرہیز نہیں کرتا۔اس شخص کی مثال انسانوں کے روپ میں بھیڑیئے کی سی ہے، ممکن ہے اس شخص کی شیریں زبانی تمہیں متاثر کرے اور تمہیں شر کی طرف متوجہ کردے۔ایسے لوگوں سے اللہ کی پناہ مانگو۔

3۔ تیسرا شخص مومن ہے اللہ نے اس پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔وہ اپنے نفس کے عیوب پر نظر رکھتا ہے۔اس کا دل منور ہوتا ہے وہ خاموشی اور گوشہ نشینی پسند کرتا ہے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''گوشہ نشینی عافیت ہے اور خاموشی عبادت کا ایک حصہ ہے۔''ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے محبوبین اور نیک بندوں میں شامل کر لیتا ہے۔

4۔ چوتھا وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عالم ملکوت میں بزرگی بخشی، ایسے لوگ اللہ کے علم کو جانتے اور اس پر عمل کرتے ہیں، علم دوسروں کو بھی سکھاتے ہیں، یہ اللہ کی آیات سے واقف ہوتے ہیں، اللہ انہیں اپنے بھیدوں سے آگاہی بخشا ہے۔اللہ ان سے دوسروں کو بھی ہدایت بخشا ہے، ان کے پاس سلامتی ہوتی ہے۔تو ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کر-

****

حدیث

حدیث کیا ہے؟:- حدیث سے مراد وہ اقوال، اعمال اور تقریر یعنی تصویب (درست قرار دینا، تصدیق، درستی، اصلاح) ہیں جو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی جانب منسوب ہوں۔

سنت اور حدیث میں فرق (دینی حیثیت میں فرق):-

سنت کی حیثیت قرآن کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے آسمانی دین اور اُس کی مستقل بالذات شریعت کی ہے۔ وہ اپنی ذات میں ایک مستقل دینی حیثیت رکھتی ہے۔ جبکہ حدیث میں دین کی حیثیت سے جو کچھ روایت ہوا ہے وہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی نسبت سے قرآن وسنت کے مستقل بالذات احکام کی شرح و وضاحت اور اُن پر آپ خاتم النبیین ﷺ کے عمل کے نمونے کا بیان ہے۔

حدیث کو قرآن پاک کی طرح عملی طور پر سمجھنے کے لیے سنت کی ضرورت ہے۔

حدیث کی اقسام:- حدیث کی چھ اقسام ہیں۔

1-متواتر حدیث 2- مشہور حدیث 3-غریب حدیث 4-مرفوع حدیث 5-ضعیف حدیث 6-موضوع حدیث

1- **متواتر حدیث:-** اگر حدیث کے ہر لیول پر بہت سے راوی موجود ہوں- یعنی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے سنا ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہما سے کئی تابعین نے سنا-- پھر ہر تابعین سے کئی تبع تابعین نے سنا ہو- اور ہر درجے پر کئی راوی موجود ہوں تو ایسی حدیث کو **متواتر حدیث** کہتے ہیں- یہ حدیث کا بہت اونچا درجہ ہے-

2- **مشہور حدیث:-** اگر حدیث میں راویوں کی تعداد ہر سطح پر کم از کم تین ہو- (تین سے زیادہ ہیں تو تب وہ متواتر حدیث ہوگی) تو وہ **مشہور حدیث** ہوگی-

3- **غریب حدیث:-** اگر حدیث میں کوئی ایک راوی ہے تو اس کو **غریب حدیث** کہیں گے یا **خبر واحد** کہیں گے-

4- **مرفوع حدیث:-لغوی اعتبار سے** مرفوع رفع کا اسم مفعول ہے جس کے معنی ہیں بلند ہونا۔ حدیث کو یہ نام دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کی نسبت اس ہستی کی طرف ہے جن کا درجہ بہت بلند ہے یعنی حضرت **محمد** مصطفی خاتم النبیین ﷺ سے۔

اصطلاحی مفہوم میں ایسی حدیث کو مرفوع کہا جاتا ہے جس کی نسبت رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے کی گئی ہو۔ اس حدیث میں آپ خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد، عمل، کوئی صفت، تقریر یا خاموشی کے ذریعے کسی کام کی اجازت دی گئی ہو۔ یہ حقیقت کسی صحابی نے بیان کی ہو یا کسی اور نے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

حدیث کی سند خواہ مرسل، منقطع، متصل یا موصول ہو، وہ مرفوع ہی کہلائے گی۔ اس تعریف کے اعتبار سے مرفوع میں مرسل، متصل یا موصول، منقطع ہر قسم کی روایات شامل ہو جاتیں ہیں۔ المختصر وہ حدیث جس کی سند نبی کریم خاتم النبیین ﷺ تک پہنچی ہوئی ہو **مرفوع حدیث** کہلاتی ہے-

☆ **مرسل حدیث:-** علم حدیث میں مرسل سے مراد وہ حدیث ہے جس میں سلسلہ سند کسی صحابی پر ٹوٹتا ہو یعنی تابعی براہ راست آنحضرت سے روایت کرے۔

☆ **متصل یا موصول حدیث:-** علم حدیث میں اس سے مراد وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی ایک دوسرے سے متصل یا ملے ہوئے ہوں۔ حدیث کی اس قسم کو موصول کا نام بھی دیا جاتا ہے-

☆ **منقطع حدیث:-** علم حدیث میں منقطع سے مراد وہ حدیث ہے جس میں سلسلہ سند کسی صحابی پر نہیں بلکہ کسی اور درجہ میں تابعی یا تبع تابعی پر ٹوٹتا ہو۔

5- **ضعیف حدیث:-** اس کے بعد آتی ہے **ضعیف حدیث** (کمزور حدیث) --- **ضعیف حدیث** اسے کہتے ہیں جس میں کسی ایک راوی کے بارے میں شک ہو گیا کہ یا تو اس کا کردار معیاری نہیں تھا یا اس کی سیرت اس کے معاملات درست نہیں تھے- اس روایت کے اندر گویا ایک کڑی کمزور ہے یا یہ کہ کسی ایک راوی کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کا حافظہ کمزور ہے تو اس میں بھی شک پڑ جائے گا- اگر ان دو میں سے کوئی ایک نقص پایا جائے تو وہ حدیث **ضعیف حدیث** کہلاتی ہے-

اگر کسی حدیث کے ساتھ لکھ دیا جائے **ضعیف حدیث**- تو کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس کو چھوڑ دو--- یہ حدیث نہیں ہے- جبکہ ضعیف حدیث کے اندر بہت سی اعلیٰ احادیث

موجود ہوتی ہیں-جس میں علم اور حکمت کے موتی موجود ہوتے ہیں-اس کی وجہ یہ ہے کہ:

ایک ہے سچ کا سچ ہونا-ایک ہے سچ کا سچ ثابت ہو جانا--- کتنے سچ ہوتے ہیں جو اپنی جگہ سچ ہیں لیکن ہم ثابت نہیں کر سکتے-اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو سچ ثابت نہ ہو سکے وہ جھوٹ ہے--سچ ثابت نہیں ہو سکا یہ اپنی جگہ بات ہوئی---لیکن پھر کیا ہم اس کو کہیں گے کہ وہ جھوٹ ہے؟ یہ نہیں مانا جاتا--تو حدیث ضعیف جو ہے وہ کمزور تو ہے لیکن حدیث موضوع نہیں ہے---وہ مکروہ نہیں ہے---وہ چھوڑی نہیں جائے گی---ہاں! اس میں سے کوئی حکم شریعت نہیں نکلے گا-ضعیف حدیث سے شریعت کا کوئی حکم نافذ نہیں ہوگا-

امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ضعیف احادیث فضائل کے ضمن میں قابل قبول ہیں جس میں کسی عمل کی فضیلت بیان کی گئی ہو ان کو اختیار کیا جا سکتا ہے-

6- **موضوع حدیث:-** سب سے نیچے جو درجہ آتا ہے وہ ہے **موضوع حدیث**-جس کے بارے میں محدثین نے تحقیق کر کے چھان بین کر کے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ گھڑی ہوئی حدیث ہے یا جھوٹی حدیث ہے-اس کی حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت صحیح نہیں ہے- محدثین نے ان موضوع احادیث کو جمع کر کے ایک کتاب کی شکل دے دی ہے-جس کا نام ہے "**کتاب الموضوعات**"-

صحیح احادیث صرف بخاری اور مسلم میں ہی نہیں ہیں-اس لئے کہ احادیث کی صحت کا دارومدار اس بات پر ہوتا ہے کہ اس کی اسناد و اصول احادیث کی شرائط پر پوری اترتی ہیں یا نہیں؟

چنانچہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے علاوہ سینکڑوں آئمہ احادیث نے احادیث کے مجموعے مرتب فرمائے ہیں، ان میں جو احادیث بھی مذکورہ شرائط پر پوری اترتی ہیں وہ درست ہوتی ہیں۔ بلکہ یہ عین ممکن ہے کہ ان کتابوں کی کوئی احادیث سنداً صحیحین سے بھی اعلیٰ اور معیاری ہوں۔

مثلاً ابن ماجہ صحاح ستہ میں چھٹے نمبر پر ہے-(صحاحِ ستہ سے مراد حدیث پاک کی چھ مشہور و معروف کتابیں ہیں:

(۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) سنن نسائی (۴) سنن ابی داؤد (۵) جامع ترمذی (۶) سنن ابن ماجہ۔

ان چھ کتابوں کو "اصولِ ستہ، صحاحِ ستہ، کتبِ ستہ اور امہاتِ ست" بھی کہتے ہیں-

ابن ماجہ میں بعض احادیث اتنی اعلیٰ سند کے ساتھ ہیں کہ صحیحین میں اتنی اعلیٰ سند کے ساتھ نہیں ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چالیس احادیث

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی چالیس (۴۰) احادیث:

حضرتِ سیّدُ نا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "رَحمتِ عالَم ،نُورِ مُجسَّم ،رَسُولِ مُکَرَّم ،سراپا جُود وکرم خاتم النبیین ﷺ سے عرض کی گئی" کہ اس علم کی حد کیا ہے جہاں انسان پہنچے تو عالم ہو؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "جو میری اُمّت پر چالیس احکامِ دین کی حدیثیں حفظ کرے اسے اللہ فقیہ اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا"۔(مشکوٰۃ المصابیح ،کتاب العلم ،الفصل الثالث ،الحدیث ۲۵۸ ،ج ۲ ،ص ۶۸)

☆ اِنَّمَا الاَعمَالُ بِالنِّیَّاتِ	اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (بخاری ومسلم)
☆ اِنَّمَا الاَعمَالُ بِالخَوَاتِیمِ	اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ (بخاری ومسلم)
☆ اَلصَّلَاۃُ نُورُ المُومِنِ	نماز مومن کا نور ہے۔ (ابن ماجہ)
☆ لَا یَدخُلُ الجَنَّۃَ قَتَّاتٌ	چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری ومسلم)
☆ لَا یَدخُلُ الجَنَّۃَ قَاطِعٌ	رشتہ قطع کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم)
☆ اَلظُّلمُ ظُلُمَاتٌ یَومَ القِیَامَۃِ	ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی صورت میں ہوگا۔(بخاری ومسلم)
☆ اَلمُسلِمُ مَن سَلِمَ المُسلِمُونَ مِن لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ	مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔(بخاری ومسلم)
☆ مَن یُحرَمُ الرِّفقَ یُحرَمُ الخَیرَ	جو شخص نرم عادت سے محروم رہا وہ بھلائی سے محروم رہا ۔(بخاری ومسلم)
☆ لَا تَتَّخِذُوا القُبُورَ مَسَاجِدَ	قبروں کو سجدہ گاہیں نہ بناؤ۔(مسلم)
☆ سِبَابُ المُسلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُہٗ کُفرٌ	مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔(بخاری)
☆ اَلدُّنیَا سِجنُ المُؤمِنِ وَجَنَّۃُ الکَافِرِ	دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔(بخاری ومسلم)
☆ اَلغِنَی غِنَی النَّفسِ	حقیقی غنا، دل کا غنا ہے۔(بخاری ومسلم)
☆ اَلایمَانُ بِضعٌ وَسَبعُونَ شُعبَۃً، وَالحَیَاءُ شُعبَۃٌ مِنَ الاِیمَانِ	ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔(بخاری)
☆ أَبغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللہِ الاَلَدُّ الخَصِمُ	اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑھ کر بغض کے قابل وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔(بخاری)
☆ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَکُم، أَو لَیُخَالِفَنَّ اللہُ بَینَ وُجُوھِکُم	نماز میں تم اپنی صفوں کو سیدھا کرو ورنہ اللہ تمہارے قلوب میں اختلاف ڈال دے گا۔(مسلم)
☆ مَن صَلَّی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللہُ عَلَیہِ عَشرًا	جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرمائے گا۔(مسلم)
☆ لَا یَدخُلُ الجَنَّۃَ مَن لَا یَأمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ	جس کی ایذا رسانی سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں، وہ جنت میں نہیں جائے گا۔(مسلم)
☆ لَا یُؤمِنُ أَحَدُکُم حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیہِ مَا یُحِبُّ لِنَفسِہٖ	تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔(بخاری ومسلم)
☆ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَومَ القِیَامَۃِ المُصَوِّرُونَ	قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں (گرفتار) تصویر بنانے والے ہوں گے۔(بخاری)
☆ اَلصَّلٰوۃُ نُورُ المُومِنِ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ مِنَ النَّارِ	نماز مومن کا نور ہے اور روزہ آگ سے ڈھال ہے۔(ابن ماجہ)
☆ اِنَّ الدِّینَ یُسرٌ	بیشک دین آسان ہے۔(بخاری)

☆	طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ	علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔(ابن ماجہ)
☆	اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ	گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص جیسا ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔(ابن ماجہ)
☆	زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ	قرآن کو اپنی آواز سے زینت دو۔(ابوداؤد)
☆	لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا	مسلمان کے لیے درست نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو ڈرائے۔(ابوداؤد)
☆	لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا	نیکی میں کسی چیز کو حقیر نہ سمجھو۔(مسلم)
☆	بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً	میرا پیغام لوگوں کو پہنچاؤ اگر چہ ایک ہی آیت ہو ۔(بخاری)
☆	مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ، لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ	جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔(ترمذی)
☆	خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ	تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔(بخاری)
☆	لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ	جو لوگوں پر رحم نہیں کھاتا اللہ بھی اس پر رحم نہیں کھاتا۔(بخاری)
☆	لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ	نماز بغیر وضو کے قبول نہیں کی جاتی۔(ترمذی)
☆	إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ	اللہ تعالیٰ نرمی کرتا ہے اور ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔(بخاری)
☆	كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ	ہر نیک کام صدقہ ہے۔(بخاری)
☆	أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ	آپس میں سلام عام کرو۔(مسلم)
☆	اَلْمِسْوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ	مسواک منہ کی پاکیزگی، رب تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے۔(سنن نسائی)
☆	لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا	تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر ہرگز نہ (پانی) پیے۔(مسلم)
☆	سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ	بسم اللہ پڑھ لیا کرو، داہنے ہاتھ سے کھایا کرو اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔(بخاری)
☆	مَنْ صَمَتَ نَجَا	جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔(ترمذی)
☆	اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ	پاکیزگی نصف ایمان ہے۔(مسلم)
☆	وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ	جلد بازی شیطان کا کام ہے۔(ترمذی)

****

بڑی حدیث

ایک بدو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور عرض کی ''یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں''؟ فرمایا ''ہاں کہو''۔ (دربار میں اس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ بھی موجود تھے۔ انہوں نے یہ حدیث مبارکہ تحریر کر کے پاس رکھ لی۔ بعدازاں یہ فرمان کنزالعمال مسند احمد میں نقل ہوا۔)

بدو نے عرض کیا، یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ''میں غنی (امیر) ہونا چاہتا ہوں''۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''قناعت اختیار کرو غنی بن جاؤ گے''۔

عرض کیا ''میں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''تقویٰ اختیار کرو عالم بن جاؤ گے''۔

عرض کیا ''میں عزت والا بننا چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانا بند کرو عزت والے بن جاؤ گے''۔

عرض کیا ''میں اچھا انسان بننا چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''لوگوں کو نفع پہنچاؤ اچھے انسان بن جاؤ گے''۔

عرض کیا ''عادل بننا چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''جو اپنے لیے اچھا سمجھتے ہو وہی دوسروں کے لیے اچھا جانو عادل بن جاؤ گے''۔

عرض کیا ''طاقتور بننا چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''اللہ پر توکل کرو''۔

عرض کیا ''اللہ کے دربار میں خاص درجہ چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''کثرت سے ذکر کرو''۔

عرض کیا ''رزق کی کشادگی چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''ہمیشہ باوضو رہو''۔

عرض کیا ''دعاؤں کی قبولیت چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''حرام نہ کھاؤ''۔

عرض کیا ''ایمان کی تکمیل چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''اخلاق اچھے کرلو''۔

عرض کیا ''قیامت کے روز گناہوں سے پاک ہو کر اللہ سے ملنا چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''جنابت کے فوراً بعد غسل کیا کرو''۔

عرض کیا ''گناہوں میں کمی چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''کثرت سے استغفار کیا کرو''۔

عرض کیا ''قیامت کے روز نور میں اٹھنا چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''ظلم کرنا چھوڑ دو''۔

عرض کیا ''چاہتا ہوں اللہ میری پردہ پوشی کرے''۔ فرمایا ''لوگوں کی پردہ پوشی کیا کرو''۔

عرض کیا ''رسوائی سے بچنا چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''زنا سے بچو''۔

عرض کیا ''چاہتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کا محبوب بن جاؤں''۔ فرمایا ''جو اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کا محبوب ہو اسے اپنا محبوب بنالو''۔

عرض کیا ''اللہ کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''فرائض کا اہتمام کرو''۔

عرض کیا ''احسان کرنے والا بننا چاہتا ہوں''۔ فرمایا ''اللہ کی بندگی اس طرح کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو یا جیسے وہ تمہیں دیکھ رہا ہو''۔

عرض کیا ''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ گناہوں سے کون سی چیز معافی دلائے گی''؟ فرمایا ''عاجزی، آنسو اور بیماری''۔

عرض کیا ''کیا چیز دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کرے گی''؟ فرمایا ''دنیا کی مصیبتوں پر صبر''۔

عرض کیا ''اللہ کے غصے کو کیا چیز سرد کرتی ہے''؟ فرمایا ''چپکے چپکے صدقہ اور صلہ رحمی''۔

عرض کیا ''سب سے بڑی برائی کیا ہے''؟ فرمایا ''بد اخلاقی اور بخل''۔

عرض کیا ''سب سے بڑی اچھائی کیا ہے''؟ فرمایا ''لوگوں پر غصہ کرنا چھوڑ دو''۔

حدیث مبارکہ ختم ہوگئی۔

****

کلمہ طیبہ کی اہمیت وفضیلت

لا الہ الا اللہ محمد ررسول اللہ

مسلمان کا مطلب کیا؟

فرمانبردار۔ کس کا فرمابردار؟

اللہ اوراس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کا فرمانبردار؛۔

لیکن ہم یہ بات بہت افسوس کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم میں سے 99 فی صد لوگ By Chance مسلمان ہیں ہم لوگوں نے یہ جاننے کی بھی کوشش نہیں کی کہ بچپن میں ہمیں کلمہ کس نے پڑھایا ماں باپ میں سے کسی نے۔ دادا دادی میں سے کسی نے نانا نانی میں سے یا کسی اور نے۔

تعجب کی بات ہے کہ ہم اپنے مسلمان ہونے پر فخر کرتے ہیں جبکہ اپنے مسلمان ہونے میں ہمارا کوئی حصہ نہیں یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان پیدا فرمایا:

کلمہ کے دو حصے ہیں:

1۔ لا الہ الا اللہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ

2۔ محمد رسول اللہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) اللہ کے رسول ہیں

اسی طرح کلمے کے دو حقوق ہیں:

1۔ اقرار باللسان 2۔ تصدیق بالقلب

اقرار باللسان تو By Chance ہو گیا لیکن تصدیق بالقلب اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس لا الہ الا اللہ کے لیے ہم پورے قرآن پاک کو ایک مرتبہ ترجمے کے ساتھ نہ پڑھ لیں اور محمد رسول اللہ کے لیے سیرت النبی خاتم النبیین ﷺ کا کم از کم ایک دفعہ مطالعہ نہ کر لیں۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ قرآن وحدیث میں ماسٹر ہو جائیں ماسٹر یا عالم بن جانا فرض کفایہ ہے۔

فرض کفایہ اور فرض عین میں فرق ہے وہ یہ کہ فرض عین جو سب پر فرض ہو جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ

اور فرض کفایہ وہ فرض ہے جو امت میں سے کچھ لوگ بھی ادا کریں تو باقی سب کے سر سے اتر جاتا ہے۔ مثلاً نماز جنازہ، عالم بننا، اعتکاف وغیرہ

ہم جب کلمہ پڑھ کر یہ اقرار کرتے ہیں زبانی اقرار (لا الہ الا اللہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ) تو اس اقرار کے بعد ہم پر لازم ہو جاتا ہے کہ اللہ ہم سے کیا چاہتا ہے وہ کس کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور کس کام کے کرنے سے منع کرتا ہے؟

تو یہ تمام باتیں ہمیں معبود کی کتاب ہی بتاتی ہے کہ رب ہم سے کیا چاہتا ہے؟ اس میں کیا احکامات ہیں؟

قرآن پاک ہی میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تفصیل بتادی ہے جس کا جاننا ہم پر اس لیے ضروری ہے کہ ہم نے اپنے معبود کی ہر بات کا خیال رکھنا ہے اور جب کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں جاننا اور ہر بات کی تفصیل کو سمجھنا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کونسا کام کس انداز میں کیا؟ دیکھنا ضروری ہو گیا۔

کیونکہ قرآن پاک ہمارے پاس علمی صورت میں آیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ عملی صورت میں آپ خاتم النبیین ﷺ قرآن کی عملی تفسیر بن کر آئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کتاب اللہ کے عین مطابق زندگی بسر کر کے بتایا کہ ہم نے کیسے زندگی بسر کرنی ہے؟

ہم یہ کہتے ہیں کہ فرض عبادت قرض ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ فرض قرض ہے۔ عبادات تو صرف نفلی عبادات ہوتی ہیں۔ جو صرف اور صرف خلوت میں کی جاتی ہیں۔ جلوتوں میں تو بجز فرض کی ادائیگی کہ جن کا ادا کرنا ضروری ہوتا ہے اور کچھ نہیں کیا جاتا۔ اَب دیکھنا یہ ہے کہ فرض قرض کیسے ہے؟

اس کی وضاحت اسطرح کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا "میری والدہ نے حج کی منت مانی تھی لیکن وہ حج نہ کر سکیں اور ان کا انتقال ہو گیا تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں"؟ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہاں ان کی طرف سے تو حج کر۔ کیا

تمہاری ماں پر قرض ہوتا توتم اسے ادانہ کرتیں؟ اللہ تعالیٰ کا قرضہ تو اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے"۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 1852)
اسی طرح ایک مرتبہ ایک آدمی نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا کہ "یارسول خاتم النبیین ﷺ میرے باپ نے حج نہیں کیا۔ کیا میں ان کی جانب سے حج ادا کرسکتا ہوں"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا؛ "اگر تمہارے باپ پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتے" اس نے کہا" جی ہاں ضرور ادا کرتا" تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" پھر اللہ کا قرض تو زیادہ تقاضا کرتا ہے اس بات کا کہ اس کو ادا کیا جائے"۔(مسند احمد، حدیث نمبر 4076) پس اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرنا بہت ضروری ہے۔
اب ہم غور کرتے ہیں کہ ہم کتنے مقروض ہیں؟

1۔ حج :۔

حج ساری عمر میں صرف ایک بار ہر صاحب استطاعت پر فرض ہے عمر گزر جاتی ہے اور بیشمار صاحب استطاعت بغیر حج کے دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ یاد رکھیے۔ اگر کوئی صاحب استطاعت اپنی وسعت کے باوجود حج نہیں کرتا تو ہر سال گناہ گار لکھا جاتا ہے اور حج کا قرضہ سر پر رہتا ہے۔

2۔ روزہ :۔

روزے سال بھر میں صرف ایک ماہ کے فرض کیے گئے ہیں اور اس کے لیے بھی کہا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے جانتے بوجھتے روزہ توڑ دیا (بلاعذر شرعی) تو وہ اس گناہ کا کفارہ ادا کرے گا۔ ایک روزے کا کفارہ درج ذیل تین صورتوں میں سے کسی ایک سے ادا ہو جائیگا: ایک غلام کو آزاد کیا جائے یا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے جائیں یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے-اگر کوئی شخص بڑھاپے یا کسی ایسے مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذور ہو جس سے صحتیابی کی کوئی امید نہ ہو تو وہ فدیہ ادا کریگا۔ ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہے۔ یہ کھانا وہ اپنی مالی حیثیت اور استطاعت کے مطابق کھلائے گا۔
اگر بیمار ہوں تو قضا کرلیں اور اگر کسی عورت کے ایام حیض کی وجہ سے روزے رہ جائیں 7 یا 5 یا 3 تو وہ تمام سال میں ادا کیے جاسکتے ہیں اگر وہ قضا روزے کسی عورت نے ادا نہ کیے ہوں تو سال بھر اس پر قرض لٹکتا رہتا ہے۔ ہماری غفلت کی انتہا ہے ان کی قضا کے لیے اللہ تعالیٰ نے اگلا پورا ایک سال دیا اور پھر بھی ادائیگی نہ ہوسکی۔ اور قرض سر پر رہ گیا۔

3۔ نماز:۔

نماز کے بارے میں ہمیں کہا گیا ہے جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو نماز سکھائی جائے۔ جب دس سال کا ہو جائے تو اپنے ساتھ کھڑا کیا جائے اور جب بارہ سال کا ہو جائے تو پھر سختی دکھاؤ۔ اب دیکھتے ہیں کتنے لوگ وقت پر نماز پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کو نماز پڑھاتے ہیں۔ نماز کا کفارہ یا فدیہ زندگی میں نہیں۔ مرنے کے بعد ورثا چاہیں تو ایک وقت کی نماز کے لیے پونے دو کلو آٹا خیرات کریں تو ایک وقت کی نماز کا فدیہ ادا ہو جاتا ہے۔ ایک وقت کی نماز کا پونے دو کلو آٹا۔ تو پانچ وقت کا تقریباً 9 کلو تو ایک ماہ کی قضا کا کتنا ہوا؟ لیکن یاد رکھیں مرتے ہی مال وارثوں کا ہو جاتا ہے اس لیے کسی وارث کو فکر نہیں ہوتی کہ والدین کی نمازوں کے کفارے کے لیے کچھ کریں۔ وہاں تو صرف مال سمیٹنے کی فکر ہوتی ہے تو نمازوں کا قرض سر پر رہ جاتا ہے۔

4۔ سجدہ تلاوت قرآن:۔

اسی طرح ایک قرضہ سجدہ تلاوت قرآن پاک کا ہے یہ بات لوگوں نے پتہ نہیں کہاں سے سیکھ لی ہے کہ جب قرآن پاک ختم کرلیں گے تو 14 سجدے اکھٹے کر لیں گے۔ یاد رکھیے ہر سجدے کی آیت کا خاص مطلب ہے جہاں پر آیت ختم ہوتی ہے وہاں پر بات ختم ہوتی ہے۔ اور وہاں پر ہی سجدہ کرنا فرض ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے اختتام پر چودہ سجدے کرنے کا حکم دیتا۔
اب دیکھئے یہ ہماری جرأت کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر سجدے کی آیت پر جھکنے کا حکم دیتا ہے تو ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جب قرآن پاک ختم کرلیں گے تو جھکیں گے یہ انتہائی جرأت اور گناہ ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:
ترجمہ:''اگر جانوروں کو موت کا اتنا علم ہوتا جتنا تمہیں ہے تو کبھی کوئی موٹا جانور تمہیں کھانے کو نہ ملتا۔ اور فرمایا اگر موت کا اتنا علم جتنا مجھے ہے تمہیں ہوتا تو کبھی رغبت سے کھانا نہ کھاتے کبھی لذت سے پانی نہ پیتے۔ میٹھی نیند تمہیں آ ہی نہیں سکتی تھی۔'' (کنز العمال)

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ:

ترجمہ:''اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں دکھادے کہ مرنے کے بعد تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے''۔(صحیح مسلم،حدیث نمبر 7214)

آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشادفرمایا:

ترجمہ:'' قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے ''۔(جامع ترمذی،حدیث نمبر 2460-مشکوۃ المصابیح،حدیث نمبر 5352)

آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشادفرمایا:

ترجمہ:''روزانہ ہر شخص کی قبر انسان کو پکارتی ہے اور کہتی ہے''اے انسان میں وحشت کا گھر ہوں۔میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں کا گھر ہوں۔جب تو میرے پاس آئے گا تو میرا عمل بھی دیکھ لے گا۔ پھر جب کوئی نیک شخص قبر میں جا تا ہے۔تو قبر پھیل جاتی ہے اور اس کی نیکیوں کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے اور قبر جنت کا باغ بن جاتی ہے۔ اور جب کوئی برا آدمی جاتا ہے تو قبر اس کو بھینچ لیتی ہے اور اس کے اعمال کے مطابق اس کی قبر اس کے لیے جہنم کا گڑھا بن جاتی ہے''۔(جامع ترمذی،حدیث نمبر 2460)

تو ہم ایسے مسلمان ہیں کہ کلمہ صرف زبان کی حد تک پڑھتے ہیں۔اس کے بعد حج کا قرضہ،روزوں کا قرضہ،نماز کا قرضہ اور ہم ہیں کہ آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ لذت سے کھاتے ہیں چین سے سوتے ہیں اس قرضے کو اتارنے کی فکر ہی نہیں۔جبکہ دنیا کا قرض اگر 200 روپے کا بھی ہو تو ہمیں اس کے اتارنے کی اتنی فکر ہوتی ہے کہ چین ہی نہیں آتا۔اور جلد از جلد اتار کر ہی چھوڑتے ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ابتدا ہی سے دین کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

حد تو یہ ہے کہ کلمہ تک دل کی گہرائیوں سے نہیں پڑھا۔صرف زبان سے پڑھا ہے۔حالانکہ جیسے ہی ہم نے کہا۔

لا الہ الا اللہ " کوئی معبود نہیں میرا اللہ کے سوا"---اس کے ساتھ ہی ہم پر واجب ہو گیا کہ ہمیں پتا ہونا چاہیے کہ جس کو ہم نے اپنا معبود بنایا ہے وہ ہم سے چاہتا کیا ہے؟؟؟ وہ ہماری کن چیزوں کو پسند فرماتا ہے؟ کن چیزوں کو ناپسند فرماتا ہے؟ اس نے کون سی چیزیں ہمارے لئے جائز رکھی ہیں اور کون سی چیزیں ناجائز رکھی ہیں؟؟ اور ہمارا مقصد زندگی کیا ہے؟؟ اور یہ سب کچھ ہمیں کیسے پتہ چلے گا؟؟؟ جب تک ہم قرآن پاک کو ایک مرتبہ ترجمے سے پڑھ لیں گے---تو جب تک ہم قرآن پاک کو ایک مرتبہ ترجمے سے نہیں پڑھ لیتے ہم "لا الہ الا اللہ" کا تصدیق بالقلب کر ہی نہیں سکتے-صرف "لا الہ الا اللہ" کو زبان سے کہنا اقرار بالسان ہے جو ہم پیدا ہوتے ہی کر لیتے ہیں---تصدیق بالقلب کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن پاک کو ایک مرتبہ ترجمہ کے ساتھ پڑھیں۔کیونکہ قرآن پاک اللہ تعالی نے ہمارے پاس علمی صورت میں بھیجا ہے اس میں رہتی دنیا تک علم کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔

اب کلمے کا دوسرا حصہ آیا "محمد الرسول اللہ"---"محمد الرسول اللہ" زبان سے پڑھتے ہیں ہم نے تصدیق بالسان تو کر لیا لیکن تصدیق بالقلب اس وقت تک نہیں ہو گا جب تک ہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی عملی زندگی کا ایک مرتبہ مطالعہ نہ کر لیں-اگر ہم آپ خاتم النبیین ﷺ کی عملی زندگی کا مطالعہ کریں گے تو اس وقت ہم اتباع سنت کے قابل ہوں گے-سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم نے نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی پیروی کرنی ہے کیونکہ قرآن پاک ہمارے پاس علمی شکل میں آیا ہے اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ہمارے پاس عملی شکل میں آئے ہیں-تو جب تک ہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے قول، فعل اور عمل کو نہیں دیکھیں گے ہم ان کا اتباع نہیں کر سکتے-اس کا مطلب یہ ہوا کہ "لا الہ الا اللہ" کا تصدیق القلب کرنے کے لئے پورے قرآن پاک کو ایک مرتبہ ترجمہ سے پڑھنا ضروری ہے اور "محمد الرسول اللہ" کا تصدیق القلب کرنے کے لئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی سیرت مبارکہ کو ایک مرتبہ پڑھنا یا جاننا ضروری ہے-

****

نماز کی اہمیت وفضیلت

آیات قرآنیہ:

1- ترجمہ:"اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو، بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔(سورۂ البقرۃ، آیت نمبر 153)

2- ترجمہ:"اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوۃ دیتے رہو گے"۔(سورۂ المائدہ، آیت نمبر 12)

3- ترجمہ:"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (نماز کے لئے) جھکو تو نہیں جھکتے (یعنی نماز نہیں پڑھتے) اس دِن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے"۔(سورہ المرسلات، آیت 48 اور 49)

4-ترجمہ:"پھر اگر یہ لوگ (شرک وکفر اور عہد شکنی سے) توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں"۔(سورہ التوبہ، آیت نمبر 11)

احادیث مبارکہ:-

1۔حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ''اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے۔سب سے اول لَا اِلٰہَ اِلا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا، اِس کے بعد نماز کا قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، حج کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا''۔(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

اِس پاک حدیث میں بطورِ مثال کے اسلام کو ایک خیمہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو پانچ ستونوں پر قائم ہوتا ہے۔پس کلمہ شہادت خیمہ کی درمیانی لکڑی کی طرح ہے اور بقیہ چاروں ارکان خیمہ کے چار ستون ہیں۔اگر درمیانی لکڑی نہ ہو تو خیمہ کھڑا ہی نہیں ہوسکتا۔اور اگر یہ لکڑی موجود ہے تو چاروں کونوں میں سے اگر کسی کونے کی لکڑی نہیں ہے تو خیمہ قائم تو ہوجائے گا لیکن جس کونے کی لکڑی نہ ہوگی وہ کونا گرا ہوا ہوگا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کے بعد سب سے اہم چیز نماز ہے۔

2۔حدیث: حضرت ابوذرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین ﷺ سردی کے موسم میں باہر تشریف لائے اور پتے درخت پر سے گر رہے تھے آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنی ہاتھ میں لی تو اُس کے پتے اور بھی تیزی سے گرنے لگے آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''اے ابوذرؓ مسلمان بندہ جب اخلاص سے اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں جیسے یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں''۔(مسند احمد)

3۔حدیث: حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا''بتاؤ اگر کسی شخص کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو جس میں وہ پانچ مرتبہ روزانہ غسل کرے تو کیا اُس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا''؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ''کچھ بھی باقی نہیں رہے گا''۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ''یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے تمام گناہوں کو زائل کردیتے ہیں''۔(بخاری، کتاب الصلوۃ، باب 356 حدیث نمبر 500)

4۔حدیث: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ''ایک قبیلہ کے دو صحابیؓ ایک ساتھ مسلمان ہوئے ان میں سے ایک صاحب جہاد میں شہید ہوگئے اور دوسرے صحابیؓ کا ایک سال کے بعد انتقال ہوا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب جن کا انتقال ایک سال کے بعد ہوا تھا وہ ان شہید ساتھی سے پہلے جنت میں داخل ہوئے ہیں۔میں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے دریافت کیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا''جن صاحب کا بعد میں انتقال ہوا اُن کی نیکیاں نہیں دیکھتے کتنی زیادہ ہو گئیں۔چھ ہزار اور اتنی اتنی رکعتیں نمازوں کی بڑھ گئیں ایک سال کے پورے روزے زیادہ ہوئے''۔(مسند احمد، ابن حبان)

اگر ایک سال کے تمام مہینے 29 دن کے لگائے جائیں اور صرف فرض اور وتر کی کل 20 رکعتیں شمار کی جائیں تو چھ ہزار نو سو ساٹھ رکعتیں ہوتی ہیں اور جتنے مہینے 30 دن کے ہوں ان میں 20،20 رکعتوں کا اضافہ ہوتا رہے۔اور اگر سنتیں اور نوافل بھی شمار کئے جائیں تو کیا ہی پوچھنا۔پھر اگر تہجد، اشراق، چاشت، نماز فی زوال، اوابین، صلاۃ اللیل بھی شمار کئے جائیں تو نیکیاں کتنی بڑھ جائیں گی۔خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اِس زندگی کو غنیمت جان کر کل کے لیے نفع جمع کرتے رہتے ہیں۔

5۔حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ''حق تعالیٰ شانہ نے یہ فرمایا ہے کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اِس کا میں نے اپنے لیے عہد کرلیا ہے کہ جو شخص ان پانچوں نمازوں کو ان کے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے گا، میں اِس کو اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کروں گا اور جو ان نمازوں کا اہتمام نہ کرے تو مجھ پر اِس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے''۔(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 1403)

6۔حدیث: حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ ''مجھے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے دس باتوں کی وصیت کی تھی:

i)۔ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا گو کہ تو قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔

ii)۔ والدین کی نافرمانی نہ کرنا گو وہ تجھے اِس کا حکم کریں کہ بیوی کو چھوڑ دے یا سارا مال خرچ کر دے۔

iii)۔ فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا۔ جو شخص فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑ دیتا ہے اللہ کے ذمہ سے بری ہو جاتا ہے۔

iv)۔ شراب نہ پینا کہ یہ ہر برائی اور خباثت کی جڑ ہے۔

v)۔ اللہ کی نافرمانی نہ کرنا کہ اِس سے اللہ تعالیٰ کا غضب اور قہر نازل ہوتا ہے۔(احکامات الٰہی کی پیروی کرنا)

vi)۔ لڑائی سے نہ بھاگ، گو کہ تمام ساتھی مر جائیں۔

vii)۔ اگر کسی جگہ وبا پھیل جائے تو موت کے خوف سے وہاں سے نہ بھاگنا۔

viii)۔ اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا۔

ix)۔ تنبیہ کے واسطے ان پر سے لکڑی نہ اٹھانا۔

x)۔ اللہ تعالیٰ سے اِن کو ڈراتے رہنا''۔(گھر والوں کو) (مسند احمد، حدیث نمبر 22075)

7۔حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''جِس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہوگئی وہ ایسا ہے کہ گویا اُس کے گھر کے تمام لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا''۔(شعب الایمان، حدیث نمبر 2584،2586)

8۔حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ ''دو نمازوں کو بلا کسی عذر کے ایک وقت میں پڑھنے والا گناہ کبیرہ کے دروازوں میں سے ایک پر پہنچ گیا''۔ (مستدرک حاکم، حدیث نمبر 1020)

9۔حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے نقل کیا گیا ہے ''جو شخص اپنی نماز کو قضا کر دے گو بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقب جہنم میں جلے گا اور حقب کی مقدار اسی (80) برس کی ہوتی ہے اور ایک برس 360 دن کا اور قیامت کا ایک دن ایک ہزار برس کے برابر ہوگا۔ اِس حساب سے ایک حقب کی مقدار 2 کروڑ اٹھاسی برس کی ہوئی''۔(مجالس الابرار، المجالس الحادی والخمسون فی بیان فریضۃ الصلاۃ ص:22)

10۔حدیث: ایک حدیث ہے کہ شب معراج میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا ہے اور اِس زور سے پتھر مارا جاتا ہے کہ پتھر سے ٹکرا کر دور جا گرتا ہے۔ اِس پتھر کو اٹھایا جاتا ہے تو وہ سر پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے تو دوبارہ اِس کو زور سے مارا جاتا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ''یہ کیا معاملہ ہے''؟۔ انہوں نے کہا کہ ''یہ وہ لوگ ہیں جن کی سرگرانی انہیں نماز کے لیے اٹھنے نہیں دیتی تھی۔ یعنی نماز میں سستی کرتے تھے''۔(الترغیب والترہیب:837)

11۔حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے نماز کے ثواب کا دسواں حصّہ لکھا جاتا ہے۔ اِس طرح بعض کے لیے نواں حصّہ بعض کے لیے آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تہائی، آدھا حصّہ لکھا جاتا ہے''۔(ابوداؤد، نسائی، صحیح ابن حبان)

یعنی جِس درجہ کا خشوع اور اخلاص نماز میں ہوتا ہے اُس درجے کا ثواب لکھ لیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ فرض نماز کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک خاص وزن ہے۔ جتنی اِس میں کمی رہ جائے گی اُس کا حساب ہوگا۔ احادیث میں آیا ہے لوگوں میں سے سب سے پہلے نماز کا خشوع اٹھایا جائے گا۔ تو دیکھے گا کہ پوری جماعت میں ایک شخص بھی خشوع سے نماز پڑھنے والا نہیں ہوگا۔

12۔حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے ''جو شخص نماز کو اپنے وقت پر پڑھے، وضو بھی اچھی طرح کرے۔ خشوع وخضوع سے بھی پڑھے۔ کھڑا بھی پورے وقار سے ہو پھر اسی طرح رکوع اور سجدہ بھی اطمینان سے کرے۔ غرض یہ کہ ہر چیز کو اچھی طرح ادا کرے تو وہ نماز نہایت روشن چمکدار بن کر جاتی ہے اور نمازی کو دعا دیتی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ تیری حفاظت بھی ایسے ہی کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی۔ اور جو شخص نماز کو بری طرح پڑھے۔ وقت کو ٹال دے۔ وضو بھی اچھی طرح نہ کرے رکوع اور سجدے بھی اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز بری صورت میں سیاہ رنگ میں بددعا دیتی ہوئی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی ایسے ہی برباد کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع

کیا۔اِس کے بعد وہ نماز پرانے کپڑے کی طرح سے لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے''۔(غنیۃ الطالبین)

13۔حدیث: اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص نے اپنے والد (سعید بن عمرو) سے اور انہوں نے اپنے والد (عمرو بن سعید) سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، انہوں نے وضو کا پانی منگایا اور کہا: میں نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''کوئی مسلمان نہیں جس کی فرض نماز کا وقت ہوجائے، پھر وہ اس کے لیے اچھی طرح وضو کرے، اچھی طرح خشوع سے اسے ادا کرے اور احسن انداز سے رکوع کرے، وہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوگی جب تک وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا اور یہ بات ہمیشہ کے لیے کی۔'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر 543)

14۔حدیث: ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''منافقین پر سب سے گراں نماز نماز عشاء اور نماز فجر ہے اور اگر انہیں ان کے (اجر وثواب کا) علم ہوجائے تو وہ اپنے سرین کے بل گھسٹتے ہوئے (ان نمازوں کے لئے) حاضر ہوں''۔(مسند احمد)

15۔حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ''قیامت میں آدمی کے اعمال میں سے سب سے پہلے فرض نماز کا حساب کیا جائے گا۔اگر نماز اچھی نکلی تو وہ شخص کامیاب ہوجائے گا اور بامراد ہوگا اور اگر نماز بے کار ثابت ہوئی تو وہ شخص نامراد اور خسارے میں ہوگا اور اگر کچھ نماز میں کمی پائی گئی تو ارشاد خداوندی ہوگا کہ دیکھو اس بندے کے پاس کچھ نوافل بھی ہیں جن سے فرضوں کو پورا کردیا جائے؟ اگر نکل آئیں تو اِن سے فرضوں کی تکمیل کردی جائے گی۔اِس کے بعد پھر اس طرح باقی اعمال روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کا حساب ہوگا''۔(ابن ابی شیبہ:3042)

16۔حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے''قیامت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا وہ اچھی نکل آئی تو باقی اعمال بھی پورے اتر جائیں گے''۔(طبرانی)

حضرت عمرؓ نے ایک اعلان اپنی خلافت کے زمانے میں تمام حکام کو بھیجا تھا (عمال کو) کہ''سب سے زیادہ مہتم بالشان چیز میرے نزدیک نماز ہے۔ جو شخص اِس کی حفاظت اور اِس کا اہتمام کرے گا۔وہ دین کے اور اجزا کا بھی اہتمام کرسکتا ہے جو اِس کو ضائع کردے گا، وہ دین کے اور اجزا کو زیادہ برباد کردے گا''۔(موطا امام مالک)

17۔حدیث: سیدنا عوف بن مالک اشجعیؓ کہتے ہیں''ہم لوگ ایک دن رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا''اس وقت علم دنیا سے اٹھ جانے کا وقت منکشف ہوا ہے''۔زیاد بن لبیدؓ نے کہا''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! کیا علم اٹھا لیا جائے گا، جبکہ ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے اور ہم اپنے بچوں اور عورتوں کو اس کی تعلیم دے رہے ہیں'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''میں تو تجھے اہل مدینہ میں سب سے زیادہ سمجھدار لوگوں میں سے سمجھتا تھا''۔پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے دو کتابوں والوں یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کی گمراہی اور ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب کی جو صورتحال ہے، اس کا ذکر کیا۔جب جبیر بن نفیرؓ کی سیدنا شداد بن اوسؓ سے عیدگاہ کے مقام پر ملاقات ہوئی تو انھوں نے ان کو سیدنا عوفؓ کی حدیث بیان کی، انھوں نے کہا''جی عوفؓ نے سچ کہا ہے''، پھر انھوں نے کہا''اور کیا تم جانتے ہو کہ علم کا اٹھ جانا کیا ہے''؟ میں نے کہا''جی نہیں''، انھوں نے کہا''اس سے مراد علم کے برتنوں کا اٹھ جانا ہے، اور کیا تو جانتا ہے کہ سب سے پہلے کون سا علم اٹھایا جائے گا''؟ میں نے کہا''جی نہیں'' انھوں نے کہا''نماز میں خشوع (اور اس چیز کا اتنا فقدان ہوجائے گا کہ) ممکن ہوگا کہ تو خشوع کرنے والا کوئی شخص نہ دیکھے''۔(مسند احمد، حدیث نمبر 320)

18۔حدیث: رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''جب نماز پڑھتے وقت تم میں سے کسی کو اونگھ آجائے، تو چاہیے کہ وہ سو رہے یہاں تک کہ نیند (کا اثر) اس سے ختم ہوجائے۔اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے لگے اور وہ اونگھ رہا ہو تو وہ کچھ نہیں جانے گا کہ وہ (اللہ تعالیٰ سے) مغفرت طلب کر رہا ہے یا اپنے نفس کو بددعا دے رہا ہے''۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 212)

صوفیاء نے لکھا ہے کہ''نماز درحقیقت اللہ جل شانہٗ کے ساتھ مناجات کرنا اور ہمکلام ہونا ہے۔جو غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا''۔نماز کے علاوہ اور عبادات غفلت سے بھی ہوسکتی ہیں۔مثلاً زکوٰۃ روزہ وغیرہ اس لیے کہ یہ چیزیں نفس کو مغلوب کرنے والی ہیں۔غفلت سے بھی ہوں تو نفس کی شدت اور تیزی پر اثر پڑے گا۔لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں لینا چاہیے کہ اگر نماز میں خشوع نہیں آتا تو نماز پڑھی ہی نہ جائے۔وقت پر حاضری ضروری ہے۔حضوری کے لیے دعا کرتے رہیں کہ باری تعالیٰ ہماری نمازوں میں حضوری پیدا کردے۔(آمین)

****

روزہ کی اہمیت وفضیلت

روزہ افضل ترین عبادت ہے۔روزہ فضل خداوندی کا آئینہ ہے۔روزہ روح کی ایک خاص غذا ہے، اللہ اور بندے کے درمیان جو حجاب ہے روزہ اسے بے نقاب کرنے کا چارہ ساز ہے۔گویا روزہ، اللہ اور بندے کی ملاقات کا دروازہ ہے۔جو مسلمان اپنے بدن کو اس دروازے سے گزارتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔جن بندوں کے روزوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوا انہیں ولی، ابدال، اخیار، غوث وقطب کر دیا، روزہ عشق مصطفی خاتم النبیین ﷺ کا زینہ ہے۔اس روزے ہی کی بدولت کئی اولیاء کو ولایت ملی۔اس لیے حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ ''روزہ آدھی طریقت ہے''۔چنانچہ سالکان حق وصداقت روزے ہی کے ذریعے اپنے مالک اور خالق کو خوش کرتے ہیں اور رضائے الٰہی حاصل کرتے ہیں۔روزے کے پس پردہ بے شمار دینی ودنیاوی حکمتیں ہیں۔

روزہ ہدایت کی دلیل ہے۔روزہ حصول روحانیت کا ذریعہ ہے، روزہ اہل تقویٰ کی علامت ہے۔روزہ خیر وبرکت کا ذریعہ ہے۔روزہ نیکیوں کی بہار ہے۔روزہ مردہ دل کی زندگی ہے۔روزہ روح کی شگفتگی ہے۔روزہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین اعمال میں سے ہے۔روزہ جسمانی بیماریوں کا مجرب علاج ہے۔روزہ محبوب خدا کی شفاعت کا وسیلہ ہے۔روزہ انعامات خداوندی اور رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے۔روزہ بخشش ومغفرت کی سند ہے۔روزہ جنت کا ایک دروازہ ہے۔روزہ معرفت حق کا ایک خزانہ ہے۔روزہ آخرت میں کامیابی کی شفاعت ہے۔

روزہ عشق مصطفی خاتم النبیین ﷺ کا وہ جام ہے جسے پینے سے مجلس محمدی خاتم النبیین ﷺ میں حضوری کا مقام مل جاتا ہے اور روزہ ہی مقام حضوری سے عرش معلیٰ کی جلوہ گاہ تک پہنچاتا ہے۔جہاں سے ولی کو فنافی اللہ اور بقاباللہ کے مراتب ملتے ہیں۔حتیٰ کہ روزہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک ایسا راز ہے، جس کی قدر اللہ ہی جانتا ہے۔

1۔حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ کے بندے رمضان کی فضیلت جان لیں تو میری امت تمام سال روزے سے رہنے کی خواہش مند ہو جائے''۔(بیہقی، ترغیب)

2۔حدیث: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا'' کہ بنی آدم کا ہر نیک کام نیک عمل اس کے لیے بڑھا دیا جاتا ہے اس لیے ایک نیکی کے بدلے میں دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے''۔جو سات سو نیکیوں تک بڑھا دیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا''۔کیونکہ روزہ دار اپنی خواہش نفس اور اپنے کھانے پینے کو میرے لیے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں ایک فرحت افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور روزہ ڈھال ہے۔پس تم میں سے جب کوئی روزے سے ہو تو کسی سے بدکلامی نہ کرے اور نہ دنگا فساد کرے۔پس اگر کوئی برا کہے یا اس سے لڑنا چاہے تو اسے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں''۔(یعنی اس کے الجھنے پر بھی جھگڑا نہ کرے)(بخاری شریف)

3۔حدیث: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے ''رمضان المبارک کی ہر شب وروز میں اللہ کے یہاں (جہنم کے) قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کے لیے ہر شب وروز میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے''۔(براز)

4۔حدیث: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا'' تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ایک روزے دار کی افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی، تیسرے مظلوم کی جس کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر اٹھالیتا ہے اور آسمان کے دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری مدد ضرور کروں گا گو (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے''۔(ترمذی)

5۔حدیث: سیدنا حضرت انسؓ بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا'' تمہارے پاس رمضان کا مقدس مہینہ آ گیا ہے۔اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں سے جکڑ دیئے جاتے ہیں''۔(نسائی شریف)

6۔حدیث: حضرت سیّدنا سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا'' روزے داروں کے لیے جنت میں ایک ایسا دروازہ ہے جسے'' باب ریان'' کہتے ہیں۔اس سے روزے داروں کے علاوہ کوئی نہیں داخل ہوگا۔جب اس میں آخری شخص اس کے اندر داخل ہو جائے گا تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔جو شخص وہاں بند ہو گیا وہ وہاں سے پانی پیئے گا اور جو وہاں سے پانی لے لے گا یعنی جس نے ''ریان'' کا پانی پی لیا پھر وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا''۔(نسائی شریف)

7۔حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے"۔(ابن ماجہ)

اللہ والوں نے جسم کی زکوٰۃ کو پسند کرتے ہوئے نفلی روزوں کا معمول بنا دیا کیونکہ اس بدنی زکوٰۃ سے انوارات الٰہی اور روحانی تجلیات کا حصول ہوتا ہے۔

8۔حدیث: حضرت معاذؓ سے مروی ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "روزہ ڈھال ہے"۔(نسائی)

9۔حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "روزہ آدمی کے لیے ڈھال ہے، جب تک یہ اس کو پھاڑ نہ ڈالے"۔(نسائی شریف)

10۔حدیث: مسند احمد میں ہے "میت کو جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو نماز اس کے دائیں طرف آجاتی ہے۔روزہ بائیں طرف، تلاوت قرآن سر کی طرف اور صدقہ پاؤں کی طرف آجاتے ہیں"۔

یعنی روزے کی خصوصیت یہ ہے کہ جو عذاب میت کو بائیں طرف سے آنا تھا اسے روزے نے ڈھال کی مانند روک دیا ہوتا ہے۔روزہ ڈھال ہے اگر روزہ دار اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ روزہ رکھ کر بری بات مثلاً غیبت، چغلی، جھوٹ، بڑائی، منافقت وغیرہ سے بچتا رہے۔اور روزہ چونکہ شہوات سے بچاتا ہے اس طرح روزہ، روزے دار کے لیے جہنم کی آگ سے ڈھال بن جاتا ہے۔

11۔حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جب رمضان آتا ہے تو جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں"۔(صحیح بخاری)

12۔حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ان میں سے کوئی دروازہ رمضان میں نہیں کھولا جاتا اور ایک منادی پکارتا ہے۔"اے خیر کے طلب کرنے والے متوجہ ہو اور اے شر کے چاہنے والے باز آجا" پھر کچھ لوگ جہنم سے آزاد ہو جاتے ہیں اور ایسا ہر رات میں ہوتا ہے"۔(ابن ماجہ)

13۔حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "رمضان مبارک میں دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں"۔(امام احمد نسائی)

14۔حدیث: حضرت سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ستر سال تک کی مسافت تک دوزخ سے دور کر دیتا ہے"۔(مسلم)

15۔حدیث: حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایسی خندق بنا دیتا ہے جس کا فاصلہ آسمان وزمین کے درمیان کے فاصلے کے برابر ہوتا ہے"۔(ترمذی)

16۔**حدیث:** حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "سحری کھاؤ کیونکہ سحری میں برکت ہے"۔(نسائی، ترمذی)

17۔**حدیث:** حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تین چیزوں میں برکت ہے جماعت کی نماز، ثرید اور سحری"۔(طبرانی)

18۔**حدیث:** حضرت ابن خزیمہ عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں یہ فرق ہے کہ ہم سحری کھاتے ہیں اور وہ سحری نہیں کھاتے"۔ (ابوداؤد، ترمذی)

19۔**حدیث:** اِبن ماجہ کی روایت میں ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "یہ دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔کیونکہ یہود ونصاریٰ روزہ افطار کرنے میں دیر کیا کرتے تھے"۔(ابن ماجہ)

سنت روزے: رمضان المبارک کے فرض روزوں کے علاوہ

1۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ہر جمعرات اور پیر کا روزہ رکھا کرتے تھے۔(سنن ابی داؤد، جلد 2 حدیث نمبر 2436-سنن نسائی، جلد 2 حدیث نمبر 2363)

2۔ آپ خاتم النبیین ﷺ ایام بیض کے (یعنی ہر ماہ کی چاند کی 15,14,13) کے روزے رکھا کرتے تھے۔(سنن ابی داؤد، جلد 2 حدیث نمبر 2450-سنن نسائی، جلد 2 حدیث نمبر 2347- سنن ابن ماجہ، جلد 2 حدیث نمبر 1707-مشکوۃ المصابیح، جلد 1 حدیث نمبر 2071)

3۔ شعبان میں بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔(السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث نمبر 2231-مسند احمد جلد 4 حدیث نمبر 3942)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت رسول (خاتم النبیین ﷺ) پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

زکوٰۃ کی اہمیت وفضیلت

زکوٰۃ کی تعریف: – **لغوی اعتبار** سے زکوٰۃ کے معنی پاکی اور بڑھوتری کے ہیں-**شرعی اعتبار** سے زکوٰۃ کے معنی مال مخصوص کامخصوص شرائط کے ساتھ کسی مستحق کواس کا مالک بنانا ہے-

زکوٰۃ ایک اہم اسلامی عبادت ہے۔

اِس میں ایک طرف زکوٰۃ دینے والا ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور دوسری جانب غرباءاور مساکین کی حاجت پوری کی جاتی ہے۔زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نماز کے ساتھ ملایا ہے۔وَ اَقِیمُوْ الصّلوٰ اةَوَ اٰتُو الزّکوٰۃ ترجمہ:''اور نماز قائم کرواور زکوٰۃ ادا کرو''۔(سورہ البقرہ،آیت نمبر 110،83،43)

ایک جانی عبادت اور دوسری مالی عبادت ہے۔**آخرت کے طلب گار پر اِس کی زکوٰۃ میں چندایک ذمہ داریاں ہیں۔**

1۔ پہلی ذمہ داری :- یہ ہے زکوٰۃ کا مقصد کیا ہے؟اور یہ تین چیزیں ہیں۔

i)۔اپنی محبوب چیز کے نکالنے سے اللہ کی محبت کا امتحان ii)۔بخل سے پاک ہونا iii)۔مال کی نعمت کا شکر

2۔ دوسری ذمہ داری:- یہ کہ زکوٰۃ پوشیدہ طور پر نکالی جائے،تا کہ اِس میں دکھاوا شامل نہ ہوجائے۔

3۔ تیسری ذمہ داری :- یہ ہے کہ مال دے کر احسان جتلا کر یا تکلیف دے کر اس کوضائع نہ کرے۔اِس لیے کہ زکوٰۃ ادا کرنا نعمت مال کا شکرادا کرنا ہے تو پھر اس کے اور زکوٰۃ لینے والے کے درمیان کوئی تعلق ہی نہیں رہتا۔

4۔ چوتھی ذمہ داری: -کہ اپنے دینے کو حقیر خیال کرے اِس لیے کہ حقیقی نیکی تین باتوں سے حاصل ہوتی ہے۔

i)۔نیکی کو ہلکا سمجھا جائے ii)۔نیکی جلدی کی جائے iii)۔نیکی پوشیدہ رکھی جائے

5۔ پانچویں ذمہ داری:- اپنے مال میں سے سب سے اچھے اور محبوب مال کا انتخاب کیا جائے کیونکہ جو کچھ وہ آج بھیجے گا کل قیامت کے دن وہی کچھ اُس کو ملے گا۔

6۔ چھٹی ذمہ داری :- اپنی زکوٰۃ کے لیے مستحق آدمی کا انتخاب کرے-**یہ کچھ خاص لوگ ہوتے ہیں ان کی کچھ صفات ہیں۔**

پہلی صفت:- پہلی صفت تقویٰ ہے کہ اپنے مال کے لیے پرہیزگار لوگوں کا انتخاب کیا جائے۔حضرت عامرؒ بن عبداللہ بن زبیر عبادت گزاروں کوسجدے کی حالت میں دینا پسند کرتے تھے۔آپؒ دینار اور درہم کی تھیلی لے کر آتے اور چپکے سے ان کے پاؤں سے چھوکر رکھ دیتے۔اِس طرح کہ اُن کو تھیلی کا تو پتہ چل جائے لیکن یہ پتہ نہ چلے کہ تھیلی کون رکھ کر گیا ہے۔آپؒ سے کہا گیا کہ آپ لوگوں کے گھروں میں کیوں نہیں بھیج دیتے تو جواب دیا کہ''مجھے یہ پسند نہیں کہ جب وہ مجھے یا میرے ملازم کو دیکھیں تو شکر گزاری یا ندامت کے آثار اُن کے چہروں پر نمودار ہوں''۔

دوسری صفت:- دوسری صفت علم ہے کہ عالم کو دینے میں علم اور تبلیغ میں مدد کرنا ہے۔

تیسری صفت:- تیسری صفت یہ ہے کہ جن لوگوں کو دیا جائے تو وہ مدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہوں اور اسباب کی طرف صرف اتنا ہی متوجہ ہوں جتنا کہ شکرادا کرنے کے لیے مستحب ہے۔

چوتھی صفت:- چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ شخص اپنی حاجت کو چھپانے والا ہو(**سورۃ البقرہ،آیت نمبر 273**)''لوگ اُن کو دولت مند سمجھتے ہیں اس لیے کہ وہ سوال نہیں کرتے''۔

پانچویں صفت:- پانچویں صفت یہ ہے کہ عیالدار ہو یا بیماری یا قرضے میں گرفتار ہو۔مُحْصَر(بند کئے گئے)لوگوں میں سے۔اِن پر صدقہ کرنا۔اِن کو قید سے چھڑانا۔

چھٹی صفت:- چھٹی صفت یہ ہے کہ وہ قرابت دار ہو۔قرابت دار کو دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

مصارف زکوٰۃ:- اللہ تعالیٰ سورۃ توبہ،آیت نمبر 60 میں فرماتا ہے:

ترجمہ:'' بلاشبہ مال زکوٰۃ وصدقہ،فقیروں اور مساکین کے لیے ہے اور ان کے لیے ہے جو زکوٰۃ وصول کرنے کے کام پر مقرر ہیں اور ان کے لیے جن کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنا مقصود ہو۔اور گردن چھڑوانے کے لیے اور مقروض کے لیے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور مسافروں کے لیے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ علم اور حکمت والا ہے''------- مندرجہ بالا آیت قرآنی میں مذکور زکوٰۃ خیرات کے حقداروں کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ فقیر　2۔مسکین　3۔عامل (زکوٰۃ تقسیم کرنے والے)　4۔مؤلفۃ القلوب (دین کی طرف مائل کرنے کے لیے)

5۔ رقاب مکاتب (وہ غلام جو معین مال ادا کرنے کی شرط پر آزاد کیا گیا ہو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے)　6۔ غارم (یعنی قرضدار)

7۔ فی سبیل اللہ (جہاد اور اسلام کی اشاعت وتبلیغ کے لیے۔ یا اگر حاجی حضرات کو کسی وجہ سے ضرورت پڑے)۔

8۔ ابن السبیل یعنی مسافر: ابن السبیل سے مراد ایسا مسافر ہے جس کا زادِراہ ختم ہو گیا ہو تو ایسے مسافر پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنا درست ہے۔

فضائل زکوٰۃ :- قرآن کے مطابق نماز کے بعد زکوٰۃ کا حکم ہے، زکوٰۃ کے گوناگوں فضائل درج ذیل ہیں۔

1- زکوٰۃ کی ادائیگی گناہوں کا کفارہ اور درجات کی بلندی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ (سورہ التوبہ، آیت نمبر 103)

2۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے ہدایت پانے والے ہیں- (سورہ توبہ، آیت نمبر 18)

3۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے فلاح پانے والے ہیں- (سورہ مومنون، آیت نمبر 1-4)

4۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے رحمت خداوندی کے مستحق ہیں- (سورہ الاعراف، آیت نمبر 156)

5۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے دنیا کے مال ودولت میں اضافہ ہوتا ہے- (سورہ بقرہ، آیت نمبر 276--سورہ روم، آیت نمبر 39)

6۔ زکوٰۃ مال کی حفاظت کا ذریعہ ہے- (سورہ فاطر، آیت نمبر 29-30)

7۔ زکوٰۃ کا ادا کرنا مومنین کی نشانی ہے- (سورہ توبہ، آیت نمبر 71)

8۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے قیامت کے دن ہر قسم کے غم اور خوف سے محفوظ ہونگے۔ (سورہ البقرہ، آیت نمبر 277)

9۔ زکوٰۃ دینے والا اجرِ عظیم کا مستحق ہوگا- (سورہ النساء، آیت نمبر 162)

10۔ زکوٰۃ دینے والوں کو نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی دعا شامل حال ہوتی ہے- (سورہ توبہ، آیت نمبر 103)

11۔ زکوٰۃ دینے والا جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ (سورہ مومنون، آیت نمبر 4-10-11)

12۔ زکوٰۃ اللہ تعالیٰ سے دوستی کی علامت ہے- (سورہ مائدہ، آیت نمبر 55)

13۔ زکوٰۃ نصرت خداوندی کا ذریعہ ہے۔ (سورہ حج، آیت نمبر 40-41)

14۔ زکوٰۃ دینے والوں سے جنگ کی ممانعت ہے- (سورہ توبہ، آیت نمبر 5)

زکوٰۃ کا حکم: ہر مال دار مسلمان مرد ہو یا عورت پر زکوٰۃ واجب ہے۔ خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ، عاقل ہو یا غیر عاقل بشرطیکہ وہ صاحب نصاب ہو۔

مختلف رقوم پر زکوٰۃ:-

1لاکھ(2500)---2لاکھ(5000)---3لاکھ(7500)---4لاکھ(10000)---5لاکھ(12500)---6لاکھ(15000)---7لاکھ(17500)--

8لاکھ(20000)---9لاکھ(22500)---10لاکھ(25000)---20لاکھ(50000)---30لاکھ(75000)---40لاکھ(1لاکھ)--

50لاکھ(125000)---1 کروڑ(250000)--2 کروڑ(5لاکھ)

مندرجہ ذیل چیزوں پر زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے:- 1- سونا چاندی　2۔ زمین کی پیداوار　3۔ مال تجارت　4۔ جانور

5- پلاٹ　6-کرائے پر دیئے گئے مکان　7- گاڑیاں　8- دکان

1- **سونے کی زکوٰۃ** :87 گرام یعنی ساڑھے سات تولے سونا پر زکوٰۃ واجب ہے (ابن ماجہ 1/1448)

نوٹ۔ سونا محفوظ جگہ ہو یا استعمال میں ہر ایک پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (سنن ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ)

2- **چاندی کی زکوٰۃ:**-612 گرام یعنی ساڑھے باون تولے چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے اس سے کم وزن پر نہیں۔ (ابن ماجہ)

3- **زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ:**-مصنوعی ذرائع سے سیراب ہونے والی زمین کی پیداوار اگر پانچ وسق سے زیادہ ہے یعنی (725 کلوگرام تقریبا 18 من) ہے تو زکوٰۃ

یعنی عشر بیسواں حصہ دینا ہوگا ورنہ نہیں۔قدرتی ذرائع سے سیراب ہونے والی پیداوار پر شرح زکوٰۃ دسواں حصہ ہے-(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ)

4- **اونٹوں کی زکوٰۃ:-** پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ ایک بکری اور دس اونٹوں کی زکوٰۃ دو بکریاں ہیں۔پانچ سے کم اونٹوں پر زکوٰۃ واجب نہیں۔(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ)

5- **بھینسوں اور گایوں کی زکوٰۃ:-** 30 گائیوں پر ایک بکری زکوٰۃ ہے۔40 گائیوں پر دو سال سے بڑا بچھڑا زکوٰۃ دیں۔(ترمذی 1/509)

6- **بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ:-** 40 سے ایک سو بیس بھیڑ بکریوں پر ایک بکری زکوٰۃ ہے۔120 سے لے کر 200 تک دو بکریاں زکوٰۃ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ) چالیس بکریوں سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔

7- **کرایہ پر دیئے گئے مکان پر زکوٰۃ:-** کرایہ پر دیئے گئے مکان پر زکوٰۃ نہیں لیکن اگر اسکا کرایہ سال بھر جمع ہوتا رہے جو نصاب تک پہنچ جائے اور اس پر سال بھی گزر جائے تو پھر اس کرائے پر زکوٰۃ واجب ہے۔اگر کرایہ سال پورا ہونے سے پہلے خرچ ہوجائے تو پھر زکوٰۃ نہیں۔شرح زکوٰۃ اڑھائی فیصد ہوگی۔

8- **گاڑیوں پر زکوٰۃ:-** کرایہ پر چلنے والی گاڑیوں پر زکوٰۃ نہیں بلکہ اسکے کرایہ پر ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ کرایہ سال بھر جمع ہوتا رہے اور نصاب تک پہنچ جائے۔
نوٹ: گھریلو استعمال والی گاڑیوں، جانوروں، حفاظتی ہتھیار۔مکان وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں (صحیح بخاری)

9- **سامان تجارت پر زکوٰۃ:-** دکان کسی بھی قسم کی ہوا سکے سامان تجارت پر زکوٰۃ دینا واجب ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ مال نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر ایک سال گزر جائے۔**نوٹ:** دکان کے تمام مال کا حساب کر کے اسکا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دیں یعنی۔دکان کی اس آمدنی پر زکوٰۃ نہیں جو ساتھ ساتھ خرچ ہوتی رہے صرف اس آمدنی پر زکاۃ دینا ہوگی جو بنک وغیرہ میں پورا سال پڑی رہے اور وہ پیسے اتنے ہو کہ ان سے ساڑھے باون تولے چاندی خریدی جاسکے-

10- **پلاٹ یا زمین پر زکوٰۃ:-** جو پلاٹ منافع حاصل کرنے کے لیئے خریدا ہو اس پر زکوٰۃ ہوگی ذاتی استعمال کے لیئے خریدا گیا پلاٹ پر زکوٰۃ نہیں۔(سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ حدیث نمبر 1562)

زکوٰۃ کے متعلق سوالات/جوابات:-

سوال: کتنا روپیہ ہو تو زکوٰۃ فرض ہوتی ہے؟ جواب: اس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو۔

سوال: کتنا مالِ تجارت ہو تو زکوٰۃ فرض ہوتی ہے؟ جواب: اس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو۔

سوال: اگر کچھ سونا ہے، کچھ چاندی ہے، یا کچھ سونا ہے، کچھ نقد روپیہ ہے، یا کچھ چاندی ہے، کچھ مالِ تجارت ہے، ان کو ملا کر دیکھا جائے تو ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت بنتی ہے اس صورت میں زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ جواب: فرض ہے۔

سوال: چرنے والے مویشیوں پر بھی زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ جواب: فرض ہے۔

سوال: عشری زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ جواب: فرض ہے۔

سوال: جو مکان کرایہ پر دیا ہے، اس کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟ جواب: اس کے کرایہ پر جبکہ نصاب کو پہنچے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

سوال: حج کے لئے رکھی ہوئی رقم پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ جواب: زکوٰۃ واجب ہے۔

سوال: کسی کو ہم زکوٰۃ دیں اور اس کو بتائیں نہیں تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی یا نہیں؟ جواب: ادا ہوجائے گی۔

سوال: ایک صاحب نصاب شخص کو درمیان سال میں 35 ہزار کی آمدنی ہوئی، تو یہ 35 ہزار بھی اموالِ زکوٰۃ میں شامل کریں گے یا نہیں؟ جواب: شامل ہوں گے۔

سوال: صنعت کار کے پاس دو قسم کا مال ہوتا ہے، ایک خام مال، جو چیزوں کی تیاری میں کام آتا ہے، اور دُوسرا تیار شدہ مال، ان دونوں قسم کے مالوں پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ جواب: فرض ہے۔

سوال: مشینری اور دیگر وہ چیزیں جن کے ذریعہ مال تیار کیا جاتا ہے، ان پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ جواب: فرض نہیں ہے۔

سوال: استعمال والے زیورات پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ جواب: زکوٰۃ ہے-

سوال: زکوٰۃ انگریزی مہینوں کے حساب سے نکالی جائے گی یا ہجری (قمری) مہینوں کے حساب سے نکالی جائے گی؟ جواب: قمری مہینوں کے حساب سے۔

سوال: پلاٹ اگر اس نیت سے لیا گیا تھا کہ اس کو فروخت کریں گے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ جواب: واجب ہوگی۔

سوال: پلاٹ خریدتے وقت تو فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی، لیکن بعد میں فروخت کرنے کا ارادہ ہوگیا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: جب فروخت کردیا جائے اور رقم پر ایک سال گزر جائے تب زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر پہلے سے صاحب نصاب ہے تو یہ رقم نصاب میں مل جائے گی۔

سوال: جو پلاٹ رہائشی مکان کے لئے خریدا گیا ہو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ جواب: نہیں۔

سوال: اگر پلاٹوں کی خرید وفروخت کا کاروبار کیا جائے اور فروخت کرنے کی نیت سے پلاٹ خریدا جائے تو زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے گی؟

جواب: ان کی کل مالیت پر زکوٰۃ ہر سال واجب ہوگی۔

سوال: ملازم نے اضافی تنخواہ کا مطالبہ کیا تو مالک نے زکوٰۃ کی نیت سے اضافہ کردیا کیا اس کی زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟ جواب: زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔

سوال: اپنے ماں باپ، اور اپنی اولاد، اسی طرح شوہر بیوی ایک دُوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب: نہیں۔

سوال: اپنے بھائی، بہن، چچا، بھتیجے، ماموں، بھانجے کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز ہے اگر مستحق ہیں۔

سوال: نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے خاندان یعنی: آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر، آلِ عباس اور آلِ حارث بن عبدالمطلب، ان پانچ بزرگوں کی نسل سے ہو تو اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ جواب: نہیں۔

سوال: اگر سید غریب اور ضرورت مند ہو تو ان کی خدمت کیسے کرنی چاہئے؟ جواب: زکوۃ وصدقات کے علاوہ دُوسرے فنڈ سے۔

سوال: سادات کو زکوٰۃ کیوں نہیں دی جاتی؟ جواب: زکوٰۃ، لوگوں کے مال کا میل ہے۔

سوال: سیّد کی غیر سیّد بیوی جو زکوۃ کی مستحق ہو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ جواب: اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

سوال: مال دار بیوی کا غریب شوہر بیوی کے علاوہ دوسروں سے زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں؟ جواب: لے سکتا ہے۔

سوال: غیر مسلم کو نفلی صدقہ دے سکتے ہیں، کیا وہ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کے بھی مستحق ہیں؟ جواب: نہیں۔

سوال: مدارسِ عربیہ میں زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: بہتر ہے بوجہ دین کی اشاعت کے

سوال: صاحبِ نصاب لوگ بھی خود کو مسکین ظاہر کر کے زکوۃ حاصل کر لیتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ جواب: ان کو زکوٰۃ لینا حرام ہے۔

سوال: زکوۃ کی ادائیگی کب واجب ہوگی؟ جواب: نصاب پر قمری سال کا گذرنا شرط ہے۔

سوال: ایک شخص شروع سال میں مالک نصاب ہوگیا، درمیان سال میں اس مال میں اور اضافہ ہوگیا، اضافہ تجارت سے ہوا ہو یا کسی نے تحفہ یا ہدیہ دیا ہو یا میراث کا مال ملا ہو، بہرحال مال میں اضافہ ہوگیا، اب پورے مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا شروع سال کے مال پر واجب ہوگی؟ جواب: پورے مال پر واجب ہوگی۔

سوال: سونا چاندی کی زکوٰۃ میں سونا اور چاندی کا ٹکڑا وزن سے نکالے یا قیمت ادا کرے؟ جواب: اختیار ہے۔

سوال: مسافر پر زکوۃ کی کتنی رقم خرچ کرنا درست ہے؟ جواب: اتنی مقدار صرف کی جائے گی کہ وہ اپنے وطن پہنچ سکے۔

سوال: زکوۃ کی تمام قسموں پر زکوۃ صرف کرنا جائز ہے یا کسی ایک قسم پر صرف کرنا جائز ہے؟ جواب: دونوں جائز ہے۔

سوال: کافر کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں۔

سوال: مالدار کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں۔

سوال: مالدار بچے پر زکوٰۃ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں

سوال: بنی ہاشم اور ان کے غلاموں پر زکوۃ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں

سوال: مالک نصاب کا زکوۃ کو اپنے اصول پر جیسے باپ، دادا، اوپر تک صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں

سوال: مالک نصاب کا اپنے فروع پر جیسے، بیٹا، پوتا، نیچے تک زکوٰۃ کو صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں

سوال: مالک نصاب بیوی شوہر پر اور مالک نصاب شوہر اپنی بیوی پر زکوۃ صرف کرسکتا ہے یا نہیں؟ جواب: نہیں۔

سوال: مسجد یا مدرسہ کی تعمیر یا راستہ یا پل کے درست کرنے میں زکوٰۃ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں

سوال: میت کو کفنانے یا میت کے قرض کو پورا کرنے میں زکوٰۃ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں۔

سوال: زکوٰۃ کی ادائیگی بغیر تملیک (مالک بنانا) کے صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ جواب: نہیں۔

سوال: زکوٰۃ رشتہ داروں پر اور پھر پڑوسیوں پر صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: بہتر ہے۔

سوال: مکمل نصاب کے بقدر زکوٰۃ ایک شخص کو دینا درست ہے یا نہیں؟ جواب: مکروہ تنزیہی ہے۔

سوال: اپنے رشتہ داروں کیلئے زکوٰۃ کا منتقل کرنا کیسا ہے؟ جواب: مکروہ نہیں ہے۔

سوال: مسجد یا مدرسہ کی تعمیر یا راستہ یا پل کے درست کرنے میں زکوٰۃ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جائز نہیں۔

سوال: اگر زکوٰۃ کسی غریب غیر مسلم کو دیدی جائے تو ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ جواب: زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

سوال: کیا اپنے مستحق زکوٰۃ بھائی کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے؟ جواب: دی جاسکتی ہے۔

سوال: کیا مستحق زکوٰۃ چچیرے، ممیرے، خلیرے بھائی کو یا اپنے بھتیجے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟ جواب: دے سکتے ہیں

سوال: کیا مدرسہ کے مہتمم یا ناظم کو جو طلبہ کی وکیل ہوتے ہیں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟ جواب: دی جاسکتی ہے۔ بلکہ افضل ہے۔

سوال: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے سونے کی قیمت فروخت کا اعتبار ہوگا یا قیمت خرید کا؟ جواب: قیمت فروخت

سوال: سونے پر زکوٰۃ موجودہ قیمت کے حساب سے ہوگی یا خریدنے کے وقت کی قیمت کے حساب سے ہوگی؟ جواب: موجودہ قیمت کا اعتبار ہوگا۔

سوال: کیا زکوٰۃ مستحق زکوٰۃ اپنے بھانجے کی تعلیم پر خرچ کر سکتے ہیں؟ جواب: ہاں۔ مگر اس کو دے دی جائے تا کہ وہ مالک بن جائے۔

سوال: کیا نابالغ بیٹا یا بیٹی کے مال پر بھی زکوٰۃ دینا فرض ہے؟ جواب: نہیں۔

سوال: مسجد کے امام یا مؤذن کی ماہانہ تنخواہ کو زکوٰۃ میں شامل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب: نہیں۔

سوال: کیا لڑکی زکوٰۃ کی رقم اپنے والدین کو دے سکتی ہے۔ جواب: نہیں۔

منکرین زکوٰۃ کا عذاب:- راہ حق میں دولت کو لٹانا مردان حق ہی کا خاصا ہے کیونکہ اپنی محبت سے کمائی ہوئی دولت کو دوسروں پر خرچ کرنا بڑے ہی دل گردے کا کام ہے۔ بخیل مال خرچ نہیں کر سکتا، یعنی بخل انسان کو مال خرچ کرنے سے روکتا ہے۔ جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اسکی نماز، روزہ، حج سب بیکار اور حبث ہیں۔ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے۔ ان میں سے ایک وہ مالدار ہوگا جو اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کیا کرتا تھا، یعنی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا" ۔ (طبرانی)

1۔ زکوٰۃ کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (سورہ حم السجدۃ، آیت نمبر 6-7)

2۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو قیامت کے دن عذاب الیم (دردناک عذاب) دیا جائے گا۔ (سورہ التوبہ، آیت نمبر 34-35)

3- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو قیامت کے دن عذاب مہین (رسوا کرنے والا عذاب) دیا جائے گا۔ (سورہ النساء، آیت نمبر 37)

4- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو قیامت کے دن آگ کا عذاب دیا جائے گا۔ (سورہ الھُمَزَہ، آیت 1 تا 9)

5۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والی قوم قحط سالی کا شکار ہوجاتی ہے۔ (طبرانی)

6۔ منکرین زکوٰۃ کو جہنم کا عذاب دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری شریف)

نوٹ:- اگر کسی صاحب نصاب نے کئی سالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اکھٹی ادا کی جاسکتی ہے۔ آئندہ آنے والوں سالوں کی زکوٰۃ بھی موجودہ طور پر دے سکتے ہیں۔ سود، رشوت، چوری ڈکیتی، اور دیگر حرام ذرائع سے کمایا ہوا مال ان سے زکوٰۃ دینے کا بالکل فائدہ نہیں ہوگا۔

****

صدقات کی اہمیت وفضیلت

صدقات کی فضیلت سے پہلے ایک واقعہ پیش خدمت ہے-

1970 اور 1980 میں اس کی شہرت اور دولت کا اتنا چرچا تھا کہ شہزادیاں اور شہزادے ان کے ساتھ ایک کپ کافی پینا اپنے لئے اعزاز سمجھتے تھے۔

وہ کینیا میں موجود اپنے وسیع وعریض فارم ہاوس میں چھٹیاں گزار رہے تھے ان کی کم سن بیٹی نے آئیسکریم اور چاکلیٹ کی خواہش کی انہوں نے اپنا ایک جہاز ال 747 بمع عملہ پیرس بھیجا جہاں سے آئیسکریم خریدنے کے بعد جنیوا سے چاکلیٹ لیکر اسی دن جہاز واپس کینیا پہنچا۔

اس کے ایک دن کا خرچہ 1 ملین ڈالرز تھا۔لندن، پیرس، نیویارک، سڈنی سمیت دنیا کے 12 مہنگے ترین شہروں میں اس کے لگژری محلات تھے۔انہیں عربی نسل گھوڑوں کا شوق تھا دنیا کے کئی ممالک میں ان کے خاص اصطبل تھے۔اس کی دی ہوئی طلاق آج تک دنیا کی مہنگی ترین طلاق سمجھی جاتی ہے جب اس نے 875 ملین ڈالر اپنی امریکی بیوی کے منہ پر مارے اور اسے طلاق دی۔اس کی ملکیت میں جو یاٹ تھی وہ اپنے دور کی سب سے بڑی یاٹ تھی، جو اس وقت بادشاہوں کو بھی نصیب نہ تھی-

اس یاٹ (پرتعیش بحری جہاز) میں 4 ہیلی کاپٹر ہروقت تیار رہتے جب کہ 610 افراد پر مشتمل خدام اور عملہ تھا، وہ یاٹ بعد میں ان سے برونائی کے سلطان نے خریدی ان سے ہوتے ہوئے ڈونلڈ ٹرامپ تک پہنچی، ٹرامپ نے 29 ملین ڈالر میں خریدی۔ان کی اس یاٹ پر جیمز بانڈ سیریز کی فلموں سمیت کئی مشہور ہالی ووڈ فلمیں شوٹ کی گئیں۔

اپنی پچاسویں سالگرہ پر اس نے سپین کے ساحل پر دنیا کی مہنگی ترین پارٹی دی جس میں دنیا کی 400 معروف شخصیات نے 5 دن تک خوب مستی کی۔

امریکی صدر رچرڈ نکسن کی بیٹی کی ایک مسکراہٹ پر 60 ہزار پاونڈ مالیت کا طلائی ہار قربان کر دیا۔

یہ شخص اسلحے کا بہت بڑا سوداگر تھا- یہ 25 جولائی 1935 میں سعودی عرب میں پیدا ہوا-مختلف ملکوں کے درمیان وہ اسلحے کی ڈیل اور معاہدے کراتا تھا،سعودی عرب اور برطانیہ کے درمیان انہوں نے 20 ارب ڈالر کے معاہدے کرائے۔شراب اور شباب ان کی کمزوری تھی 4 جائز اور 8 ناجائز بیگمات ان کے عقد میں تھیں۔

یتیموں پر دست شفقت رکھنا، بیواوں کا خیال، مسکینوں کی مدد، سیلاب اور زلزلوں میں انسانی ہمدردی کے تحت فلاحی کام ان سب سے اسے سخت الرجی تھی ان کا یہ جملہ مشہور تھا کہ " آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کی کفالت کی ذمہ داری مجھے نہیں سونپ دی ہے "۔

1980 میں وہ 40 ارب ڈالرز کے اثاثوں کا مالک تھا۔

پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالی نے اس کی رسی کھینچ لی، اب تنزل وانحطاط کی طرف اس کا سفر شروع ہوا، اربوں ڈالرز کی مالیت کے ہیرے سمندر میں ڈوب گئے، کاروبار میں خسارے پہ خسارہ شروع ہوا، قرضے پہ قرضہ چڑھا سب اثاثے فروخت کر ڈالے، ان کے دوست احباب اور چاہنے والوں نے ان سے نظریں پھیر لی، پھر ایک لمبی مدت گمنامی کے پاتال میں چلا گیا، کسی کو خبر نہ تھی کہ کہاں ہے؟

پھر ایک دن یہ لندن میں کسی سعودی تاجر کو ملا، ان کی حالت غیر ہو چکی تھی، اس تاجر سے کہا "وطن واپس جانا چاہتا ہوں لیکن کرایہ نہیں"، اس سعودی تاجر نے اکانومی کلاس کا ٹکٹ خرید کر اسے دیا اور یہ جملہ کہا "اے عدنان! اللہ تعالی نے آدم کی اولاد کو فقیروں اور غریبوں پر مال خرچ کرنے اور صدقہ کا حکم دیا ہے"- پھر غور سے اس کی طرف دیکھا اور کہا "یہ ٹکٹ بھی صدقہ ہے"۔

اپنے دور کا یہ کھرب پتی شخص صدقے کی ٹکٹ پر عام مسافروں کے ساتھ جہاز میں بیٹھ کر جدہ پہنچ گیا۔

اس عرب پتی تاجر کا نام عدنان خاشقجی تھا، اس کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی ان کا والد شاہی طبیب تھا، یہ شخص ترکی میں قتل ہونے والے صحافی جمال خاشقجی کا چچا تھا۔یہ 2017 میں فوت ہو گیا-

قرآن پاک، سورہ البروج، آیت نمبر 12 میں فرمان الہی ہے: اِنَّ بَطۡشَ رَبِّکَ لَشَدِیۡدٌ　　ترجمہ: "بے شک اللہ تعالی کی پکڑ بڑی سخت ہے"۔

سورہ فجر، آیت نمبر 14 میں فرمان الہی ہے: اِنَّ رَبَّکَ لَبِالۡمِرۡصَادِ　ترجمہ: "بیشک آپ کا رب (سرکشوں اور نافرمانوں کی) خوب تاک میں ہے"-

یاد رہے کہ کچھ جرموں کی ایف آئی آر (FIR) آسمانوں پر لکھی جاتی ہے- وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا　　(سورہ مریم، آیت نمبر 64)

ترجمہ: "اور تیرا رب نہیں بھولتا"-

صدقات کی فضیلت:

قرآنی آیات:

1- سورہ البقرہ، آیت نمبر 262 ترجمہ: "جو اپنے مال اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیئے پیچھے احسان نہ رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہوگا اور نہ کچھ غم"۔

2- سورہ الاحزاب، آیت نمبر 35 ترجمہ: "صدقہ وخیرات کرنے والے مرد اور صدقہ وخیرات کرنے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی عورتیں، اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والی عورتیں ان کے لئے اللہ نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے"۔

3- سورہ بقرہ، آیت نمبر 261 ترجمہ: "(ان کی کہاوت) جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں اور ہر بال میں سو دانے (یعنی 7 کے بدلے 700 ہوئے) اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جسکے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا اور علم والا ہے"۔

احادیث:

1- ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "پوشیدہ صدقہ اللہ تعالی کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، صلہ رحمی عمر میں اضافہ کرتی ہے، نیک عمل آدمی کو برائی کے گڑھے میں گرنے سے بچاتا ہے"۔ (رواہ بیہقی)

2- مرثد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کے بعض صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے "قیامت کے روز صدقہ ایماندار کے لئے سایہ ہوگا"۔ (رواہ احمد)

3- عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "جہنم کی آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر بچو"۔ (بخاری)

4- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "صدقہ گناہ کو بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے"۔ (ترمذی)

5- سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ)! سعد کی ماں فوت ہوگئی پس کون سا صدقہ افضل ہے؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "پانی پلانا" انہوں نے ایک کنواں کھودا اور کہا کہ "یہ سعد کی ماں کے (ثواب کے) لئے ہے"۔ (رواہ ابوداؤد)

6- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا، معاف کرنے سے اللہ عزت بڑھاتا ہے، اور عاجزی اختیار کرنے پر اللہ مرتبہ عطا فرماتا ہے"۔ (رواہ مسلم)

7- حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تمہارے نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ہے "ہر نیکی کا کام صدقہ ہے"۔ (رواہ مسلم)

8- انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "کوئی مسلمان نہیں جو درخت لگائے یا کھیتی سینچے، پھر اس سے انسان یا پرندے یا چار پائے کھائیں مگر وہ اس کے لئے صدقہ ہے"۔ (رواہ بخاری ومسلم)

9- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا "اے اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ)! کون سا صدقہ اجر میں افضل ہے؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "وہ صدقہ جو تو تندرستی کی حالت میں کرے، تجھے غربت کا خوف بھی ہو اور دولت کی خواہش بھی اور (یاد رکھو) صدقہ کرنے میں دیر نہ کرنا کہیں جان حلق میں آجائے اور پھر تو کہے کہ فلاں کے لئے اتنا صدقہ اور فلاں کے لئے اتنا صدقہ حالانکہ اس وقت تو تیرا مال غیروں کا ہو ہی چکا"۔ (بخاری)

10- عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "میں نے ایک گھوڑا سواری کے لئے اللہ کی راہ میں دیا۔ جس کو دیا تھا اس نے اسے ضائع کر دیا (پوری خدمت نہ کی) تو میں نے اس کو خریدنا چاہا اور خیال کیا کہ وہ سستا بیچ دے گا۔ میں نے رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اسے مت خریدو اور اپنے صدقہ کو واپس نہ لو، خواہ وہ تم کو ایک درہم میں دے، کیوں کہ صدقہ دے کر واپس لینے والا ایسا ہے، جیسا قے کر کے چاٹنے والا"۔ (رواہ بخاری)

11- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا "اے اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ)! میری والدہ فوت ہوگئی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے فائدہ ہوگا؟" آپ نے فرمایا "ہاں" اس نے کہا "میرا ایک باغ ہے میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کی طرف سے صدقہ کردیا"- (ترمذی)

12- ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن اللہ تعالی تین آدمیوں سے نہ کلام کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا اوران کے لئے دردناک عذاب ہوگا:

{1} دے کر احسان جتانے والا {2} تہہ بند لٹکانے والا {3} اور جھوٹی قسم سے اپنا سودا بیچنے والا" -(رواہ نسائی)

13- ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو اپنے اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کی طرف سے صدقہ ہوگا"۔(رواہ مسلم)

14- ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہے لوگوں کے درمیان انصاف کرے یہ بھی صدقہ ہے"۔(رواہ بخاری)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا فرمان ہے کہ "جب تمہیں اپنے مال میں کمی محسوس ہو تو اللہ تعالی سے تجارت کر لیا کرو۔جس دن تم اپنے دن کا آغاز صدقے سے کرتے ہو، اس دن تمہاری کوئی دُعا رَد نہیں کی جاتی اور اچھی بات بتانا بھی صدقہ ہے"۔

صدقہ یہ بھی ہوتا ہے علم سیکھنا، مشورہ دینا، وقت دینا، تربیت کرنا، دعا دینا، مدد کرنا، مشکل وقت میں حوصلہ دینا، نیکی کا حکم دینا برائی سے منع کرنا، کسی کو عزت دینا، کسی کی خوشیوں میں شامل ہونا، کسی کے غم میں شریک ہونا، راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا، بھٹکے ہوئے کو راستہ بتا دینا-

ہم انسان واقعی بہت خسارے میں ہیں کہ جس مال کو اتنی مشقت کے بعد حاصل کرتے ہیں۔اُس میں سے تقدیر بھی اپنا حصہ وصول کر لیتی ہے۔ مرنے کے بعد وارثین بھی حصے بخرے (الگ) کر لیتے ہیں۔لیکن جس نے اتنی مشقتوں سے یہ مال حاصل کیا تھا۔وہ بُخل کا شکار ہُو جا تا ہے۔اُور اپنا حصہ جو وُہ صدقے کی صورت میں آگے بھیج سکتا تھا۔اکثر نہیں بھیج پاتا۔اُور جب تک اُسے اِس حصے کی قدر معلوم ہُوتی ہے۔عمل کا سلسلہ موقوف ہو چُکا ہُوتا ہے۔

اللہ تعالی اپنی رحمت سے اور اپنے محبوب اعظم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے صدقے ہمیں نیک اعمال کی توفیق دے۔(آمین)

****

حج کی اہمیت وفضیلت

قرآن پاک سورہ البقرہ، آیت نمبر 197 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "حج کا زمانہ چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں (یعنی یکم شوال سے 10 ذی الحج تک) پس "جو شخص ان ایام میں اپنے اوپر حج مقرر کرلے (کہ حج کا احرام باندھ لے) تو پھر نہ کوئی فحش بات جائز ہے اور نہ حکم عدولی درست ہے اور نہ کسی قسم کا جھگڑا زیبا ہے (بلکہ اس کو چاہیے کہ ہر وقت نیک کام میں لگا رہے) اور جو نیک کام کرو گے تو حق تعالیٰ شانہ اس کو جانتے ہیں"۔

سورہ آل عمران، آیت نمبر 97 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور اللہ جل شانہ کے (خوش کرنے کے) واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان (یعنی بیت اللہ) کا حج فرض ہے اُس شخص کے ذمہ ہے جو وہاں جانے کی سبیل رکھتا ہو اور جو منکر ہو تو (اللہ جل شانہ کا کیا نقصان ہے) اللہ تعالیٰ تمام جہان سے غنی ہے" (یعنی اسکو پرواہ نہیں)

1- حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے "جو شخص اللہ کے لیے حج کرے اسطرح کہ اس حج میں نہ رفث ہو (یعنی فحش بات) اور نہ فسق ہو (یعنی حکم عدولی) وہ حج سے ایسا واپس ہوتا ہے جیسا اُس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا"۔ (متفق علیہ، مشکوۃ)

2- حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے "قیامت کے قریب میری امت کے امیر لوگ حج محض سیر و تفریح کے ارادے سے کریں گے (گویا لندن اور پیرس کی تفریح نہ کی حجاز کی تفریح کرلی) اور میری امت کا متوسط طبقہ تجارت کی غرض سے حج کرے گا کہ تجارتی مال کچھ ادھر سے لے گئے کچھ وہاں سے لے آئے اور رعایا، ریا اور شہرت کی وجہ سے حج کریں گے (کہ فلاں مولانا نے پانچ حج کر رکھے ہیں اور فلاں نے دس) اور غرباء بھیک مانگنے کی غرض سے جائیں گی"۔ (کنز العمال)

3- حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے ''نیکی والے حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں''۔ (متفق علیہ، مشکوۃ)

4- حدیث: حدیث میں ہے ''حج کی نیکی کھانا کھلانے اور لوگوں کو کثرت سے سلام کرنے میں ہے''۔ (ترغیب)

5- حدیث: ایک حدیث میں ہے'' جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ سب سے نیچے کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں ''میرے بندوں کو دیکھو میرے پاس ایسی حالت میں آتے ہیں کہ سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ بدن اور کپڑوں پر غبار پڑا ہوا ہے لبیک اَللّٰھُمَّ لبیک کا شور ہے دور دور سے چل کر آئے ہیں۔ میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کے گناہ معاف کردیئے''۔ (مشکوۃ)

6- حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے "حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ نے عرفہ کی شام کو عرفات کے میدان میں اُمت کی مغفرت کی دعا مانگی اور بہت آہ و زاری سے دیر تک دعا مانگتے رہے، رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور اللہ جل شانہ کا ارشاد ہوا "میں نے تمھاری دعا قبول کرلی اور جو گناہ بندوں نے کئے ہیں وہ معاف کردیئے البتہ جو دوسروں پر ظلم کئے ہیں ان کا بدلہ لیا جائے گا"۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے پھر درخواست کی اور بار بار یہ درخواست کرتے رہے کہ ''یا اللہ تو اس پر بھی قادر ہے کہ مظلوم کے ظلم کا بدلہ تو اپنے پاس سے عطا کردے اور ظالم کے قصور کو معاف کردے'' مزدلفہ کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا بھی قبول فرمالی۔ اس وقت حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے تبسم فرمایا۔ صحابہؓ نے عرض کیا" آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایسی حالت میں تبسم فرمایا (یعنی آہ زاری کے بعد) ایسے وقت تبسم کی عادت شریفہ نہیں ہے۔" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''جب اللہ جل شانہ نے میری یہ دعا قبول فرمائی اور شیطان کو اس کا پتہ چلا تو وہ آہ و واویلا سے چلانے لگا اور مٹی اپنے سر پر ڈالنے لگا''۔ (ترغیب)

7- حدیث: ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں "میں حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا کہ دو اشخاص ایک انصاری اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے اور سلام کے بعد عرض کیا "حضور خاتم النبیین ﷺ ہم آپ سے کچھ دریافت کرنے آئے ہیں"۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ'' اگر تمہارا دل چاہے تو تم دریافت کرلو اور اگر تم چاہو تو میں بتاؤں کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"؟ انہوں نے عرض کیا کہ'' آپ خاتم النبیین ﷺ ہی ارشاد فرمادیں''۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''تم حج کے متعلق معلوم کرنے آئے ہو کہ:

حج کے ارادے سے گھر سے نکلنے کا کیا ثواب ہے؟

اور طواف کے بعد دو رکعت پڑھنے کا کیا فائدہ ہے؟

اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنے کا کیا ثواب ہے؟

اور عرفات میں ٹھہرنے کا کیا فائدہ ہے؟

اور شیطانوں کو کنکریاں مارنے اور قربانی کا کیا ثواب ہے؟

اور طواف زیارت کرنے کا کیا ثواب ہے"؟

انہوں نے عرض کیا "اس پاک ذات کی قسم جس نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا ہے یہی سوالات ہمارے ذہن میں تھے"۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

(1)''حج کا ارادہ کر کے گھر سے نکلنے کے بعد تمھاری اونٹنی جو قدم اٹھاتی ہے وہ تمھارے اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور گناہ معاف ہوتا ہے۔

(2) طواف کے بعد دو رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسے ایک عربی غلام کو آزاد کیا ہو۔

(3) صفا مروہ کے درمیان سعی کا ثواب ستر غلاموں کو آزاد کرنے کے برابر ہے۔

(4)عرفات کے میدان میں جب لوگ جمع ہوئے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ دنیا کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں کہ

"میرے بندے دور سے براگندہ حال اُٹے ہوئے بال آئے ہیں میری رحمت کے امیدوار ہیں اے میرے بندو اگر تم لوگوں کے گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں یا سمندر کی جھاگوں کے برابر کیوں نہ ہوں تب بھی میں نے معاف کر دیئے۔ میرے بندو جاؤ بخشے بخشائے چلے جاؤ تمہارے بھی گناہ معاف ہیں اور جن کی تم سفارش کروان کے بھی گناہ معاف ہیں"۔ اس کے بعد حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

(5)''اور شیطانوں کو کنکریاں مارنے کا حال یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلے میں ایک بڑا گناہ جو ہلاک کر دینے والا ہو معاف ہوتا ہے-

(6)قربانی کا بدلہ اللہ کے پاس تمھارے لیے ذخیرہ ہے-

(7)احرام کھولنے کے بعد سر کے بال کٹوانے میں ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے-

(8) ان سب کے بعد جب آدمی طواف زیارت کرتا ہے تو ایسے حال میں طواف کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور ایک فرشتہ مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے آئندہ از سر نو عمل کر تیرے پچھلے گناہ معاف ہو چکے ہیں''۔ (ترغیب)

8-حدیث: حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ سے نقل کیا گیا ہے کہ''جو کوئی بھی مرد یا عورت کسی ایسے خرچ میں بخل کرے جو اللہ کی رضا کا سبب ہو تو وہ اس سے بہت زیادہ ایسی جگہ خرچ کرے گا جو اللہ کی ناراضگی کا سبب ہو گا اور جو شخص دنیا کی غرض سے حج کو جانا ملتوی کرے گا وہ اپنی اس غرض کے پورا ہونے سے پہلے دیکھ لے گا کہ حج سے فارغ ہو کر لوگ واپس آ گئے اور اُسکا وہ کام ابھی نہیں ہوا''۔ (ترغیب، مجمع الزوائد، طبرانی)

9-حدیث: حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ کا فرمان ہے "جو بندہ ایسا ہو کہ میں نے اس کو صحت عطا کر رکھی ہو اور اسکے اوپر پانچ سال ایسے گزر جائیں کہ وہ میرے دربار میں حاضر نہ ہو تو وہ ضرور محروم ہے"۔ (ترغیب، ابن حبان)

10-حدیث: حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے "جو شخص حج کے لیے پیدل آئے اور جائے اسکے لیے ہر ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات سو نیکیاں لکھی جائیں گی" کسی نے عرض کیا "حرم کی نیکیوں کا کیا مطلب "؟ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے"۔ (حاکم، مستدرک)

11-حدیث: حضرت عائشہؓ حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ سے نقل فرماتی ہیں "فرشتے حاجیوں سے جو سواری پر آتے ہیں مصافحہ کرتے ہیں اور جو پیدل چل کر آتے ہیں اُن سے معانقہ کرتے ہیں"۔ (بیہقی، ابن الجوزی)

12-حدیث: حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے "جو حج کے لیے جائے اور راستے میں انتقال کر جائے اس کے لیے قیامت تک حج کا ثواب لکھا جائے گا اور اسی طرح جو عمرے کے لیے جائے اور راستے میں انتقال کر جائے اُس کو قیامت تک عمرے کا ثواب ملتا رہے گا"۔ (الترغیب)

13-حدیث: حدیث میں ہے "جو شخص حج یا عمرہ کے لیے نکلے اور راستے میں مر جائے نہ اس کی عدالت میں پیشی ہے نہ حساب کتاب اس سے کہہ دیا جائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ"۔ (الترغیب)

14-حدیث: ایک حدیث ہے "آدمی کے مرنے کی بہترین حالت یہ ہے کہ حج سے فراغت یا رمضان کے روزے رکھ کر مرے"-(کنز)
یعنی یہ دو حالتیں ایسی ہیں کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہوگا۔

15-حدیث: ایک حدیث میں ہے "جو احرام کی حالت میں مرے گا وہ حشر میں لبیک کہتا ہوا اٹھے گا"۔(کنز)

16-حدیث: ایک حدیث میں ارشاد ہے "جو شخص اپنے والدین کی طرف سے اُن کے انتقال کے بعد حج کرے۔ اسکے لیے جہنم کی آگ سے خلاصی ہے اور والدین کے لیے پورا حج لکھا جاتا ہے اور اس کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی اور کسی اپنے قریبی رشتہ دار کے لیے اس سے بڑھ کر صلہ رحمی نہیں کہ اسکے مرنے کے بعد اسکی طرف سے حج کر کے اسکو پہنچایا جائے"۔(کنز)

17-حدیث: حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "حق تعالیٰ شانہ (حج بدل میں) ایک حج کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں۔ایک مردہ جس کی طرف سے حج کیا جا رہا ہو۔دوسرا حج کرنے والا۔تیسرا وہ شخص جو حج کروا رہا ہے (یعنی جو مال خرچ کرنے والا ہے)"-(کنز)

18-حدیث: حج ارکانِ اسلام میں ایک اہم رکن ہے اسلئے اس میں کوتاہی پر جتنی سخت وعید ہو کم ہے-
حضرت ابنِ عمرؓ سے نقل کیا گیا ہے "جو شخص تندرست ہو اور پیسہ والا ہو کہ حج کو جا سکے اور بغیر حج کئے مر جائے تو قیامت میں اُس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوا ہوگا"۔(درمنثور)

19-حدیث: حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "جس شخص کے پاس اتنا خرچ ہو اور سواری کا انتظام ہو کہ بیت اللہ شریف جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مر جائے یا نصرانی ہو کر-"(ترمذی،مشکوۃ)

20-حدیث: حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں" جس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ حج کر سکے اور وہ حج نہ کرے یا اتنا مال ہو جس سے زکوۃ واجب ہو اور زکوۃ ادا نہ کرے وہ مرتے وقت دنیا میں واپس آنے کی تمنا کرے گا-"(کنز)

21-حدیث: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "میں نے حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ سے جہاد میں شرکت کی اجازت مانگی -"حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "تمھارا جہاد حج ہے"۔(صحیح بخاری،مسند احمد،مشکوۃ)

22-حدیث: ایک حدیث میں حضرت عائشہؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا" کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے"؟ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:"ہاں ایسا جہاد جس میں قتال نہیں اور وہ حج اور عمرہ ہے''۔(سنن ابن ماجہ،جلد چہارم،حدیث نمبر 2901)

23-حدیث: ایک حدیث میں حضرت عائشہؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے عرض کیا'' یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاد سب اعمال سے افضل ہے کیا ہم عورتیں جہاد نہ کیا کریں"؟ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تمھارے لیے افضل جہاد مقبول حج ہے''۔(صحیح بخاری،حدیث نمبر 1861)

24-حدیث: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "بوڑھے اور ضعیف لوگوں کا اور عورتوں کا جہاد حج اور عمرہ ہے"۔(مسند احمد،حدیث نمبر 4063)

25-حدیث: ایک اور حدیث میں ہے" بچے اور بوڑھے اور ضعیف آدمیوں کا جہاد حج اور عمرہ ہے "۔(سنن نسائی،جلد دوئم،حدیث نمبر 2627)

****

عشرہ ذی الحج کی اہمیت وفضیلت

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے(سورہ فجر آیت نمبر 1 تا5 میں فرماتا ہے)

وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝ هَلْ فِىْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِىْ حِجْرٍ ۝ (سورۃ الفجر، آیت نمبر 1-5)

ترجمہ: " قسم ہے فجر کی(صبح کی) اور دس راتوں کی۔اور جفت کی اور طاق راتوں کی۔اور اس رات کی جو گزر جاتی ہے۔یہ قسمیں ذی فہم لوگوں کے لئے ہیں"۔

وَالْفَجْرِ ۝: کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے ایک قول ہے "فجر سے مراد عام صبح ہے"۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں "فجر سے صبح کی نماز مراد ہے"۔حضرت مقاتلؒ کا قول ہے "فجر سے مراد مزدلفہ کی وہ صبح ہے جو قربانی کے دن ہوتی ہے"۔

وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝: لیالٍ عشر سے مراد ذی الحج کی پہلی دس راتیں ہیں۔

وَّالشَّفْعِ: والشفع سے مراد حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا ہیں۔

وَالْوَتْرِ ۝: والوتر سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝: کے معنی ہیں آئی ہوئی رات یعنی عیدالاضحیٰ کی رات۔گویا اللہ تعالیٰ نے قربانی کے دن کی۔دس راتوں کی۔حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا کی۔اپنی ذات کی اور عیدالاضحیٰ کی قسم کھائی ہے،اور ان تمام قسموں کے بعد فرمایا، هَلْ فِىْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِىْ حِجْرٍ۔ (سورۃ الفجر، آیت 5)

هَلْ فِىْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِىْ حِجْرٍ ۝: کیا یہ قسمیں صاحب عقل اور ذی فہم لوگوں کے لئے کافی نہیں ہیں؟ یہ قسمیں بہت عظیم ہیں اور جواب قسم ہے۔۔۔۔اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝ بے شک ہمارا رب انتظار میں ہے یا بے شک تمہارا رب گھات میں ہے۔

ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ نے تمام قسمیں ماہ ذی الحج کے عشرہ اول کے متعلق کھائی ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" ذی الحج کے پہلے عشرے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور ان کو اپنی رحمت سے نوازا۔اس عشرے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی دوستی سے نوازا۔اور اسی عشرے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی۔اس عشرے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے عزت بخشی۔اسی عشرے میں حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش معاف ہوئی۔اس عشرے میں بیعت رضوان ہوئی۔اسی عشرے میں:

1) یوم ترویہ:(آٹھ ذی الحج) جس دن لوگ صبح کی نماز پڑھ کر حج کے لئے روانہ ہوئے۔

2) یوم عرفہ:(نو ذی الحج) حج کا دن جس دن لوگ عرفات میں قیام کرتے ہیں۔

3) یوم نحر:(دس ذی الحج) قربانی کا دن۔

فجر کی قسم اور تفسیر کی حکمت:-

سورہ فجر آیت نمبر 1 تا4 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ترجمہ: یہ قسم ہے صبح کی۔اور دس راتوں کی۔اور جفت کی اور طاق کی۔اور اس رات کی جو گزر گئی۔

پھر آیت نمبر 5 سورہ فجر میں فرمایا،

ترجمہ:''کیا یہ قسمیں صاحب عقل اور صاحب فہم کے لئے کافی نہیں ہیں؟ یعنی یہ قسمیں بہت عظیم ہیں اور پھر سورۃ فجر آیت نمبر 14 جواب قسم بھی دیا کہ (اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ o) بے شک ہمارا رب انتظار میں ہے یا بے شک تمہارا رب گھات میں ہے''۔

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ کا مطلب یہ ہے کہ جہنم کے پُل پر آٹھ چوکیاں ہیں پہلی چوکی پر بندے سے اللہ تعالیٰ ایمان لانے کے بارے میں پوچھے گا اگر مومن ہے تو نجات پائے گا ورنہ جہنم میں گر پڑے گا،

دوسری چوکی پر وضو اور نماز کے بارے میں سوال کرے گا اگر دونوں میں کوتاہی ہوئی تو جہنم میں گر پڑے گا، اگر رکوع اور سجود مکمل کئے ہیں تو نجات پا جائے گا۔

تیسرے درجے میں جائے گا تو زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اگر ادائیگی کی ہوگی تو نجات پائے گا ورنہ جہنم میں جائے گا۔

چوتھے درجے میں جائے گا تو حج وعمرہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور اگر ان کو ادا کیا ہوگا تو نجات پائے گا ورنہ جہنم میں جائے گا۔

پانچویں درجے میں امانت کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر امانت میں خیانت نہ کی ہوگی تو نجات پائے گا۔

چھٹے درجے میں ماں باپ کی خدمت گزاری کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر فرمانبردار تھا تو نجات پائے گا۔

ساتویں درجے میں غیبت، چغلی اور بہتان کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر یہ سب نہ کیا ہوگا تو نجات پائے گا۔

آٹھویں درجے میں حرام خوری کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر مال حرام نہ کھایا ہوگا تو نجات پائے گا ورنہ جہنم میں جائے گا۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''کچھ لوگ اتنی عبادت لے کر آئیں گے کہ اگر اُحد کے پہاڑ پر بھی رکھی جائیں تو پہاڑ دب جائے لیکن اس کے باوجود جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے''، صحابہ اکرامؓ نے عرض کیا ''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کیا وہ نمازی ہوں گے''؟ فرمایا ''نمازی وہ تو تہجد گزار ہوں گے'' صحابہؓ نے عرض کیا ''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پھر ان کے جہنم میں جانے کی وجہ کیا ہوگی؟ فرمایا روزی کماتے وقت اس بات کا خیال نہ رکھیں گے کہ ذرائع حلال ہیں یا حرام''۔ (حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابۃ من المھاجرین، سالم مولی ابی حذیفۃ، ۱/ ۲۳۳، الحدیث: ۵۷۵)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" دنیا کے دنوں میں سب سے افضل دن ماہ ذی الحج کے پہلے دس دن ہیں"۔ (کشف الاستار، ابن حبان)

حضرت حفصہؓ سے روایت ہے "نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کبھی بھی چار عمل ترک نہ کرتے تھے عشرہ ذی الحج کے روزے۔ عاشورہ کا روزہ۔ ایام بیض کے روزے۔ فجر کی سنتیں''۔ (مسند احمد، مشکوۃ المصابیح)

ماہ ذی الحج میں ایک روزے کا ثواب ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور اس میں ایک رات کی عبادت کا ثواب ایک سال کی نمازوں کے برابر ہے۔ (امام ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ المصابیح)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" جس نے عشرہ ذی الحج کی کسی تاریخ کو رات بھر عبادت کی تو گویا اس نے سال بھر حج وعمرہ کرنے والوں کے برابر سی عبادت کی"۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''عشرہ ذی الحج آجائے تو عبادت میں بہت کوشش کرو''۔ ذی الحج کے عشرے کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی عطا فرمائی ہے۔ اور اس عشرے کی راتوں کو بھی ایسی عزت دی ہے کہ جو اس کے دنوں کو حاصل ہے۔ اگر کوئی شخص اس عشرے کی کسی رات کو آخری تہائی حصے میں چار رکعتیں اس ترتیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی تین بار سورہ اخلاص تین بار سورہ فلق تین بار سورہ الناس تین بار۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر تراویح کی دعا پڑھے اور دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے فردوس اعلیٰ میں جگہ دے گا۔ اور اس سے کہا جائے گا کہ از سرِ نو عمل کر اگر حج نہیں کر رہا تو عرفہ کے دن بھی روزہ رکھے اور عبادت کرے، اللہ تعالیٰ اسے بھی حاجیوں میں داخل کر دے گا۔ (غنیۃ الطالبین)

عشرہ ذی الحج میں روزہ رکھنے کی فضیلت:- شیخ ابوالبرکات چند سندوں سے حضرت عطاء بن رباحؒ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے زمانے میں ایک شخص گانا سننے کا بہت شوقین تھا لیکن جب ذی الحج کا چاند طلوع ہوتا تو وہ روزہ رکھ لیتا، آپ خاتم النبیین ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے اسے بلا بھیجا اور فرمایا کہ تم ان دنوں کے روزے کیوں رکھتے ہو؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ یہ حج کے دن ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی حاجیوں کی دعاؤں میں شریک کر دے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا تجھے ہر دن کے بدلے ایک سو غلام آزاد کرنے، ایک سو اونٹ قربان کرنے، اور جہاد کے لئے ایک سو گھوڑے دینے کا ثواب ملے گا۔ اور جب ترویہ کا دن ہوگا (آٹھ ذی الحج) تجھے ایک ہزار غلام آزاد کرنے، ایک ہزار اونٹ قربان کرنے اور جہاد کے لئے ایک ہزار گھوڑے قربان کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور پھر جب عرفہ کا دن ہوگا تو تجھے عرفہ کے دن روزہ رکھنے کے بدلے میں دو ہزار غلام آزاد کرنے، دو ہزار اونٹ قربان کرنے اور جہاد کے لئے دو ہزار گھوڑے قربان کرنے کا ثواب ملے گا، اور اللہ تعالیٰ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے روزوں کا مزید ثواب عطا فرمائے گا''۔ (غنیۃ الطالبین)

حضرت سعید بن جبیرؓ فرمایا کرتے تھے ''ذی الحج کی دس راتوں میں چراغ نہ بجھاؤ، اور آپ ان راتوں میں خدام کو بیدار رہنے کا حکم دیتے اور عبادت کو پسند فرماتے''۔

****

ذکر کی اہمیت وفضیلت

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جیسا وہ میرے متعلق گمان رکھتا ہے میں ویسا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ اپنے دل میں (تنہائی میں) میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اپنی تنہائی میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی مجمع میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی ان کے مجمع میں (فرشتوں کے مجمع میں) اس کا ذکر کرتا ہوں''۔ (مسلم، بخاری، ترمذی، نسائی)

1- قرآن پاک سورہ العنکبوت، آیت نمبر 45 میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "کوئی چیز (عمل خیر) اللہ کے ذکر سے افضل نہیں ہے"۔

2- قرآن پاک، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 14 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''نماز قائم کرو میرے ذکر کے لیے''۔

3- قرآن پاک، سورہ الاحزاب، آیت نمبر 41 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ''اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو''۔

احادیث مبارکہ میں ذکر کی اہمیت وفضیلت:

1-حدیث: ''رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے (اس پر مامور ہیں کہ راستوں میں گھوم پھر کر اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کریں۔ پس وہ کسی جماعت کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ اپنے مقصود (ذکر اللہ) کی طرف آجاؤ۔ تو وہ سب فرشتے مل کر آسمان تک ان ذکر کرنے والوں کو اپنے بازوں کے سائے میں لے لیتے ہیں"۔ (مسلم، بخاری)

2-حدیث: حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں نرم نرم بستروں پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جنت کے اعلیٰ درجوں تک انہیں پہنچا دیتا ہے"۔ (مسلم، ترمذی)

3-حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردے کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے"۔ (مسلم، بخاری، بیہقی)

4-حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہیں اور وہ ان کو تقسیم کر رہا ہے اور دوسرا شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہے تو ذکر کرنے والا افضل ہے"۔ (طبرانی)

5-حدیث: حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق اور افسوس نہ ہوگا سوائے اس گھڑی کہ جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہوگی"۔ (طبرانی، بیہقی)

6- حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جو لوگ بھی اللہ کے ذکر کے لیے جمع ہوتے ہیں اور ان کا مقصد صرف اللہ کی رضا ہوتا ہے تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں ہیں"۔ (طبرانی، احمد، بیہقی)

7- حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے "اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے"۔ (طبرانی، ترمذی)

8- حدیث: حضرت زیدؓ ارشاد فرماتے ہیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے ''مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم ڈر اور خوف کی وجہ سے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے ورنہ میں اس کی دعا کرتا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی عذاب قبر دکھا دے''۔ (السلسلۃ الصحیحۃ)

9- حدیث: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض قوموں کا حشر اس طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں پر نور چمکتا ہوا ہوگا وہ موتیوں کے ممبروں پر ہوں گے۔ لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے وہ انبیاء اور شہداء نہیں ہوں گے"۔ کسی نے عرض کیا "یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ ان کا حال بیان کر دیجئے تاکہ ہم ان کو پہچان لیں"۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں اور مختلف خاندانوں سے آ کر ایک جگہ جمع ہوں گے اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں گے''۔ (طبرانی)

10- حدیث: حدیث میں ہے "جنت میں یاقوت کے ستون ہوں گے جن پر زمرد (زبرجد) کے بالا خانے ہوں گے۔ ان میں چاروں طرف دروازے کھلے ہوئے ہوں گے وہ ایسے چمکتے ہوں گے جیسے کوئی روشن ستارہ چمکتا ہے۔ ان بالا خانوں میں وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے ایک جگہ اکٹھے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے آپس میں ملتے جلتے ہوں"۔ (جامع صغیر، بیہقی)

11- حدیث : حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" جب جنت کے باغوں پر گزرو تو خوب چرُ و" کسی نے عرض کیا "یارسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں"؟ ارشاد فرمایا" ذکر کے حلقے"۔(ترمذی، بیہقی)

12- حدیث : حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا" جو تم میں سے عاجز ہو راتوں کو محنت کرنے سے اور بخل کی وجہ سے مال بھی خرچ نہ کیا جاتا ہو اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکتا ہو اس کو چاہیے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے"۔(طبرانی، بیہقی)

13- حدیث : حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے "اللہ تعالیٰ کا ذکر اس قدر کثرت سے کیا کرو کہ لوگ تمہیں مجنون کہنے لگیں"۔(ابن حبان، حاکم)

14- حدیث : ایک حدیث میں ہے "(ذکر اللہ) سے غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا اس مجاہد کی مانند ہے جو (میدان جنگ سے) بھاگنے والوں (کی جماعت) میں ثابت قدم رہا"۔(مشکوۃ المصابیح)

15- حدیث : ایک حدیث میں ہے "ذاکرین ہنستے ہوئے جنت میں جائیں گے"۔(صحیح ابن حبان)

حضرت عثمانؓ جب کسی قبر پر تشریف لے جاتے تو اس قدر روتے تھے کہ داڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی۔ کسی نے آپؓ سے پوچھا کہ آپ جنت اور دوزخ کے ذکر سے ایسا نہیں روتے جتنا کہ قبر کے سامنے آجانے پر روتے ہیں؟۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا "قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے۔ جو شخص اس سے نجات پالے، بعد کی تمام منزلیں اس پر سہل ہو جاتیں ہیں اور جو اس سے نجات نہ پائے بعد کی تمام منزلیں دشوار ہوتی چلی جاتی ہیں"۔ پھر آپؓ نے حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد سنایا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ''کوئی منظر قبر سے زیادہ گھبراہٹ والا نہیں ہے''۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ'' حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے''۔(بیہقی)

16- حدیث : حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا "کس بات نے تم کو یہاں بیٹھایا ہے"؟ عرض کیا "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد وثنا کر رہے ہیں کہ اس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے نوازا یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی احسان ہم پر ہے"۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اللہ کی قسم کیا صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو "صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "اللہ تعالیٰ کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہیں"۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا " کسی بدگمانی کی وجہ سے میں نے تم لوگوں کو قسم نہیں دی بلکہ جبرائیل ابھی ابھی میرے پاس آئے تھے اور مجھے یہ خبر سنا گئے کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہے ہیں"۔(مسلم، احمد، ترمذی، نسائی)

17- حدیث : ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں؟ جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر اور تمہارے پروردگار کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا اور سونے چاندی کے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے (میدان جہاد میں) مقابلہ کرو اور پھر تم ان کی گردنیں کاٹو۔ اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں"؟ صحابہؓ نے عرض کیا "کیوں نہیں یا رسول اللہ ضرور بتلایئے" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "وہ عمل اللہ کا ذکر کرنا ہے''۔(ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی)

حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ سے قرآن پاک کے ارشاد **و کان تحتہ کنز لھما** (سورہ الکھف، آیت نمبر 82) کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر سات سطریں لکھیں ہوئیں تھیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔

1۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو جانتا ہے پھر بھی ہنسے 2۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ دنیا آخر ایک دن ختم ہونے والی ہے پھر بھی اس میں رغبت کرے۔

3۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ ہر چیز مقدر سے ہے پھر بھی کسی چیز کے جاتے رہنے پر افسوس کرے۔

4۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو آخرت میں حساب کا یقین ہو پھر بھی مال جمع کرے۔ 5۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جہنم کی آگ کا علم ہو پھر بھی گناہ کرے۔

6۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہو اور پھر کسی اور چیز کا ذکر کرے 7۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جنت کی خبر ہو پھر بھی دنیا کی کسی چیز سے راحت پائے۔

بعض نسخوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو شیطان کو دشمن سمجھے پھر بھی اس کی اطاعت کرے۔ حافظؒ ابن حجر نے حضرت جابرؓ سے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد بھی نقل کیا ہے ''حضرت جبرائیلؑ مجھے اللہ کے ذکر کی تاکید اس قدر کرتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ بغیر ذکر کے کوئی چیز نفع نہ دے گی۔'' (فضائل اعمال-مولانا محمد زکریا)---- کلمہ طیبہ افضل الذکر ہے- اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا ذکر، شکر اور فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

جمعہ کی اہمیت وفضیلت

انبیاء کرامؑ اور پورے ہفتے کے دن:- ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

(1) حضرت موسیٰؑ اور دیگر پچاس پیغمبروں کو **ہفتے** کا دن دیا یہی ان کی عبادت کے لیے مقرر فرمایا۔

(2) حضرت عیسیٰؑ اور ان کے علاوہ بیس انبیاء کرام علیہ السلام کو **اتوار** کا دن دیا یہی ان کی عبادت کے لیے مقرر رہوا۔

(3) حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ اور 63 دوسرے رسولوں کو **پیر** کا دن دیا۔

(4) حضرت سلیمانؑ اور دوسرے پچاس پیغمبروں کو **منگل** کا دن دیا گیا۔

(5) حضرت یعقوبؑ اور 50 دوسرے رسولوں کو **بدھ** کا دن دیا گیا۔

(6) حضرت آدمؑ اور 50 دوسرے نبیوں کو **جمعرات** کا دن دیا گیا۔

(7) جمعہ کا دن خالص اللہ تعالیٰ کا اپنا دن ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جمعہ کا دن امت محمدی خاتم النبیین ﷺ کے لیے خاص تحفہ ہے۔

جمعہ کے دن غسل کی تاکید: حضرت حسن بصریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ابو ہریرہؓ ہر جمعہ کے دن غسل کیا کرو، خواہ گرانی کے باعث تمہیں پانی اپنی روزانہ کی خوراک کے بدلے ہی کیوں نہ خریدنا پڑے "۔ (مجلس بحار الانوار، ج 18)

جمعہ کے دن کے معمولات:- جمعہ کے دن آغاز نماز جمعہ کی ادائیگی تک سارا وقت وظائف میں صرف کرنا چاہیے۔ دوپہر سے نماز عصر تک کا وقت دینی مسائل کے سننے کی محفل میں شرکت کے لیے مخصوص کر دینا چاہیے۔ عصر کی نماز سے مغرب تک تسبیح و استغفار میں مصروف رہنا چاہیے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''جس نے معمولی سمجھتے ہوئے مسلسل تین جمعہ کی نمازیں نہ ادا کیں اللہ تعالیٰ اُس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے''۔ (ابی داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، موطا، مشکوۃ)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک سورۃ جمعہ، آیت نمبر 9 میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب جمعہ کی اذان دی جائے (تمہیں پکارا جائے) تو تم نماز کی طرف جلدی کرو۔ اور خرید و فروخت کو ترک کر دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو''۔

اس کے بعد سورۃ جمعہ، آیت نمبر 11 میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "اگر انھیں کوئی تجارت یا کھیل کی بات دکھائی دیتی ہے تو اس کی طرف بڑھ جاتے ہیں"۔

اس واقعہ کی صورت یہ ہوئی کہ مدینہ میں کوئی قافلہ (تجارت) آتا تو لوگ تالیاں بجاتے۔ نقارہ بجا بجا کر اس کا استقبال کرتے اور اس قافلے کو دیکھنے کے لیے مسجد سے باہر نکل جاتے اس طرح ایک قافلہ مدینہ میں پہنچا تو لوگ مسجد سے نکل گئے صرف 12 مرد اور ایک خاتون مسجد میں رہ گئے اس کے بعد ایک دن ایسا آیا اس دن بھی صورت حال یہی تھی اس کے بعد تیسرا واقعہ یہ ہوا کہ وحید بن کلبی اسلام لانے سے پہلے ملک شام سے کچھ مال تجارت لے کر مدینہ آیا اس کے پاس طرح طرح کا سامان تجارت تھا حسب معمول مدینہ والے تالیاں بجاتے نقارہ بجاتے اس کے استقبال کو باہر نکلے اتفاقاً اس کی آمد مدینہ میں جمعہ کے دن عین اس وقت ہوئی جب نبی خاتم النبیین ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس کی آمد کا شور سن کر لوگ خطبہ چھوڑ کر اس کی طرف چلے گئے۔ اس وقت رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "دیکھو مسجد میں کتنے آدمی ہیں"؟ عرض کیا 12 مرد اور ایک عورت آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اگر یہ بھی نہ ہوتے تو ان کی ہلاکت کے لیے پتھروں پر نشان لگائے جاتے "یعنی پتھر آسمان سے برستے اور جس پتھر پر جس کا نام ہوتا وہی پتھر اس کو ہلاک کرتا۔ مسجد میں جو لوگ تھے ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمرؓ بھی شامل تھے۔

قیامت والے دن جمعہ کی شان: - **جمعہ سید الایام ہے۔** شیخ ابو نصر نے اپنے والد سے بالا سناد حضرت امام مالکؒ سے روایت کیا ہے کہ نبی خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''میرے پاس حضرت جبرائیلؑ ہاتھ میں ایک سفید پر لیے ہوئے آئے۔ اس میں ایک سیاہ نقطہ تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ ہاتھ میں کیا ہے''؟ جبرائیلؑ نے جواب دیا کہ ''یہ

جمعہ کا دن ہے۔جس میں آپ سب کے لیے خیر کثیر ہے''۔ میں نے پوچھا ''یہ سیاہ نقطہ کیا ہے''؟انھوں نے کہا کہ '' یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن قائم ہوگی''۔ جمعہ سیدالایام ہے۔ہم عالم ملکوت میں اسے ''یوم المزید'' کہتے ہیں۔میں نے کہا ''جمعہ کو یوم المزید کہنے کی وجہ کیا ہے''؟ جبرائیلؑ نے کہا'' اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک وادی بنائی ہے جس کی خوشبو سفید مشک سے زیادہ ہے۔جب قیامت کا جمعہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس وادی میں جلوہ افروز ہوگا۔اس کی کرسی کے اردگرد نور کے منبر ہوں گے۔جن پر انبیاء اکرام علیہ السلام تشریف فرما ہونگے۔ان کے پاس سونے کی جڑاؤ کرسیاں ہونگی۔ان کرسیوں پر شہداء اور صدیقین بیٹھیں گے۔پھر اہل عرفہ (بالا خانے والے) آئیں گے اور وادی کو جائیں گے۔پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا''میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا۔میں نے تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور عزت کے مقام پر تمہیں جگہ دی۔میری خوشنودی نے تمہیں اس گھر میں اتارا ہے۔میری عطا کی ہوئی عزت تمہیں حاصل ہوئی''۔پھر فرمائے گا''مجھ سے مانگو''۔آخر کار بندے اپنی اپنی مرادیں مانگیں گے۔ یہاں تک کہ ہر بندے کی مرادیں اور خواہشات ختم ہو جائیں گی۔اس وقت ہر شخص کہے گا: **"ہمارے لیے ہمارا رب کافی ہے"**۔اس وقت نماز جمعہ سے واپسی کی مقدار کے موافق (یعنی نماز جمعہ سے واپسی پر بندے کا جتنا وقت صرف ہوا ہوگا اس کے مساوی) ان کی نظروں کے سامنے وہ چیزیں لائی جائیں گی۔جو اب تک نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے ان کے بارے میں سنا اور نہ کسی کے دل میں اس کا تصور آیا ہوگا پھر سب غرفہ والے (بالا خانہ) اپنے اپنے غرفوں میں لوٹ جائیں گے۔ ہر غرفہ سفید موتی سرخ یاقوت اور سبز زمرد کا ہوگا نہ اس میں کوئی نقص ہوگا اور نہ کسی قسم کی ٹوٹ پھوٹ ہوگی۔ان غرفوں کے اندر نہریں بہتی ہونگی۔درختوں اور سبزے کی بہتات ہوگی۔درخت پھلوں سے لدے ہونگے۔ان کی بیویوں کے رہنے کی مخصوص جگہ ہوگی۔خدمت کے لیے خدمت گزار ہونگے۔(غنیۃ الطالبین)

جمعہ کے دن فرشتوں کی علم برداری:- ابونصرؒ نے بالا سناد روایت کیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے "جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو جبرائیلؑ صبح کے وقت اپنا جھنڈا خانہ کعبہ میں نصب کر دیتے ہیں۔اس طرح جن مساجد میں نماز جمعہ ہوتی ہے۔دوسرے فرشتے ان مساجد کے دروازوں پر اپنے جھنڈے اور علم نصب کر دیتے ہیں پھر سونے کے قلم سے چاندی کے کاغذ پر جمعہ کی نماز کے لیے آنے والوں کے نام بالترتیب لکھے جاتے ہیں۔جب ترتیب وار آنے والوں کی تعداد 70 ہو جاتی ہے تو یہ کاغذ تہہ کر دیے جاتے ہیں۔ جمعہ میں بالترتیب آنیوالے یہ 70 آدمی ان 70 بہترین آدمیوں کی طرح ہوتے ہیں جن کا انتخاب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے کیا تھا اور یہ سب کے سب نبی تھے۔اسکے بعد فرشتے صفوں میں آکر نمازیوں کو دیکھتے ہیں۔اگر کسی نمازی کو نہیں پاتے تو ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں۔اگر وہ فوت ہوگیا ہوتا ہے تو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں کہ وہ جمعہ کا پابند تھا۔اگر سفر میں ہوتا ہے تو اس کی عافیت اور حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔کہ وہ جمعہ کا پابند تھا۔اگر بیمار ہے تو صحت کی دعا کرتے ہیں۔کہ وہ جمعہ کا پابند تھا"۔(غنیۃ الطالبین)

دعا کی قبولیت کی گھڑی: جمعہ میں ایک ساعت ایسی آتی ہے۔جس میں جو دعا کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے-(ابن ماجہ، بخاری، مسند احمد)

رسول پاک ﷺ نے فرمایا''جمعہ سیدالایام ہے اور اللہ کو ہر دن سے زیادہ پسند ہے۔اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدایش ہوئی اس دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا۔اسی دن انہیں زمین پر اتارا گیا اسی دن قیامت قائم ہوگی جن اور انس کے سوا زمین پر چلنے والا ہر جانور کان لگائے اس دن کے انتظار میں ہے۔جو جمعہ کے دن واقع ہوگی (یعنی قیامت)''۔(احمد، اصحاب السنن وصحہ النووی)

1۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور خاتم النبیین ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''روشن رات'' اور ''روشن دن'' یعنی جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن اپنے نبی پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔(بیہقی)

2۔ حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "ہر جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو''۔(ابی داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان)

3۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد مجھ پر 80 بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے 80 برس کے گناہ معاف فرمادے گا''۔ (القول البدیع ص 399-دار الیسر)

4۔ حضرت حسن بصریؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''شب جمعہ میں جس نے سورۃ یٰسین، سورۃ ص، حٰم اور سورۃ دخان پڑھی تو جب وہ صبح بیدار ہوتا ہے تو اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے''۔(اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان، ترمذی)

نماز جمعہ کا اجر وثواب:-

1۔ حضرت ابوامامہ باہلیؓ بیان کرتے ہیں ''جس نے جمعہ کے دن امام کے ساتھ نماز پڑھی، کسی جنازہ میں شرکت کی، کچھ صدقہ کیا، کسی بیمار کی عیادت کی اور کسی نکاح میں حاضر ہوا۔ اس کے لیے جنت واجب ہوگئی''۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''جمعہ کی نماز میں تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو خطبہ کے وقت باتیں کرتے رہتے ہیں اور نماز میں شریک ہوجاتے ہیں (رحمت الٰہی سے) اسکا حصہ ایک تو وہی ہے جو وہ اللہ سے خطبہ کے وقت مانگتا ہے۔ اب چونکہ وہ باتیں کرتا رہا تھا۔ دعا کے وقت اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ دے یا نہ دے۔ کیونکہ خطبہ کے دوران باتیں کرکے جس نے گناہ کمایا اس کے لیے دہرا گناہ ہے''۔

2۔ ایک وہ جو امام سے دور رہ کر لغو بات کرتا ہے اور خاموشی سے خطبہ نہیں سنتا۔ اسے بڑا گناہ ہوتا ہے۔ یہاں تک خاموش رہنے کی تاکید ہے کہ اگر ایک شخص نے خطبہ کے دوران دوسرے شخص سے کہا" خاموش" تو اس نے بھی لغو بات کی اس کا بھی جمعہ نہیں ہوا۔ (ہاں انگلی منہ پر رکھ کر اشارے سے منع کرسکتا ہے)

3۔ ایک وہ جو خاموش ہوکر توجہ کے ساتھ خطبہ سنتا ہے اور کسی مسلمان کی گردن نہیں پھلانگتا نہ ہی کسی کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ ایسی نماز اس نمازی کے لیے آنے والے جمعہ اور اس جمعہ اور اس کے تین دن بعد تک متواتر اس کے لیے گناہ کا کفارہ بن جاتی ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:" جو نیکی کرے گا اسے دس گناہ اجر دیا جائے گا"۔ لہٰذا یہ دس دن ہوں گے۔ (متفق علیہ)

جمعہ کے دن غسل کر کے مسجد جانا:- حضرت ابوصالحؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جمعہ کے دن غسل کر کے جو شخص پہلی گھڑی میں مسجد میں گیا۔ پہلی گھڑی میں یعنی پہلی ساعت میں اس نے (ثواب کی رو سے) اونٹ کی قربانی کی۔ جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گائے کی قربان کی۔ جو تیسری ساعت میں گیا تو گویا سینگوں والے مینڈے کی قربانی کی۔ جو چوتھی ساعت میں گیا اس نے گویا مرغی اللہ کی راہ میں دی۔ جو پانچویں ساعت میں گیا انڈہ خیرات کرنے کا ثواب حاصل کیا اس کے بعد جب امام برآمد ہوتے ہیں تو فرشتے خطبہ سننے کے لیے اٹھ جاتے ہیں۔ (یعنی نام لکھنے کا سلسلہ موقوف ہوجاتا ہے۔) (متفق علیہ)

جمعہ کے دن کرنے والے مسنون کام:-

1) ناخن کاٹنا 2) غسل کرنا 3) خوشبو لگانا 4) سر میں تیل لگانا 5) سرمہ لگانا

6) صاف کپڑے پہننا 7) درود شریف پڑھنا

جمعہ کے دن 100, 100 مرتبہ مندرجہ ذیل درود شریف پڑھنے کا بے حد ثواب ہے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد نور الانور و سر الاسرار و سید الابرار **2۔ صلی اللہ علیک یا محمد نور من نور اللہ**

حضرت ابوالحسن شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل درود شریف کو ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھنے کے برابر ہے۔

اللھم صل و سلم و بارک علی سیدنا محمد النور الزتی و السر الساری فی سائر الاسماء و الصفات

حضرت جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل درود شریف کو ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب چھ لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھنے کے برابر ہے۔

الھم صل علی سیدنا و مولانا محمد عدد ما فی علم اللہ صلوۃ دائمۃ بدوم ملک اللہ

****

غفلت

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی نیند اگر موت کی نیند نہ ہو تو کبھی نہ کبھی ضرور ختم ہو جاتی ہے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ سونے والا کبھی نہ جاگے۔ پھر بعضوں کی نیند ایسی ہوتی ہے۔ اک ذرا سی آواز اس کو جگا دے۔ بعض کی اس سے سخت ہوتی ہے تو اسکے لئے چیخنے اور شور مچانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض اس سے بھی زیادہ غفلت کی نیند سونے والے ہوتے ہیں تو ان کو جھنجھوڑنے اور ہلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر سونے والے کے اٹھنے کے لئے یہ بھی بے کار ہے تو پھر ایسا تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ بھونچال آجائیں، آتش فشاں پہاڑ پھٹ جائیں، پہاڑوں کے ٹکرانے کے دھماکوں سے کانوں کے پردے ریزہ ریزہ ہو جائیں اور پھر بھی نیند کے متوالے آنکھیں نہ کھولیں۔ سو یقین کرو کہ اللہ کا بھی اپنے بندوں کے ساتھ ایسا ہی حال ہے۔ اس کی صدائیں اٹھتی ہیں تا کہ غفلت کے سرشار اپنی آنکھیں کھولیں۔ اگر اس پر بھی کروٹ نہیں بدلتے تو ہر طرح اور ہر طرف سے شور اٹھنے لگتا ہے۔ تا کہ سونے والے کی نیند ٹوٹے۔

اگر اس پر بھی نیند نہیں ٹوٹتی تو ہاتھ نمودار ہوتے ہیں اور وہ جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اٹھاتے ہیں کہ صبح ہو گئی ہے۔ اور آفتاب کی کرنیں دیواروں سے اتر کر صحنوں اور میدانوں میں پھیل گئی ہیں۔ اب بھی اٹھ جاؤ اور اب بھی اس دن کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دو جو جا کر پھر واپس نہ آئے گا۔

لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس جھنجوڑنے پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور نیند کے متوالے کروٹ نہیں بدلتے تو پھر دھماکے ہوتے ہیں۔ زلزلے آتے ہیں۔ زمینیں پھٹنے لگتی ہیں اور ہولناک آوازوں کی صداؤں سے تمام دنیا بھر جاتی ہے۔ تو یہ سب کچھ بھی اس لیے ہوتا ہے کہ انسان جاگے اور اب بھی آنکھیں کھول دے اور اگر اس پر بھی آنکھیں نہیں کھلتی تو پھر اللہ تعالیٰ کا فرشتہ پکار اٹھتا ہے۔ ''یہ زندوں کی آبادی نہیں ہے بلکہ مردوں کی آبادی ہے۔ یہ اٹھنے اور اٹھائے جانے کی گھڑی سے بالکل غافل ہیں''۔

پس تنبیہ اور ہوشیاری کی تمام تدابیر ہو چکیں اور سوتے ہوؤں کو جگانے کے لئے جو کچھ کیا جا سکتا تھا وہ سب کچھ کیا جا چکا پر افسوس کہ ہماری آنکھیں اب تک بند ہیں۔ ہماری غفلت کا نشہ کسی طرح نہیں اترتا۔ ہماری موت کی نیند کسی طرح نہیں ٹوٹتی۔ دنیا میں انسان کے لئے عقل و بصیرت ہے۔ عقلا کی دانائیاں ہیں۔ ہادیوں کی ہدایتیں ہیں۔ واعظوں کو واعظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقدس فرشتے ہیں۔ رسولوں کی بتلائی ہوئی تعلیمات ہیں۔ پھر حوادثات و تغیرات ہیں۔ انقلابات و تبدیلات ہیں۔ لیکن آہ مولانا حالی نے مسدس حالی میں کیا خوب فرمایا ہے۔

کسی نے یہ بقراط سے جا کے پوچھا — مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا
کہا دکھ جہاں میں نہیں کوئی ایسا — کہ جس کی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں — کہے جو طبیب اس کو ہذیان سمجھیں
سبب یا علامت گران کو سمجھائیں — تو تشخیص میں سو نکالیں خطائیں
یہی حال دنیا میں اس قوم کا ہے — بھنور میں جہاز آ کے جس کا گھرا ہے
کنارہ ہے دور اور طوفاں بپا ہے — گماں ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے
نہیں لیتے کروٹ مگر اہل کشتی — پڑے سوتے ہیں بے خبر اہل کشتی

تو وہ قوم جس کی غفلت کے لئے نہ تو گزرے ہوئے واقعات میں کوئی اثر ہے۔ نہ حال کے حوادث اور تغیرات میں اس کے لئے کوئی پیغام ہے۔ نہ اللہ کے کلام سے ڈرتی اور کانپتی ہے۔ اور نہ بندوں کی ہدایتوں سے عبرت پکڑتی ہے۔

سورہ انعام، آیت نمبر 4 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ترجمہ: ''اللہ کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی بھی ایسی نہیں آتی مگر وہ اس سے اعراض ہی کرتے ہیں''۔

سو اگر ہماری نیند سونے والوں کی نیند ہوتی۔ بے روح لاش کی نیند نہ ہوتی تو ہمارے جاگنے کے لئے بس تاریخ کی آواز کافی تھی۔ کیا کبھی ایسا ہوا کہ خدا کے قانون پر چلتے ہوئے کوئی قوم تباہ ہو گئی ہو؟ کبھی نہیں۔ خدا کے قانون نے ہمیشہ قوموں کو خوش حالی اور ہمیشگی بخشی ہے۔ اقوام کو چھوڑ دو۔ افراد کی تلاش کرو۔ جب سے زمین بنی ہے۔ آج تک کوئی ایک انسان بھی اس کی گود میں ایسا پلا ہے جس نے غفلت اور اعراض برتی اور زندگی پائی؟ اور خدا کے قانون کو توڑ کر خوش حالی حاصل کی ہو؟ پھر کیا ہو گیا ہے کہ ہم زہر کھا رہے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ہمیں زندگی ملے گی۔

سورہ توبہ، آیت نمبر 70 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ترجمہ: ''کیا انہوں نے ان لوگوں کا حال نہیں سنا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم

ابراہیم، اصحاب مدین اور وہ لوگ جن کی بستیاں الٹ دی گئیں ان سب کے پاس اللہ تعالیٰ کے رسول آتے تھے اور راہ حق کی نشانیوں بھی دکھائیں تھیں۔ لیکن انہوں نے بد اعمالیوں کی راہ اختیار کی اور پھر اس کی پاداش میں مٹا دیئے گئے۔ سو اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ مگر ان لوگوں نے خود ہی اپنی ہلاکت کو پسند کیا۔''

اگر گزرے ہوئے واقعات سے ہمیں عبرت نہیں آتی تو پھر ہماری آنکھوں کے سامنے گزرنے والے واقعات وتغیرات ہیں اور ان کی زبان سب سے زیادہ چیخنے والی اور سب سے زیادہ دلوں میں گھر کر جانے والی ہے۔ وہ ذات تو خود ہماری توجہ اس طرف دلاتی ہے۔

سورہ توبہ، آیت نمبر 126 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ: ''آیا نہیں دیکھتے کہ کوئی برس بھی ایسا نہیں گزرتا کہ ایک بار یا دو بار، بلاؤں اور مصیبتوں میں نہ ڈالے جاتے ہوں۔ پھر بھی ان کی غفلت کا یہ حال ہے کہ نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ مصیبتوں سے نصیحت پکڑتے ہیں''

اگر مندرجہ بالا حوادثات جن سے ہماری زندگی کا ہر سال و ماہ معمور تھا اور یہ ہمارے سمجھنے کے لئے کافی نہ تھے تو قریب ہے کہ زمین دھنس جائے اور سمندروں سے مچھلیاں رونے اور ماتم کرنے کے لئے نکل پڑیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ المدثر، آیت نمبر 34-32 میں فرماتا ہے۔

ترجمہ: ''سچ کہتا ہوں قسم ہے چاند کی، اور رات کی جب وہ پیچھے ہٹے اور صبح کی جب روشن ہو جائے''۔

کیا یہ حادثہ بڑے بڑے انقلابات میں سے ایک بڑا انقلاب نہیں ہے۔ اور غافل انسان کی غفلتوں کو ختم کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ سو تم میں سے جو بڑھنا چاہے اس کے لئے بڑھنا ہے اور غافل رہ کر پیچھے ہٹنا چاہے اس کے لئے غافل رہ کر تباہ ہونا ہے۔

پھر اگر ہم اس لئے نہیں اٹھتے کہ جب تک زلزلے نہ آئیں گے نہیں اٹھیں گے اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے۔ آنکھ نہیں کھولیں گے اور جب تک پہاڑوں کی چوٹیاں اور سمندر کی موجیں چیخ نہیں اٹھیں گی، کانوں کو نہیں کھولیں گے تو دیکھ لو کہ زلزلے آچکے، کروٹ نہ لی۔ آتش فشانیوں کی ہولناکیوں سے زمین چیخ اٹھی۔ ہم بے خبر رہے اب اور کس بات کے منتظر ہیں؟ کیا چاہتے ہیں کہ آسمان پھٹ جائے۔ آفتاب کے پرزے ہو جائیں اور کرہ ارض دھواں بن کر اڑ جائے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ خود سورۃ محمد، آیت نمبر 18 میں نازل فرماتا ہے: ترجمہ ''پھر کیا یہ لوگ آخیری فیصلہ کر دینے والی گھڑی کے منتظر ہیں کہ اچانک ان پر آن نازل ہو؟ یقیناً اس کی نشانیاں تو آچکی ہیں۔ اور جب وہ گھڑی آجائے گی تو کہاں وہ اور کہاں ان کا سمجھنا (یعنی عمل کا وقت گزر چکا ہوگا صرف حسرت ہی حسرت رہ جائے گی)''۔

آفتاب کو ہمیشہ اس کی کرنوں میں دیکھا جاتا ہے؟ ورنہ کس کی مجال ہے کہ آفتاب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے؟۔ دھوئیں کو دیکھ کر مسافر پالیتا ہے کہ آگ جل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جلال بھی ہمیشہ اپنی نشانیوں اور آیتوں کے اندر دیکھا گیا ہے۔ اور ہمیشہ اس نے اپنے آفتاب جمال کی چمک (یعنی اپنا من) یعنی حسن باری تعالیٰ بدلیوں کے نقاب میں ہی دکھایا ہے۔ کون ہے جو اس کو بے نقاب دیکھنے کی تاب رکھتا ہے؟ پس جو ہمیشہ آیا ہے اور جس نے ہمیشہ ہی مغرور اور غافل انسان کو ماننے اور قبول کرنے کے لئے مجبور کر دیا تھا۔ آج بھی آگیا ہے۔ اور آنکھیں رکھنے والوں کے لئے اس نے اپنے چہرے پر سے نقاب اٹھا دی ہے۔ پھر اگر اب بھی ہم نہیں دیکھتے اور اب بھی اس کے آگے جھکنے کے لئے نہیں گرتے تو شاید ہم منتظر ہیں کہ وہ انسانوں کی طرح ہمارے سامنے آکر کھڑا ہو جائے اور سورج کی کرنوں کے تخت پر بیٹھ کر آسمانوں سے اس طرح اترے کہ ہم انگلیوں سے ٹٹول کر اس کو چھوئیں اور اپنے کانوں کو اس کے منہ سے لگائیں۔ تاکہ وہ آوازوں اور حرفوں کے اندر بول دے کہ ''میں خداوند۔ خداوند قہار ہوں اور جیسا کہ ہمیشہ سے ہوں۔ اس طرح اب بھی موجود ہوں مجھے مان لو اور مجھ سے انکار نہ کرو''۔ ایسے ہی لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ ارشاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں ترجمہ ''اور ان لوگوں نے جو کہ اللہ کے لقا کی امید نہیں رکھتے کہا کہ اگر جو کچھ تم کہتے ہو ٹھیک ہے تو کیوں نہیں ہم پر فرشتے اتارے گئے اور کیوں ایسا نہ ہوا کہ ہمارا پروردگار آسمان سے اترتا اور ہم اسے دیکھ لیتے''۔ (سورۃ فرقان، آیت نمبر 21)

سو اگر ہم واقعی اس کے منتظر ہیں تو ہمیں جان لینا چاہیے کہ پھر ہمارا انتظار کبھی ختم نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ کی جگہ اس کا عذاب اترے گا اور بشارت دے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:۔ (سورۃ فرقان، آیت نمبر 22)

ترجمہ: ''جس دن اللہ کے فرشتے نظر آئیں گے تو اس دن مجرموں کے لئے کوئی بشارت نہ ہوگی کہ وہ صالحین کی طرح اس کا (رب کا) انتظار کریں گے (یعنی اس دن رب کے دیدار کے منتظر صالحین ہوں گے)''۔

یعنی ایمان بالغیب والے اللہ کے لقا (دیدار) کے منتظر ہوں گے اور مجرموں کے لئے کوئی خوش خبری نہ ہوگی۔ بلکہ مایوسی ہی مایوسی ہوگی۔ آنکھیں دیکھنے کے لئے

ہیں اور کان سننے کے لئے اور دل پہلو میں رکھا گیا ہے۔تڑپنے اور بے قرار ہونے کے لئے جس کو آنکھ دیکھتی ہے دکھائی نہیں دیتا (اندھی آنکھیں) وہ سب آوازیں بے اثر ہو گئیں ہیں جو کانوں سے سنائی دیتی ہیں اور وہ تمام فکریں اور عبرتیں ڈوب گئیں ہیں۔جن سے دل تڑپتے اور روحیں بے قرار ہوتی ہیں۔پس جو کچھ کیا جائے لا حاصل ہے۔ اور جو کچھ کہا جائے بے کار کیوں؟

کیونکہ ہم غافل ہیں۔ہم پر موت کا پنجہ چل گیا ہے۔ہم گمراہی کے قبضے میں آ گئے ہیں۔ہمارے احساسات فنا ہو گئے ہیں۔دل کی وادیاں مٹ گئیں ہیں۔ ہمیں ہماری نیند نے (غفلت) مٹا دیا ہے۔اگر ایسا نہ ہوتا تو جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایسا تھا کہ اندھے بینا ہو جاتے۔لنگڑے چلنے لگتے اور گونگوں کی چیخ سے دنیا دہل جاتی۔اور لوگوں کے ہاتھ شیروں کے پنجوں کی طرح طاقتور ہو جاتے۔لیکن آہ ہماری غفلت سے زیادہ بڑھ کر آج تک دنیا میں کوئی اچھنبے کی بات نہ ہوئی اور ہماری نیند کی سنگینی کے آگے پتھروں کے دل چھوٹ گئے۔ہم ایسے تو نہ تھے؟؟؟ ہم ایسے تو کبھی نہ تھے۔پھر ان لوگوں کی طرح کیوں ہو گئے جن کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:"ان کے پاس دل ہیں مگر سوچتے نہیں۔ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر دیکھتے ہیں۔ان کے پاس کان ہیں مگر سنتے نہیں ہیں۔یہ مثل چار پایوں کے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر اور وجہ یہ ہے کہ غفلت میں ڈوب گئے ہیں"۔(سورہ الاعراف، آیت نمبر 179)

آہ کوئی نہیں ہے سب گمراہ ہو گئے ہیں، سب نکمے ہو گئے ہیں۔سب غافل ہو گئے ہیں۔سب پر نیند کی موت چھا گئی ہے۔سب نے اپنے رب کو چھوڑ دیا ہے۔کوئی نہیں جو اس کے لئے روئے، ہے کوئی جو اس کے لئے لوگوں کو جگائے"؟

کیا محبت کی تمام بستیاں اجڑ گئی ہیں؟ کیا اس کے عشق اور پیار کے گھرانے مٹ گئے ہیں؟ کیا اس کے لئے پکارنے والا کوئی نہ رہا؟ کیا اس کے گلے کے تمام رکھوالے سو گئے ہیں؟

قیامت تو یہ ہے کہ لوگوں کو ندامت تک نہیں ہوتی۔کیوں؟ اس لئے کہ گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔اس لیے کہ وقت کی قدر نہیں رہی۔اس لیے کہ احساس نہیں رہا کہ ہم کتنی تیزی سے قبر کی طرف جا رہے ہیں۔اس لیے کہ ہمیں احساس ہی نہ رہا کہ دن ہوتا ہے اور پھر رات اور پھر دن۔یہ سب کچھ کیوں ہے؟۔کیونکہ معصیت کی کثرت نے ہماری دل کی آنکھیں ہی بند کر دی ہیں۔غفلت نے بدن کی آنکھیں بند کر دی، گناہوں نے دل کی آنکھیں بند کر دیں۔اس لئے کسی کا سر شرمندگی سے نہیں جھکتا۔کسی کے گلے سے توبہ کی آواز نہیں ابھرتی۔کسی کی پیشانی سجدے کے لئے بے قرار نہیں رہی۔کوئی نہیں جو روٹھے ہوئے کو منانے کے لئے دوڑ پڑے۔کوئی نہیں جو اپنی بدحالیوں اور ہلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر آہ زاری کرے۔

فرمان الٰہی ہے کہ: (سورہ الانعام، آیت نمبر 43)

ترجمہ:''ہم نے انہیں عذاب کی تکلیفوں میں مبتلا کر کے بھی دیکھا۔پھر بھی یہ اپنے رب کے آگے نہ جھکے اور ان میں شکستگی اور عاجزی پیدا نہ ہوئی''۔ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ ہم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں؟ وہ تو خود ہی سورہ محمد، آیت نمبر 24 میں ہمیں بتلا رہا ہے کہ

ترجمہ''کیا یہ لوگ قرآن کی آیتوں پر غور نہیں کرتے یا یہ ہوا ہے کہ ان کے دلوں پر قفل لگ گئے ہیں''؟

تو کیا ہم وہ تو نہیں ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 46 میں فرماتا ہے:

ترجمہ:''اور ان کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں کہ فکر کی آنکھ بے کار ہو گئی ہے اور ان کے کان بہرے ہو گئے''۔

آہ ہمیں معلوم ہے کہ اللہ کا قانون کبھی ٹوٹنے والا نہیں اس کی سنت کبھی نہیں بدلتی اس کا یہ قانون ہے کہ آگ جلاتی ہے اور زہر کھانے سے پہلے آدمی مر جاتا ہے۔یعنی غفلت اور معصیت ہلاکت لاتی ہے اور اس کی نافرمانیوں سے عذابوں اور دردناکیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے۔اب بھی ایسا ہی ہو رہا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 62 میں وہ خود فرماتا ہے:

''یہ اللہ کا قانون ہے جس کے مطابق تمام گزری ہوئی قوموں سے سلوک ہوا۔اور اللہ کے قانون میں تم کبھی بھی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔''

پس اب ہمارے لیے صرف ایک ہی راہ ہے اور جب تک اس منزل سے نہیں گزریں گے اس وقت تک اللہ کا قہر ہم پر ٹھنڈا نہیں ہوگا اور ہم کبھی مراد اور خوش حالی کو نہ پا سکیں گے۔ہمارے سفر عمل کا پہلا قدم یہ ہے کہ ہم توبہ کریں۔توبہ، سچی توبہ اور اپنی تمام قوتوں اور طاقتوں کے ساتھ اللہ کے آگے جھک جائیں۔اس کی سرکشی اور بغاوت چھوڑیں۔من چاہی زندگی سے توبہ کر کے رب چاہی زندگی گزارنے کا عہد کریں۔اور اس کے آگے اتنا روئیں اتنا تڑپیں کہ اسے ہم پر پیار آ جائے اور پھر وہ ہمیں

پہلے کی طرح اپنی گود میں اٹھائے اور پھر وہی سب کچھ دے جس طرح پہلے کبھی دیا تھا۔

وہ تو خود کہتا ہے۔(سورہ انفال،آیت نمبر 29 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے)

ترجمہ''مسلمانو اگر تم اللہ سے ڈرنے والے ہو جاؤ تو اللہ تمام دنیا میں تمہارے لئے ایک امتیاز سربلندی پیدا کردے گا اور تمہیں بخش دے گا۔تم اس کے آگے کیوں نہیں جھک جاتے وہ تو بڑا ہی فضل کرنے والا ہے۔''

ہم نے غفلت کو خوب آزمالیا۔ہم نے نافرمانیوں کی صدیوں تک کڑواہٹ چکھی۔ہم نے گناہوں کے پھلوں سے اچھی طرح اپنے دامن کو بھرلیا۔ہم نے دیکھ لیا کہ ایک اللہ کی چوکھٹ سے سرکشی پر کس طرح ساری دنیا ہمارے ساتھ سرکش ہوگئی۔آیئے اب اطاعت کا مزہ چکھ لیں۔گناہوں کو آزما چکے ہیں۔آئیں اب سچائی اور تقویٰ کو بھی آزمالیں اور دیکھیں کہ مالک اور خالق ہمیں کس انداز میں اپنی طرف بلا رہے ہیں۔وہ تو خود سورۃ مائدہ،آیت نمبر 74 میں ہم سے کہتا ہے۔

ترجمہ:''پھر کیا ہے کہ اب بھی تم اللہ کے آگے نہیں جھکتے اور توبہ واستغفار نہیں کرتے۔حالانکہ اللہ تو بڑا ہی بخش دینے والا اور بڑا ہی رحمت فرمانے والا ہے۔''

اگر ہم غور کریں۔آنکھیں کھولیں۔تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ اگر ہمیں آنکھیں دی گئیں ہیں تو اُس کو دیکھنے کے لئے دل دیا گیا ہے تو اِس لیے کہ اُس کی محبت میں تڑپے۔آنسو دیئے گئے ہیں تو اس لئے کہ اُس کی یاد میں بہائے جائیں،اپنے گناہوں پر رویا جائے۔اگر ہماری پیشانی بلند کی گئی ہے تو اس لئے کہ صرف اور صرف اُس کے آگے جھکے۔لیکن ہم تو دیکھتے ہیں کہ ہماری زبانیں اس کی حمد وثناء سے محروم ہوگئیں ہیں۔ہمارے دل اس کی محبت نہ ہونے کی وجہ سے اجڑ گئے ہیں۔ہماری مسجدیں منتظر ہیں کہ راستبازی کی تڑپتی ہوئی نمازیں ان کو نصیب ہوں۔مگر حیوانوں اور چوپایوں کے کھڑے رہنے اور اوندھے ہو جانے کے سوا وہاں کچھ اور نہیں ہوتا۔یاد رہے کہ اللہ ہمارے کھڑے رہنے اور گر پڑنے کا بھوکا نہیں ہے اور اگر صرف پاؤں پر کھڑا رہنا ہی عبادت ہوتا تو جنگلوں کے درختوں سے زیادہ ہم کھڑے نہیں رہ سکتے۔فرمان الٰہی ہے۔(سورۃ الماعون آیت نمبر 4 اور 5)

ترجمہ:''خرابی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں''۔

(سورۃ النساء آیت نمبر 142)

ترجمہ:''اور جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو کسمساتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اور خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں''۔

ہم سب سو چکے ہیں۔لیکن اب بھی وقت ہے اب ہمیں اٹھ جانا چاہیے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ مہلت دی ہے جس سے بڑھ کر آج تک زمین کی کسی مخلوق کو مہلت نہیں دی گئی۔کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہم سے اپنا رشتہ کاٹ لے اور پھر ہماری جگہ کسی اور کو اپنی چاہتوں اور محبتوں کا تاج پہنا دے۔وہ ہمیں بار بار تنبیہ بھی تو کرتا ہے۔

سورہ انعام آیت نمبر 133 میں فرماتا ہے۔

ترجمہ''اور تمہارا پروردگار بے پرواہ ہے۔اور فیاض ہے اگر وہ چاہے تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے گا اور تمہارے بعد کسی دوسری جماعت کو منتخب کرے گا۔جس طرح سے خود تم کو(دوسرں کے بعد)دوسروں میں سے منتخب کیا''۔

یقین کرو کہ وہ ہمارا محتاج نہیں ہے۔اس کی کائنات انسانوں سے بھری پڑی ہے۔اس کی دنیا اپنے چاہنے والوں سے بھری پڑی ہے۔وہ ہماری حمد وثناء کا بھی محتاج نہیں۔زمین وآسمان کی ہر چیز اور ہر ذرہ اس کی حمد میں مشغول ہے۔وہ اگر چاہتا تو اپنے کلمہ حق کی پکار کے لیے درختوں کو چلا دیتا،پہاڑوں کو متحرک کر دیتا،کنکروں اور خاک کے ذروں کے اندر سے صدائیں اٹھنے لگتی۔لیکن وہ فاسق(گناہ گار)فاجر(نافرمان)لوگوں سے کبھی کام نہ لے گا۔اور اپنے پاک کام کی عزت کو ناپاکوں کی گندگی سے کبھی آلودہ نہ کرے گا۔وہ تو صاف اعلان کرتا ہے کہ:

ترجمہ:''اے مسلمانوں تم میں سے جو شخص دین حق کی راہ سے پھر جائے گا تو قریب ہے کہ وہ ایک قوم نمایاں کرے جو اللہ کو چاہنے والی ہو اور اللہ ان سے پیار کرے۔مومنوں کے آگے نہایت عاجز اور نرم ہوں گے۔پر دشمنان حق کے لئے نہایت مغرور ور سرکش۔وہ اللہ کی راہ کے بے خوف مجاہد ہوں گے۔اور کسی الزام دینے والے کے الزام کی پرواہ نہ کریں گے۔یہ اللہ کا بڑا فضل ہے جس کو چاہے چن لے۔وہ بڑا ہی فضل وکرم کرنے والا ہے''۔(سورہ مائدہ۔آیت نمبر 54)

زندگی امید اور کوشش(سعی)ہے۔موت(نیند)مایوسی اور ترک سعی۔پس اگر ایک بدبخت نے یہ فیصلہ کر ہی لیا ہے کہ اللہ کے پاس اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تو پھر اس کے لئے کیا باقی رہ گیا؟لیکن نہیں ایمان نام ہی امید کا ہے اور مومن وہ ہے جو مایوسی سے کبھی آشنا نہیں ہوتا۔لغزشوں اور گناہوں

کا ہجوم ہمیں کتنا ہی گھیرے ہم توبہ کریں گے۔ کیونکہ ہمیں تو یہی بتایا گیا ہے کہ مومن تو نہ دنیا کی ناکامی سے مایوس ہوسکتا ہے نہ آخرت کی نجات سے۔

ہمیں بتادیا گیا ہے کہ دنیا کی مایوسی موت ہے اور آخرت کی مایوسی (شقادت) بدبختی۔ پس آنکھ کھولنے کی دیر ہے۔ آنکھیں کھولیں، غفلت کی نیند سے جاگیں (اب بھی وقت ہے) ہمیں دونوں جگہ رحمت الٰہی نظر آئے گی۔ ہر جگہ اس کا کرم اور فضل ہی فضل ہے۔

کسی بھی وجود کی حقیقت نہیں مٹتی صرف صورت مٹتی ہے۔ یہاں جو چیز اپنا وجود پالے گی اس کی حقیقت کبھی ختم نہیں ہوگی۔ ہماری کم عقلی ہے کہ ہم اس کی صورت کے مٹ جانے کو اس کی حقیقت کا مٹ جانا تصور کر لیتے ہیں۔ مثلاً ایک درخت ہے۔ درخت ایک حقیقت ہے۔ ہم اس درخت کو چیر کر اس کے تختے بنا لیتے ہیں۔ اب درخت ختم ہوگیا تختہ پیدا ہوگیا۔ مگر جو چیز ختم ہوگئی وہ کیا تھی۔ حقیقت یا صورت تو وہ حقیقت تھی۔ تختہ صورت ہے۔ اب درخت میں جو تبدیلی ہوئی ہے وہ صرف صورت کی ہوئی ہے۔ کیونکہ حقیقت تختے کی بھی وہی ہے جو درخت کی ہے۔ اب تختے کو جلادیں تختہ نابود ہوجائے گا۔ راکھ بن گئی، راکھ کو اڑادیں، راکھ نابود ہوگئی (ختم ہوگئی) ذرات پیدا ہوگئے۔ ان تمام حالتوں میں جو تبدیلی آئی ہے۔ وہ محض صورت کی آئی ہے۔ اگر ہم ان منتشر ذرات کا تعاقب کرتے رہتے تو ہم دیکھتے رہتے کہ صورت بدلتی رہتی ہے، حقیقت نہیں بدلتی۔ اس طرح زمین پر موت کے وقت تبدیلی یا کسی چیز کے ختم ہونے پر تبدیلی صرف صورت کی ہوتی ہے۔ حقیقت کی نہیں ہوتی۔ اس طرح موسم تبدیل ہوتے ہیں۔ ایک کے بعد دوسرا موسم آجاتا ہے۔ اسی طرح دن رات تبدیل ہوتے ہیں۔ دن کے بعد رات آجاتی ہے۔ موسموں اور دن رات کی تبدیلی کی طرح ہی تبدیلی کائنات کا بھی ایک موسم آئے گا۔

موسموں کی تبدیلی کا معاملہ کیا ہے؟ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ خزاں ہے، بہار ہے، خوش حالی ہے، سیرابی ہے، گرمی ہے، سردی ہے، مختلف موسم آتے رہتے ہیں۔ موسم بدلتے ہیں۔ انسان بدلتے ہیں، حقیقت کائنات تو وہی رہتی ہے نا۔ کیونکہ تبدیلی کا ایک الگ موسم ہے۔ اس کی مدت کوئی بڑی ہی طولانی مدت ہے۔ اتنی لمبی کہ ہمارے وقت شماری کا پچاس ہزار سال اس کا ایک دن ہوگا (روز محشر)۔

ہماری زمین جب خشک ہوجاتی ہے اور زمین جب دوبارہ زندگی چاہتی ہے۔ تو رب کی طرف سے اس کی محرک بارش ہوتی ہے۔ بارش گرتی ہے اور اموات نباتاتی کو زندگی کا حکم مل جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جب تبدیلی کائنات کا وہ مقررہ موسم آئے گا۔ تو بارش ہی کی طرح کا زندگی کا کوئی صور پھونک دیا جائے گا۔ اور اس کے حکم کے ساتھ ہی تمام اموات انسانی اٹھ کھڑی ہوں گے۔

حق تعالیٰ کی سچائی کا نقارہ بجا دیا گیا ہے۔ اب جس کا جی چاہے مانے، جس کا جی نہ چاہے نہ مانے۔ جو مانیں گے ان کے لئے اجر ہوگا۔ جو نہ مانیں گے انکے لیے حسرت، پچھتاوا اور پھر عذاب۔ اب بھی وقت ہے کہ آنکھیں کھول دیں۔ کروٹ لیں اور جاگ جائیں۔ توبہ کریں کہ اللہ ہمیں اتنی لمبی غفلت کی نیند پر معاف کردے اور عذاب عظیم اور عذاب علیم سے بچالے (آمین)

سچی توبہ کے لئے روزانہ صرف 24 مرتبہ یَاتَوَّابُ پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سعیاً مَشْکُوْرًا وَّ ذَنْباً مَغْفُوْرًا وَّ عَمَلاً وَّ صَالَحاً مَقْبُوْلَہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

****

قرآن پاک کی روشنی میں قوموں کے زوال کے اسباب

قرآن مجید میں ایک قاعدہ اور کلیہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (ظالم نہیں) ظلم نہیں کرتا کہ کسی قوم کو خواہ مخواہ برباد کردے جبکہ وہ نیکو کار ہوں۔

سورہ ہود آیت نمبر 117 میں فرمان الٰہی ہے: ترجمہ: ''تیرا رب ایسا نہیں ہے کہ بستیوں کو تباہ کردے۔ حالانکہ اس کے باشندے نیک عمل کرنے والے ہوں''۔

ہلاک اور برباد کرنے سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ بستیوں کے گھر الٹ دیئے جائیں اور آبادیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ بلکہ ایک صورت یہ بھی ہے کہ قوم کا اتحاد ختم کردیا جائے۔ ان کی اجتماعی قوت توڑ دی جائے ان کو محکوم، مغلوب اور ذلیل وخوار کردیا جائے۔ قاعدہ مذکورہ کی بنا پر بربادی اور ہلاکت کی تمام اقسام میں سے کوئی بھی قسم کسی قوم پر نازل نہیں ہوسکتی۔ جب تک کہ وہ چین اور اصلاح کے راستے کو چھوڑ کر شر وفساد اور سرکشی اور نافرمانی کے طریقوں پر نہ چلنے لگے اور اس طرح خود اپنے اوپر ظلم نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قاعدے کے تحت جہاں کہیں کسی قوم کو مبتلائے عذاب کرنے کا ذکر فرمایا ہے وہاں اس کا جرم بھی ساتھ ساتھ بیان فرمایا ہے۔ تاکہ لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہوجائے کہ یہ عذاب ان کی اپنی ہی شامت اعمال کی وجہ سے آیا ہے۔ جو ان کی دنیا اور آخرت کی خرابی کا باعث بن گیا ہے۔ مثلاً

1- سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 40 ترجمہ: ''ہر ایک قوم کو ہم نے اس کے قصور ہی میں پکڑا ہے اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے''

2- سورہ ہود، آیت نمبر 117 ترجمہ: ''اللہ ظالم نہیں کہ کسی قوم کو خواہ مخواہ تباہ کردے جبکہ وہ نیکو کار ہوں''۔

قرآن پاک میں صاف صاف بتایا ہے کہ کس طرح ان دعوتوں کا ظہور ہوا؟ دعوت کی بنیادی امور اور اعلانات، تزکیہ اور تبشیر، احوال وانداز، ردوقبول اور آخری نتائج تک میں کامل یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ہر زمانے میں دعوتیں ظہور میں آئیں۔ سب نے اپنے اپنے دور میں دعوت حق کا انکار کیا۔ سب نے ہنسی اڑائی۔ سب نے افترا باندھے سب نے دلیلوں سے اعتراض کیا۔ سب نے صداقت اور نور ہدایت سے آنکھیں بند رکھیں۔ سب نے سرکشی، تکبر اور ضد وعناد سے حق کی راہ روکنے کی کوشش کی۔ سب نے دلائل کا جواب ظلم سے دیا۔ سب کو قانون مہلت کے مطابق ایک خاص مدت تک مہلت دی گئی تاکہ روشنی اور تاریکی میں امتیاز کرسکیں۔ اس راہ میں اگر کچھ لوگوں نے دعوت حق کو قبول کیا تو وہ سب بے نوا اور سوسائٹی کے نچلے طبقے کے لوگ تھے۔ سب سرداروں اور لیڈروں نے ہمیشہ مخالفت کی جنھوں نے مانا وہ بہت کم اور کم طاقت والے تھے اور جنھوں نے نہ مانا وہ بہت زیادہ اور زیادہ طاقتور واثر ورسوخ والے لوگ تھے۔

اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے کہ کسی قوم کو خواہ مخواہ تباہ کردے جبکہ وہاں نیکو کار موجود ہوں- قرآن پاک سورہ ہود، آیت نمبر 117 میں ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: ''تیرا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو تباہ کردے حالانکہ اس کے باشندے نیک عمل کرنے والے ہوں''-

نبیوں کی تبلیغ کے نتائج ہمیشہ ایک جیسے رہے، مومنوں نے نجات پائی اور ان کو بچا لیا گیا۔ سرکشوں کے لیے ہلاکت مقدر ہوگئی۔ پھر ایک خاص بات یہ ہے کہ ہمیشہ ہی ایسا ہوا کہ ہلاکت اور بربادی کا سبب انفرادی شر وفساد نہیں ہوتا بلکہ اجتماعی اور قومی شر وفساد ہوتا ہے۔ اگر مجموعی طور پر قوم کا دینی اخلاق اتنا بلند ہو کے افراد کی برائیاں اس دینی اخلاقی معیار کے اثر سے دبی رہیں تو افراد خواہ الگ الگ کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوں قوم بحیثیت مجموعی سنبھلی رہتی ہے اور ایسا فتنہ عام برپا نہیں ہوتا جو پوری قوم ہی کو تباہ وبرباد کردے مگر جب اعتقاد اور عمل کی خرابیاں افراد سے نکل کر پوری قوم میں پھیل جاتی ہیں اور قوم کا دینی اور اخلاقی معیار اتنا گر جاتا ہے کہ اس میں خیر و اصلاح کے بجائے شر وفساد کو پھلنے اور پھولنے کا موقعہ ملنے لگے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت ان سے پھر جاتی ہے اور وہ عزت کے مقام سے ذلت کے مقام کی طرف گرنے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اور غضب اس پر بھڑک اٹھتا ہے اور پھر اس قوم کو بالکل تباہ وبرباد کردیا جاتا ہے۔

قرآن پاک میں اس کی بے شمار مثالیں بیان کی گئی ہیں۔

1۔ قوم نوح:- قوم نوح کو اس وقت برباد کردیا گیا جب اعتقاد اور عمل کی خرابیاں ان میں جڑ پکڑ گئیں اور پھر زمین میں پھیلنے لگیں اور یہ امید ہی باقی نہ رہی کہ اس شجر سے کبھی کوئی اچھا پھل پیدا ہوگا۔ آخر کار مجبور ہو کر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

ترجمہ: ''اے میرے پروردگار زمین پر ان کافروں میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے بلکہ ان کی نسل سے جو پیدا ہوگا بدکار اور کافر ہی پیدا ہوگا'' (سورہ نوح آیت نمبر 27-26)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ایک کشتی بنانے کا حکم دیا، کشتی بن کر تیار ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو

کشتی میں بیٹھنے کے لیے کہا اس کے بعد آسمان نے پانی برسایا اور زمین نے پانی اگلا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ کشتی اس پانی میں تیرنے لگی، حضرت نوح علیہ اسلام کی یہ کشتی عراق میں جودی پہاڑ پر جا کر رکی اور باقی تمام قوم ڈوب کر ہلاک ہوگئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو **پانی کا عذاب** ہوا۔

2۔قوم عاد:۔ عاد ایک بڑی ہی زبردست طاقتور قوم کا نام ہے یہ حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے اُرم کی اولاد تھے۔ اس قوم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ھود علیہ السلام کو جو عاد کے جدی بھائی تھے بھیجا۔ قوم عاد کو اس وقت تباہ کیا گیا۔ جب شر وفساد نے ان کے دلوں میں یہاں تک گھر کر لیا تھا کہ شریر اور مفسد اور ظالم ان کے لیڈر اور حاکم بن گئے اور اہل خیر واصلاح کے لیے نظام اجتماعی میں کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔ یہ اپنی بدنی قوت اور ڈیل ڈول پر اتراتے تھے اور انہوں نے حضرت ھود علیہ السلام کی کوئی بات نہ مانی۔ سورہ ہود آیت نمبر 59 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: ''اور یہ عاد ہیں جنہوں نے اپنے رب کے حکم سے انکار کیا۔ رسولوں کی نافرمانی کی اور ظالم وجابر کا حکم مان کر اس کی راہ پر چلے''

عاد بڑے فسادی لوگ تھے۔ یہ بڑے قدآور اور طاقتور تھے، کمزوروں پر طرح طرح کے ظلم کر کے ان سے بیگار لیتے تھے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے ان کو بہت سمجھایا کہ اپنی طاقت پر جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اتنا نہ اتراؤ۔ اللہ تم سے زیادہ طاقتور ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ کیا تم اللہ کے غضب سے نہیں ڈرتے؟ قوم عاد کے لوگوں نے جواب دیا ''اے ہود تو تو بالکل عقل سے خالی معلوم ہوتا ہے کہ جمے جمائے نظام کو ختم کر کے ایک انوکھا اور نیا نظام ایک واحد اللہ کا نظام لانا چاہتا ہے'' اس پر حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا ''تم لوگ سرکشی اور نافرمانی سے نہیں باز آؤ گے تو اللہ اپنا عذاب لے آئے گا''۔ انہوں نے جواب دیا۔ ''اے ہود ہم عذاب بھگتنے کے لیے تیار ہیں''۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک تیز قسم کی آندھی ان پر عذاب کی صورت میں بھیجی اور سوائے حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے تمام لوگ ختم ہو گئے۔ یہ لوگ آندھی میں ایک دوسرے سے ٹکرا ٹکرا کر مر گئے۔ **قوم عاد پر آندھی کا عذاب آیا۔**

3۔قوم ثمود:۔ یہ ایک قوم کا نام ہے جو حجاز اور یمن کے درمیان اس علاقے میں رہتی تھی جس کو حجر کہتے ہیں۔ قوم عاد کے تباہ ہونے کے بعد اس قوم کو عروج ملا یہ بھی قوم عاد کی طرح تندرست اور توانا لوگ تھے اور ان میں بھی وہی خرابیاں پائی جاتی تھیں۔ جو ایک متکبر قوم کو تباہ کرنے کے لیے کافی ہوتی ہیں۔ اس قوم کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو سمجھایا کہ فخر، تکبر اور بت پرستی کو چھوڑ دو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ اختیار کر و اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ لیکن یہ لوگ نہ مانے اور پھر خواہش کی کہ ''اے صالح ہم تیرے رب پر ایمان لے آئیں گے بشرطیکہ تو وہ سامنے کی پہاڑی سے ایک اونٹنی کو ہمارے سامنے نکال اور وہ چلتی ہوئی ہمارے پاس آ جائے''۔ حضرت صالح علیہ السلام نے دعا کی۔ اور سامنے کی پہاڑی سے ایک اونٹنی چلتی ہوئی آئی اور حضرت صالح علیہ السلام کے پاس آ کھڑی ہوئی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ ایک دن یہ پانی پیا کرے گی اور ایک دن تمہارے جانور اور دیکھو اس کو کوئی تکلیف نہ دینا ورنہ عذاب الٰہی آ جائے گا۔ لیکن ایک بدبخت نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں اور کہا ''اے صالح اب اپنا عذاب لے آ جو تو ہم کو ڈرانے کے لیے کہتا رہتا ہے''۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ایک زبردست قسم کی چیخ اور زلزلہ کو ان پر مسلط کیا اور تمام کے تمام وہیں ڈھیر ہو کر رہ گئے۔ حضرت صالح علیہ السلام اور انکے رفقاء بچ گئے۔ **اس قوم کو چیخ اور زلزلہ نے پکڑا۔**

4۔قوم لوط:۔ قوم لوط کو اس وقت تباہ کیا گیا جب ان کا اخلاقی شعور اس قدر گند ہو گیا اور ان میں بے حیائی یہاں تک بڑھ گئی کہ اعلانیہ مجلسوں اور بازاروں میں فحاشی کا ارتکاب کیا جانے لگا۔ سدوم والے ایک ایسا گندہ، خلاف فطرت اور بے حیائی کا کام کرتے تھے جن کے وہ خود ہی موجد تھے۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے، بھیجا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آذر بت پرست اور بت تراش کو چھوڑ کر عراق سے شام کی طرف ہجرت کی تو حضرت لوط علیہ السلام بھی شام چلے آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں چلے گئے اور حضرت لوط علیہ السلام اردن چلے گئے۔ وہاں پر اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام دے کر سدوم جو وہاں کا ایک شہر ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کو اس قوم کی گندی عادت سنوارنے کے لیے بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو خصوصی طور پر اس نئی بیماری سے روکنے کے لیے قوم کی طرف بھیجا تھا۔ یعنی سدوم والوں نے ایک نئی فحاشی اور غیر فطری تعلق کو اپنایا۔

انہوں نے عورتوں سے تعلق رکھنے کی بجائے مردوں اور لڑکوں نے ایک دوسرے سے تعلق رکھنا شروع کر دیا اور یہ بے حیائی حد سے بڑھ گئی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو اس فحاشی کی تباہ کاری سے آگاہ کیا تو ان کی قوم نے طے کیا کہ حضرت لوط علیہ السلام ہی کو یہاں سے نکال دیتے ہیں یہ بڑا پاک بنا پھرتا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے رفقاء کو اللہ تعالیٰ نے بستی سے نکل جانے کو کہا اور بتا دیا کہ تمہاری بیوی تمہاری وفادار نہیں ہے۔ اس لیے اس پر بھی عذاب الٰہی آئے گا۔ جب حضرت لوط علیہ السلام صبح ہونے سے پہلے اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر نکل آئے تو فرشتے اس بستی کو اٹھا کر آسمان پر لے گئے اور وہاں جا کر بستی کو الٹ دیا۔ اور پھر ان پر پتھروں کی بارش ہوئی

اور ساری قوم سنگسار ہوگئی۔ ہر پتھر پر اس شخص کا نام لکھا تھا جس پر اس پتھر کو گرنا تھا۔ اللہ کے عذاب سے کون بچ سکتا ہے؟ **اس قوم کو آسمان سے الٹ کر سنگسار کیا گیا۔**

5۔ اہل مدین :- مفسرین کا خیال ہے کہ یہ ایک جگہ کا نام ہے لیکن اکثر کا خیال ہے کہ یہ ایک معزز شخص کا نام ہے۔ مدین والوں پر اس وقت عذاب آیا جب پوری قوم خائن، بدمعاملہ اور بے ایمان ہوگئی۔ کم تولنا اور زیادہ لینا ان کے نزدیک عیب ہی نہ رہا۔ قوم کا اخلاقی معیار اس قدر گھٹ گیا کہ جب کوئی ملامت کرتا تو ان کو سمجھ ہی نہ آتا کہ کس بات پر ملامت کی جارہی ہے وہ بدکاریوں کو برا نہ سمجھتے تھے بلکہ جو ان کو ان حرکات پر برا کہتا۔ اس کو ہی غلط اور لائق ملامت خیال کرتے وہ فسادی اور ظالم تھے۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا تھا۔ سورۃ ہود میں آیت نمبر 85،91 میں فرمان الٰہی ہے۔

ترجمہ: ''(شعیب نے کہا) اور اے میری قوم کے لوگو انصاف کے ساتھ ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ''۔ انہوں نے جواب دیا۔ ''اے شعیب تو جو باتیں کرتا ہے ان میں سے اکثر ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تجھے اپنی قوم میں کمزور پاتے ہیں۔ اگر تیرا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تجھے سنگسار کر دیتے''۔ حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر دوسری بستی میں چلے گئے اور ان کے بعد ان کو ایک زلزلے نے آ پکڑا اور یہ صبح کو اپنے گھروں کے اندر اوندھے پڑے رہ گئے' اور وہ جنہوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا گویا وہ کبھی وہاں بستے ہی نہ تھے۔ **ایک زبردست زلزلے سے ہلاک کر دیئے گئے۔**

6۔ قوم فرعون :- حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ایک بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ ان کے بڑے بھائیوں کو اپنے والد کا اس چھوٹے بھائی سے اتنی محبت کرنا پسند نہ تھا اس لیے یہ بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک کنویں میں ڈال آئے اور وہاں سے کسی نے نکال کر مصر میں فروخت کر دیا۔ ایک شخص عزیز مصر نے ان کو خرید لیا۔ لیکن جب بڑے ہوئے تو اس کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوگئی وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ برا کام کرنا چاہتی تھی۔ لیکن جب حضرت یوسف علیہ السلام نہ مانے تو حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کروا دیا۔ کافی سالوں کے بعد مصر کے بادشاہ (فرعون) نے ایک خواب دیکھا اور تعبیر کسی کو معلوم نہ ہوئی۔ تو کسی نے حضرت یوسف علیہ السلام کا بتایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ٹھیک تعبیر بتائی تو بادشاہ نے ان کو اپنا وزیر بنا لیا اور بعد میں خود اس نے بادشاہی چھوڑ دی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بادشاہی دے دی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام اور اپنے بھائیوں کو بھی یہاں اپنے پاس بلا لیا۔ بارہ بھائی یہاں آ کر آباد ہو گئے اور پھر آہستہ آہستہ یہ بارہ بڑے خاندان بن گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے فوت ہونے کے بعد بادشاہی پھر فرعونیوں نے لے لی اور فرعون بادشاہ بن گیا (فرعون کا مطلب بادشاہ) اب ان لوگوں نے بنی اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم کرنے شروع کر دیئے۔ انہیں غلام بنایا، ان سے مزدوری کروائی، ان سے بیگار لیتے، پھر وہاں کے فرعون نے خواب دیکھا کہ بنی اسرائیل نے ان کے ساتھ بڑا ہی برا سلوک کیا ہے۔ تعبیر معلوم کی تو فرعون کو بتایا گیا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو فرعونیوں کو ختم کر دے گا۔ اس پر فرعون نے اعلان کیا کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والا ہر بچہ قتل کر دیا جائے۔

دس سال تک ایسا ہوتا رہا۔ دس سال کے بعد انہیں خیال آیا کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو غلام، مزدور اور گھریلو ملازم کہاں سے آئیں گے؟۔ اس لیے یہ اعلان کیا گیا کہ ایک سال بچے مارے جائیں اور ایک سال چھوڑے جائیں۔ اس طرح جو چھوڑنے کا سال تھا اس میں حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے اور جو مارنے کا سال تھا اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے صندوق میں رکھ کر پانی میں بہا دیا اور یہ صندوق بادشاہ (فرعون) کے محل کے سامنے سے گزرا تو فرعون اور اس کی بیوی آسیہ نے یہ صندوق اٹھا لیا اور بچہ پالنے کا فیصلہ کیا۔ اب دودھ پلانے کے لیے جس عورت کا انتخاب کیا گیا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں ہی تھیں۔ اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بادشاہ کے محل میں پرورش پائی اور دودھ اپنی ماں کا پیا۔ بڑے ہوئے تو معلوم ہوا کہ یہ میری ماں ہے اور بنی اسرائیل کے ظلم دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ اسلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل کو لے کر سمندر عبور کرنے کا حکم دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر کے کنارے پہنچ کر اپنا عصا پانی پر مارا۔ پانی دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ حضرت موسیٰ علیہ اسلام اور بنی اسرائیل اس راستے کے ذریعے پار چلے گئے۔ فرعون اور اس کا لشکر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کرتا ہوا پیچھے آ رہا تھا۔ انہوں نے راستہ دیکھا تو فرعون اور پورے لشکر نے اپنے گھوڑے اس راستے میں اتار دیئے اور جب پورا لشکر پانی میں اتر آیا تو اللہ کے حکم سے پانی آپس میں مل گیا اور فرعون اور اس کا لشکر پانی میں ڈوب گیا۔ فرعون نے مرتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آواز دے کر کہا کہ 'میں ایمان لاتا ہوں تیرے رب پر' لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب توبہ کا وقت نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کی لاش کو تا قیامت محفوظ کر دیا اور آج بھی یہ لاش مصر میں نمونہ

عبرت موجود ہے۔

بنی اسرائیل کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دُعا کی تھی کہ "اُن کو دُنیا میں اور آخرت میں برتر اور معزز قوم بنایا جائے"۔اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ "عزت اور برتری نسل اور قومیت پر نہیں بلکہ اللہ کی فرمانبرداری پر ہے"۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک سورہ آل عمران، آیت نمبر 11 میں ارشاد فرماتے ہیں

ترجمہ: "اُن میں کچھ نیک بھی تھے، لیکن اکثر نافرمان اور فاسق تھے-"

بنی اسرائیل ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ہی رہے اور ان کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔تورات اُن کے پاس تھی اُنہوں نے اس کو روپیہ کمانے کا ذریعہ بنالیا کسی نے ٹوکا تو کہہ دیا کہ "ہم نبیوں کی اولاد ہیں"۔کبھی کہتے کہ "آگ تو ہمیں چھوئے گی بھی نہیں۔اگر چھوئے گی بھی تو چند دن" اور اس طرح گناہ پر دلیر ہوتے گئے۔نذرانے اور تحائف نے ان کے علماء کو لالچی اور حریص بنا دیا۔علماء امرا کی مرضی کی باتیں کرنے لگے، دُنیا کے منافع کے لیے کتاب تورات کے احکامات کو کچھ سے کچھ بنا دیتے۔جب کتاب ان کو دی گئی تھی تو کوہِ طور اُن کے سروں پر اُٹھا کر اقرار لیا گیا تھا کہ جو کچھ اس میں ہے بالکل اِسی طرح اِس کے احکامات کی پیروی کی جائے اور اُنہوں نے یہ عہد کیا تھا۔یہاں پر جبراً منوانے کے لیے کوہِ طور نہیں اُٹھایا گیا تھا بلکہ یہاں مقصد یہ تھا کہ جس بات کے ساتھ کوئی انوکھی بات لگا دی جائے تو وہ بھولی نہیں جا سکتی۔

یہودیوں سے اطاعت الٰہی اور تورات کے احکامات کی پابندی کا عہد لیا گیا تھا۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی رسالت کے بعد قرآن پاک کے ذریعے انہیں دوبارہ اس عہد کی یاد دلائی گئی۔اب ان کو پھر موقع دیا گیا کہ وہ عہد جو اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا وہ اگرچہ انہوں نے توڑ دیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ عہد قائم ہے (عہد الست)۔اور اب بھی اگر وہ اپنے عہد کو پورا کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ (وعدہ جزا) بدستور پورا کر دے گا۔وہ عہد ان سے اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ وہ پوری طرح اسلام میں داخل ہو جائیں اسکے بعد اللہ تعالیٰ ان کو وہی مرتبہ عطا کر دے گا۔جس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لیے درخواست کی تھی اور وہ اس شرط پر قبول ہوئی تھی کہ وہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کریں گے۔اس عہد کی پابندی کریں گے تو اُنہیں اسلام کے حلقہ بگوش ہونا لازم آتا ہے اس طرح یہ عہد کچھ اس طرح ہوئے۔

ا۔عالم ارواح کا عہد (عہد توحید) 2۔تمام انبیاء کی تابعداری کا عہد

3۔اسلام میں داخل ہونا (یعنی نبی آخر الزماں، تمام سابقہ اقوام اور تمام انبیاء کرام علیہ السلام کی تابعداری کا عہد)

ہمیں بنی اسرائیل کے حالات سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ہمیں ان خاص خاص باتوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔جن کی وجہ سے بنی اسرائیل اس دنیا میں انسانوں کے رہنما بننے سے محروم ہوئے اور اس وقت سوائے تخریب فسادات ِانسانیت اور اشاعتِ فتنہ وفساد کے اور کوئی کام اس دُنیا میں ان کا نہیں ہے۔ان میں کیا کیا خرابیاں اور نقائص تھے۔

ا۔اس دُنیا کی زندگی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے تھے۔ ب۔اُن کو مال و دولت جمع کر کے رکھنے کی لت پڑ گئی تھی۔ ج۔نافرمانی اور سرکشی میں مست رہتے تھے۔

د۔متکبر اور اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرتے تھے۔اپنے آپ کو نبیوں کی اولاد کہلانے میں فخر کرتے تھے۔اور باپ دادوں کے اعمالوں پر بھروسہ کرتے تھے۔

مندرجہ بالا تمام کام انسان کو دُنیا میں اُلجھائے رکھنے اور بدن کو دُنیا کے کام اور لالچ، فخر و تکبر، فتنہ و فساد میں مبتلا رکھنے کے لیے ہوتے ہیں۔بدن جب ان چیزوں میں غرق رہے گا تو روح کی آنکھ کیسے کھلے گی؟

کیسے اپنے عہد یاد آئیں گے؟ کیسے احکامات کی طرف توجہ جائے گی؟ کیسے اللہ تعالیٰ کے احسانات نظر آئیں گے؟ کیسے انسان اللہ کا فرمانبردار بنے گا؟

اور جب یہ سب کچھ نہ ہوگا تو نافرمان، فاسق اور فاجر بن کر دین و دنیا کے خسارے میں پڑ جائیں گے۔ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اُمتِ مسلمہ میں وہ اوصاف پیدا نہ ہونے دے جو بنی اسرائیل میں تھے اور ان کے دین و دنیا میں خسارے کا سبب بنے۔اللہ تعالیٰ اُمتِ مسلمہ کو دین و دُنیا میں سُرخروئی نصیب فرمائے-

(آمین ثم آمین)

****

رحمت کے فرشتے

رحمت کے فرشتوں کا نزول کوئی معمولی بات نہیں۔اور نہ ہی رحمت کے فرشتے ہر ایک کے پاس آتے ہیں۔ بلکہ چند خوش نصیب افراد ایسے ہوتے ہیں جن کے نیک اعمال کو شرف وعزت سے نوازتے ہوئے رب تعالیٰ ان پر رحمت کے فرشتوں کو نازل فرما دیتے ہیں۔اور یہ بہت ہی بڑی سعادت کی بات ہے۔ یاد رہے کہ دنیا میں دو طرح کے لوگ ہیں۔

1 ایسے بدنصیب جن کی بداعمالیوں کی وجہ سے آسمان سے لعنتیں نازل ہوتی ہیں اور ہر قسم کی ذلت ورسوائی اور پھٹکاران کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

2 ایسے خوش نصیب جن کے اچھے اعمال کی وجہ سے ان کی عزت افزائی کے لئے آسمان سے رحمت کے فرشتوں کی جماعت حاضر کردی جاتی ہے۔

بخاری اور مسلم سمیت احادیث مبارکہ کی تمام کتابوں میں ایسی روایات موجود ہیں جن میں واضح طور پر صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ پر فرشتوں کا نزول ہوا۔ بلکہ کئی نیک بندوں کے ساتھ رحمت کے فرشتے ہم کلام بھی ہوئے۔مسند احمد کی صحیح حدیث میں رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک صحابیؓ کے گھر افطاری کی اور بعد میں مندرجہ ذیل دعا کی۔

ترجمہ:''روزہ دار تمہارے ہاں افطاری کریں اور نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں۔اور رحمت کے فرشتے تم پر اتریں۔''(مسند احمد، جلد 7، حدیث نمبر 7433)

رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی اس دعا سے جہاں فرشتوں کے نزول کی اہمیت اور فضیلت واضح ہوتی ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نیک بندوں پر رحمت کے فرشتوں کا نزول برحق ہے۔

رحمت کے فرشتے کن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں؟

1. **اللہ تعالیٰ کو رب مان کر ثابت قدم رہنے والوں پر فرشتے اترتے ہیں:**-سورۃ حٰم سجدہ آیت نمبر 30
2. **ایمانی کیفیت جب عروج پر ہوتی ہے تو رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:**۔(صحیح مسلم)
3. **مومن اور اصحاب توکل لوگوں کی مدد کے لئے مشکلات میں فرشتے اترتے ہیں:**۔(صحیح بخاری)
4. **نیک لوگوں کی نماز جنازہ کے لئے رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:**-(سنن ابی داؤد، جلد 3، حدیث نمبر 3177)
5. **مسجد میں قرآن پاک کی تلاوت اور اس کے پڑھنے پڑھانے پر فرشتے اترتے ہیں:**۔(سنن ابی داؤد، جلد دوم، حدیث نمبر 1455)
6. **رات کو تلاوت قرآن پاک کرنے والے پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:**۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 5018)
7. **اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حمد وثنا کرنے والے پر فرشتے اترتے ہیں:**-(سنن نسائی)
8. **اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کو نکلنے پر فرشتے اترتے ہیں:**۔(صحیح مسلم)
9. **رات کو باوضو سونے پر رحمت کا فرشتہ نگران مقرر ہوتا ہے:**۔(الترغیب والترہیب، صحیح الجامع صغیر)
10. **رات کو سوتے وقت آیت الکرسی پڑھنے والے پر رحمت کا فرشتہ نگران ہوتا ہے:**۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 2311)
11. **تہجد پڑھنے والے خوش نصیب پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:**۔(صحیح مسلم)
12. **لیلۃ القدر میں فرشتوں کی جماعت کا نزول ہوتا ہے:** سورہ قدر، آیت نمبر 1-5
13. **جنگ یا کسی کھلے میدان میں اکیلا آدمی اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھے تو رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:**-(سنن کبریٰ، الترغیب والترہیب)
14. **نماز اشراق پڑھنے والے پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:**-(صحیح مسلم)
15. **نماز ظہر باجماعت ادا کرنے والے پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:**-(صحیح مسلم)
16. **نماز فجر وعصر باجماعت ادا کرنے والے پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:**-(صحیح بخاری شریف، حدیث نمبر 555)

17۔ ا ول وقت میں امام کے منبر پر بیٹھنے سے پہلے خطبہ جمعہ میں آنے والے خوش نصیب کا نام فرشتے اپنے صحیفوں میں لکھتے ہیں:-(صحیح بخاری،حدیث نمبر929)

18 رسول پاک خاتم النبیین ﷺ پر درود پڑھنے والے خوش نصیب پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:-(مسند احمد،جلد 5،حدیث نمبر5717)(مشکوۃ المصابیح،جلد 1،حدیث نمبر924)

19۔ طالب علم کی قدردانی کے لئے آسمان سے رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:-(مسند احمد،جلد 1،حدیث نمبر247)

20۔ ا للہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے لئے رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:-(صحیح بخاری،حدیث نمبر1422)

21۔ باوجود رشتہ داروں کی زیادتی کے ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:- (مشکوۃ المصابیح،جلد 3،حدیث نمبر4924)

22 اللہ کے ذکر میں مصروف صاحب تقویٰ کی نگرانی کے لئے رحمت کا فرشتہ اترتا ہے:۔(الترغیب والترہیب)

23 اپنے مسلمان بھائی کے لئے دعا کرنے والے کے لئے رحمت کا فرشتہ اترتا ہے:-(مشکوۃ المصابیح،جلد2،حدیث نمبر2228)

24۔ مریض کی عیادت کو جانے والے پر رحمت کے فرشتے اترتے ہیں:-(مسند احمد)

25 مسجدوں کی آبادی اور خیر خواہی میں دلچسپی رکھنے والوں کے ساتھ خصوصی فرشتوں کا پروٹوکول ہوتا ہے:-(مسند احمد،سلسلہ احادیث صحیحہ)

رحمت کے فرشتوں سے محروم رہنے والے بدنصیب:-

1-کافر کی لاش کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں جاتے-
2-موسیقی،ساز باجے اور آلات موسیقی والوں کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں جاتے۔
3-نشہ کرنے والوں کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں جاتے۔
4-حالت جنابت میں رحمت کے فرشتے پاس نہیں آتے۔
5-جس گھر میں تصویر یا کتا ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔
6-جس گھر میں پیشاب رکھا جائے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔
7-جھوٹ بولنے والے کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔
9-بدبودار اشیاء کے استعمال کرنے سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔مثلاً کچا پیاز،لہسن،سگریٹ،حقہ،تمباکو نوشی وغیرہ۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم سے وہ نیک کام کروائے کہ رحمت کے فرشتے دنیا میں ہمارے ساتھ رہیں۔مرتے وقت جنازہ میں شرکت کریں اور قبر سے اٹھتے وقت خوشخبری کے ساتھ میدان حشر میں لے کر جائیں۔آمین ثمہ آمین

****

حقوق اللہ اور حقوق العباد

حقوق کی چار قسمیں ہیں۔یعنی شریعت کی رو سے ہر انسان پر چار قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں۔

1۔اللہ تعالیٰ کے حقوق 2۔اس کی اپنی جان یا اِس کے نفس کے حقوق 3۔بندوں کے حقوق 4۔مخلوقات کے حقوق۔

ان چاروں قسم کے حقوق کو سمجھنا اور ٹھیک ٹھیک ادا کرنا۔ہر مسلمان پر فرض ہے۔

1۔اللہ تعالیٰ کے حقوق: i)۔اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ انسان صرف اور صرف اُسی کو اپنا معبود جانے۔اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور یہ حق لا اِلٰہَ اِلا اللّٰہ پر ایمان لانے سے ادا ہوجاتا ہے۔

ii) اللہ تعالیٰ کا دوسرا حق یہ ہے کہ جو ہدایت اُس کی طرف سے آئے اُسے سچے دل سے قبول کرے اور یہ حق محمد خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لانے سے ادا ہوجاتا ہے۔

iii) اللہ تعالیٰ کا تیسرا حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمابرداری کی جائے اور یہ حق اُس کے قانون کی پیروی کرنے سے ادا ہوجاتا ہے۔جو قانون اللہ تعالیٰ کی کتاب اور حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی سنت میں بیان ہوا ہے۔

iv)۔اللہ تعالیٰ کا چوتھا حق یہ ہے کہ اُس کی عبادت کی جائے۔اِس حق کو ادا کرنے کے لیے کچھ فرائض انسان پر عائد کئے گئے ہیں۔مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ۔

2۔اپنے جسم اور اپنے نفس کے حقوق:۔ ہمارے جسم کا بھی ہم پر حق ہے۔اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ انسان سب سے بڑھ کر خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔انسان میں ایک بڑی کمزوری ہے اور وہ یہ کہ اس پر جب کوئی خواہش غالب آجاتی ہے تو اس کا غلام بن جاتا ہے اور اس کے لیئے جان بوجھ کر یا انجانے میں بہت سا نقصان کر لیتا ہے مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ:

i)۔ایک شخص کو لذیذ کھانوں کی چاٹ پڑگئی وہ اچھے اور لذیز کھانوں کی لت میں پڑ کر اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال لیتا ہے۔

ii)۔ایک شخص کو نشے کی چاٹ لگ گئی ہے۔تو اِس نشے کی خاطر دیوانہ ہوجاتا ہے۔صحت کا نقصان، عزت کا نقصان۔روپے پیسے کا نقصان۔غرض ہر چیز کا نقصان برداشت کر لیتا ہے۔ایک شخص شہوانی خواہشات کا بندہ بن گیا ہے۔اور ایسی حرکتیں کرنے لگا کہ جس کا لازمی نتیجہ ہلاکت ہی ہوگا۔

iii)۔ایک شخص جس کو روحانی ترقی کی دھن سمائی وہ اپنی جان کے پیچھے پڑ گیا۔کھانے سے بچتا ہے، کپڑوں سے بچتا ہے، شادی سے بچتا ہے۔آرام سے بچتا ہے حتی کہ سانس لینے سے بھی انکاری ہے۔رشتہ دار عزیز و اقارب اُس کو وقت ضائع کرنے والے لگتے ہیں۔جنگلوں میں نکل جاتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ یہ دنیا اُس کے لیئے نہیں بنائی گئی ہے۔اسلامی شریعت چونکہ ایک انسان کی فلاح و بہبود چاہتی ہے اِس لیئے شریعت اُسے ایسے تمام کاموں سے روکتی ہے جو اس کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

مثلاً شراب، نشہ آور اشیاء، درندوں کا گوشت زہریلے جانور، ناپاک گوشت وغیرہ شریعت مردار جانور کو حرام قرار دیتی ہے کیونکہ انسان کی صحت اُس کے اخلاق اور اُس کی روحانیت پر ان چیزوں کا اثر ہوتا ہے۔شریعت پاک اور مفید چیزوں کو انسان کے لیئے حلال قرار دیتی ہے۔شریعت کا کہنا ہے کہ انسان اپنے جسم کو پاک غذاؤں سے محروم نہ کرے۔اپنے جسم کو لباس سے محروم نہ کرے۔کیونکہ انسان کے جسم کا بھی اُس پر حق ہے۔شریعت اُسے روزی کمانے کا حکم دیتی ہے۔خواہشات نفسیانی کو پورا کرنے کے لئے اُسے شادی کا حکم دیتی ہے اور یہ بھی کہ آرام دہ زندگی کو اپنے اوپر حرام نہ کرو۔شریعت یہ بھی بتاتی ہے کہ اگر روحانی ترقی اور اللہ تعالیٰ سے تعلق اور آخرت میں نجات چاہتے ہو تو اس کے لئے دنیا کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اِس دنیا میں پوری دنیا داری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور اُس کی نافرمانی سے بچنا، اُس سے ڈرنا۔اُس کے قوانین کی پیروی کرنا۔دنیا اور آخرت کی تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔

3۔بندوں کے حقوق:۔ ایک طرف تو شریعت نے انسان کو اپنے نفس اور جسم کے حقوق ادا کرنے کو کہا ہے اور دوسری طرف یہ کچھ پابندیاں بھی عائد کرتی ہے کہ ان حقوق کو ادا کرنے کے لیئے کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے۔جس سے دوسروں کے حقوق متاثر ہوں۔ چنانچہ شریعت، چوری، جھوٹ، لوٹ مار، رشوت، خیانت، سودخوری، شراب خوری اور خودکشی کو حرام قرار دیتی ہے۔ کیونکہ ان ذرائع سے انسان کو جو فائدہ ہوتا ہے۔وہ دوسروں کے نقصان سے حاصل ہوتا ہے۔اس طرح غیبت، چغل غوری، بہتان تراشی کو بھی حرام قرار دیا ہے کیونکہ یہ افعال دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔جوئے، نشے اور لاٹری کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ اِس میں ایک شخص کا فائدہ اور ہزاروں کا نقصان ہوتا ہے۔دھوکے اور فریب کے لین دین سے منع کیا گیا ہے اور ایسے تمام معمولات کو حرام قرار دیا گیا ہے جس میں کسی فریق کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔کیونکہ ایک شخص کے

فائدے اور تسکین کے لیے دوسروں کی جان لینے یا انہیں تکلیف پہنچانے کا حق کسی کو نہیں ہے۔ زنا اور عمل لوط کو حرام قرار دیا گیا ہے اور اِس قسم کی تمام بدکاریاں حرام ہیں۔ شریعت کہتی ہے کہ لوگوں کے باہمی تعلق اس طرح قائم کئے جائیں کہ وہ سب ایک دوسرے کی بہتری کا باعث اور ایک دوسرے کے مددگار رہوں۔

4۔ تمام مخلوقات کا حق:- اللہ تعالیٰ نے اپنی بے شمار مخلوق پر انسان کو اختیار دیا ہے انسان اپنی عقل وقوت سے ان کو تابع کرتا ہے۔ اِن سے کام لیتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اشرف الخلوقات ہونے کی وجہ سے اس کو ایسا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے پورا حق دیا ہے۔ اور تمام مخلوقات کو انسان کے تابع کر دیا کہ وہ ان کو اپنے استعمال میں لا سکے مگر پھر ان چیزوں اور جانوروں کے حقوق بھی انسانوں پر ہیں اور وہ حقوق یہ ہیں کہ انسان ان کو بلاضرورت تکلیف نہ دے ان کے ساتھ بے دردی سے پیش نہ آئے۔ اور ان کو فضول ضائع نہ کرے۔ صرف اپنے فائدے کے لیے ان کو کم از کم اتنا ہی نقصان پہنچائے جتنا شریعت میں اُن کے متعلق احکامات میں بیان کر دیا گیا ہے۔ مثلاً جانوروں کو صرف ان کے نقصان سے بچنے کے لیے یا پھر غذا کے لیے (ہلاک) یا ذبح کرنے کی اجازت ہے۔ مگر بلاضرورت کھیل یا تفریح کے لیے ان کی جان لینے سے روکا گیا ہے---اسلام جانوروں کو تکلیف دے کر بے رحمی کے ساتھ مارنے سے بھی روکتا ہے۔ جانوروں کو تکلیف دے کر مارنا ایک ناپسندیدہ عمل ہے۔ شریعت تو زہریلے جانوروں اور درندوں کو صرف اِس لیے مارنے کی اجازت دیتی ہے کہ انسانی جان اُن سے زیادہ قیمتی ہے۔ مگر ان جانوروں کو بھی عذاب دے کر بے رحمی سے مارنے پیٹنے سے منع کیا گیا ہے۔ جانور تو جانور اسلام اِس کو بھی ناپسند کرتا ہے کہ درختوں اور پودوں کو بے فائدہ نقصان پہنچایا جائے۔ اس کے علاوہ اسلام تو بے جان چیزوں کو ضائع کرنے سے بھی منع کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پانی کو فضول ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور ٹھنڈے پانی کو اِس دنیا کی سب سے بڑی نعمت قرار دیا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمام مسلمان خواہ وہ کسی نسل یا کسی رنگ کے ہیں ایک وحدت ہیں۔ ایک جان ہیں۔ ایک روح ہیں۔ ایک رشتہ اسلام میں منسلک ہیں اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اسلام میں انسان اور انسان کے درمیان بجز عقیدے اور عمل کے کسی چیز کی بنا پر فرق نہیں رکھا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر دنیا کے کسی بھی کونے میں کسی مسلمان کو کوئی تکلیف ہو یا کسی مسلمان پر ظلم ہوتا ہے تو دنیا بھر کے مسلمان تڑپتے ہیں اور بے چین ہو جاتے ہیں۔

روز محشر تین طرح کی کچہریاں لگیں گی یعنی تین طرح کی پیشی ہوگی۔

i)۔ شرک کی کچہری:- اِس میں وہ لوگ پکڑ میں آئیں گے جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرایا۔ اِس کچہری میں معافی نہیں ہے۔

ii)۔ حقوق اللہ کی کچہری:- یہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی پیشی ہوگی اور اس میں معافی ہی معافی ہے۔

iii)۔ حقوق العباد کی کچہری یا پیشی:- اِس پیشی میں پکڑ ہی پکڑ ہے۔ یعنی حقوق اللہ میں معافی ہے۔ اللہ تعا ٰلی معاف کرنے والا ہے۔ وہ غفار ہے اس لئے وہ اپنے حق میں کی گئی کوتاہی اور کمی کو معاف فرما دے گا۔ لیکن حقوق العباد کی کوتاہیاں معاف نہیں کی جائیں گی۔ حقوق العباد میں پہلا حق ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملنا ہے۔ اور اُسے اپنے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رکھنا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن مُومن کے میزان میں حُسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز زیادہ وزنی نہ ہوگی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بد اخلاق فحش گو اور بدکلام انسان کو پسند نہیں کرتا"۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد 3، حدیث نمبر 5081)

ایک مرتبہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ کرامؓ نے فرمایا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہمارے نزدیک مُفلس وہ ہے جس کے پاس دینار ودرہم نہ ہوں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "میری امت کا مفلس وہ شخص ہوگا جس کے پاس عبادات کا ذخیرہ ہوگا۔ لیکن اُس نے کسی کا حق مارا ہوگا۔ کسی پر ظلم کیا ہوگا۔ کسی پر بہتان لگایا ہوگا۔ کسی کے ابرو ریزی کی ہوگی، کسی کو ستایا ہوگا۔ روز محشر یہ تمام لوگ اپنے ساتھ کی گئی زیادتیوں کا بدلہ لینے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور جمع ہو جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اِس شخص کے بارے میں سوال کریں گے کہ آج ہمیں ہمارے ساتھ کئے گئے ظلم کا بدلہ دلوایا جائے"۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج ہر شخص دینار و درہم سے خالی ہے بدلہ کس طرح چکایا جائے۔ یہ تمام لوگ کہیں گے کہ باری تعالیٰ آج ہم نیکیوں کے طالب ہیں۔ اِس کی نیکیاں ہمیں دلوادو۔ پھر اس شخص کی نیکیاں ان لوگوں کو اِس زیادتیوں کے کفارے کے طور پر دلوائی جائیں گی۔ اگر نیکیاں ختم ہوگئیں اور اِس کے ظلم وزیادتی کے شکار لوگ اَب بھی باقی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اَب کیا کیا جائے؟ یہ لوگ عرض کریں گے کہ باری تعالیٰ ہمارے گناہ اس کے سر پر ڈال دے۔ پھر ان لوگوں کے گناہ اُس کے اوپر لاد دیئے جائیں گے۔ اور پھر اس شخص کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا"۔ (صحیح مسلم، جلد 6، حدیث نمبر 6579) (مسند احمد، جلد 12، حدیث نمبر 13167)

اِس لیئے عقلمند وہ ہے جو اِس دنیا میں رہتے ہوئے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا بھی پورا پورا خیال رکھے۔ کیونکہ حقوق اللہ کا معاملہ روز محشر قابل سماعت اور قابل معافی ہے لیکن حقوق العباد کا معاملہ قابل سماعت تو ہوگا لیکن قابل معافی نہ ہوگا۔

پڑوسیوں کے حقوق

ہمسایہ کی تعریف:" گھر کے برابر رہنے والے کو ہمسایہ یا پڑوسی کہتے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک سورہ النساء، آیت نمبر 36 میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ:"اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دُور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھ سونے والے اور راہ گیر اور اپنے باندی وغلام سے۔"

حدیث پاک "حضورِ اکرم خاتم النبیین ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا! ''خُدا کی قسم وہ مومن نہیں، خُدا کی قسم وہ مومن نہیں، خُدا کی قسم وہ مومن نہیں'' کسی نے عرض کیا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کون شخص"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا! "جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں اور بدیوں سے محفوظ نہ ہو"۔(متفق علیہ)

"جنت میں وہ شخص داخل نہ ہوگا، جس کا پڑوسی اس کی مصیبتوں سے محفوظ نہ ہوگا"۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر 172)

حضرت ابنِ عمرؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:"حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے بارے میں اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے ان تاکیدوں سے یہ گمان ہوا کہ یہ پڑوسی کو وارث بنا کر رہیں گے"۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 6014)(جامع ترمذی، حدیث نمبر 1942)

حضورِ اقدس خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ:"جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کو چاہیے کہ مہمان کا احترام کرے اور اپنے پڑوسی کو نہ ستائے اور اگر اپنی زبان سے کوئی بات نکالے تو بھلائی کی بات نکالے ورنہ چپ رہے اور دوسری روایت میں ہے کہ صلہ رحمی کرے۔"(متفق علیہ)

ایک اور حدیث میں حضورِ اقدس خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد وارد ہوا "جانتے ہو پڑوسی کا کیا حق ہے؟

1۔ اگر وہ تجھ سے مدد چاہے تو اس کی مدد کر۔ 2۔ اگر قرض مانگے تو اُس کو قرض دے۔ 3۔ اگر محتاج ہو تو اس کی اعانت کر۔

4۔ اگر بیمار ہو تو عیادت کر 5۔ اگر مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جا۔

6۔ اگر اس کو خوشی حاصل ہو تو مبارکباد دے۔ 7۔ اگر مصیبت پہنچے تو تعزیت کر۔

8۔ بغیر اس کی اجازت کے اس کے مکان سے اپنا مکان اتنا اونچا نہ کر جس سے اس کی ہوا رُک جائے۔

9۔ اگر تو کوئی پھل خریدے تو اس کو بھی دے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اس پھل کو پوشیدہ گھر میں لا کہ وہ نہ دیکھے اور اس کو تیری اولاد لے کر باہر نہ نکلے، تاکہ پڑوسی کے بچے اُن کو دیکھ کر رنجیدہ نہ ہوں۔

10۔ اپنے گھر کے دھویں سے اس کو تکلیف نہ پہنچا، مگر اس صورت میں کہ جو پکاوے اس میں اس کا بھی حصہ رکھ لے"۔(الاحیاء فی علوم الدین 2/213)

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضورِ اقدس خاتم النبیین ﷺ سے دریافت کیا کہ ''میرے دو پڑوسی ہیں کس سے ابتداء کروں''؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جس کا دروازہ تیرے دروازے کے قریب ہو''۔(مسند احمد، صحیح بخاری، سنن ابی داؤد)

پڑوسی تین طرح کے ہوتے ہیں۔

(1) ایک وہ پڑوسی جس کے تین حق ہوں: 1- پڑوس کا حق 2۔ رشتہ داری کا حق 3۔ اسلام کا حق

(2) دوسری قسم کے پڑوسی کے دو حق ہیں: 1۔ پڑوس کا حق 2۔ اسلام کا حق

(3) تیسری قسم کے پڑوسی کا صرف ایک ہی حق ہے یعنی پڑوس کا حق، یہ پڑوسی غیر مسلم پڑوسی ہوگا۔

گویا پڑوس کے تین درجے ترتیب وار ہو گئے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "مکارم اخلاق دس چیزیں ہیں بسا اوقات یہ چیزیں بیٹے میں ہوتی ہیں باپ میں نہیں ہوتیں، حق تعالیٰ کی عطا جس کو چاہے عطا کر دے،

(1) سچ بولنا **(2)** لوگوں کے ساتھ سچائی کا معاملہ کرنا (دھوکہ نہ دینا) **(3)** سائل کو عطا کرنا **(4)** احسان کا بدلہ دینا **(5)** صلہ رحمی کرنا **(6)** امانت کی حفاظت کرنا **(7)** پڑوسی کا حق ادا کرنا **(8)** ساتھی کا حق ادا کرنا **(9)** مہمان کا حق ادا کرنا **(10)** ان سب کی جڑ اور اصل اُصول "حیا" ہے۔

حضورِ اکرم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہیں"۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر 172)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مجھے یہ کیسے معلوم ہوگا کہ مَیں نے اچھا کیا یا بُرا کیا"؟ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سُنو کہ تم نے اچھا کیا ہے تو بے شک تم نے اچھا کیا ہے اور جب یہ کہتے سُنو کہ تم نے بُرا کیا ہے تو بے شک تُم نے بُرا کیا ہے''۔(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 4223)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو یہ فرماتے سُنا کہ "وہ مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھانا کھائے اور اُس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے"(یعنی کامل مومن نہیں)۔(السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث نمبر 387)

قیامت کے دن فقیر ہمسایہ امیر ہمسائے کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ "اے اللہ اس سے پوچھ اس نے اپنے صدقات مجھ سے کیوں روکے تھے اور اپنا دروازہ مجھ پر کیوں بند کیا تھا"۔ اگرچہ ہمسایہ لاکھ جھگڑا کرے مگر ہمیں پتھر کا جواب اینٹ سے دینے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ گھر چھوڑ دو مگر پڑوسی سے نہ لڑو، پڑوسی اگر ایذا پہنچا کر اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، تو تُم اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین یارب العالمین)

****

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی

حقوق اللہ میں پہلے فرائض آتے ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج وغیرہ ان عبادات کو اپنے وقت پر ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

حقوق اللہ کی ادائیگی کا مطلب یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد سے جن فرائض کو ترک کرتے رہے ہیں اور جن واجبات کو چھوڑا ہو ان کی ادائیگی کی جائے۔

فرض عبادات قرض کیا؟ یہ قرض کیسے ہے اس کے لئے حدیث مبارکہ ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا۔ یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میرا باپ بوڑھا ہے سواری پر سوار نہیں ہوسکتا تو کیا میں اس کی طرف سے حج ادا کروں؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر تیرے باپ پر کوئی قرض ہوتا تو کیا تو اس قرض کو ادا کرتا''؟ اس شخص نے جواب دیا ''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ'' ''ضرور ادا کرتا'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''پھر اللہ تعالیٰ کا قرض تو اس بات کا زیادہ تقاضہ کرتا ہے کہ تو اسے اتارے''۔ (سنن نسائی)

اس سے ثابت ہوا کہ ہر فرض عبادت قرض ہے۔ اور قرض کا ادا کرنا لازم ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ نماز، روزہ، زکوۃ اور حج وغیرہ سب کی ادئیگی کرنا لازم ہے۔

سب سے پہلے قضاء نمازیں:۔

زندگی میں جو نمازیں قصداً یا سہواً چھوٹ گئیں ہوں ان کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے یوں حساب لگائے کہ جب سے میں بالغ ہوا ہوں میری کتنی نمازیں چھوٹی ہوں گی؟ ان کا اندازہ لگا کر مہینوں کی تعداد کو دنوں کی تعداد میں بدل لیں۔ قضا نماز کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ بس یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ سورج نکلتا چھپتا نہ ہو اور زوال کا وقت نہ ہو۔ سورج نکل کر جب ایک نیزہ بلند ہو جائے تو قضا نمازیں اور نوافل سب پڑھنا جائز ہے۔ اشراق کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد بھی قضا نماز پڑھنا درست ہے۔

ایک دن کی قضا نماز کی بیس رکعات ہوتی ہیں۔ 2 فرض فجر، 4 فرض ظہر، 4 فرض عصر، 3 فرض مغرب، 4 فرض عشاء اور 3 وتر واجب۔ یہ کل 20 رکعت ہوئیں۔

قضا نمازوں کی ادائیگی سے پہلے کسی دن 2 رکعت نماز نفل ادا کر کے اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں اور اس سے کہیں کہ باری تعالیٰ میں تیرا بڑا ہی مقروض ہوں میں آج توبہ کرتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ آج کے دن سے آئندہ میں کوئی نماز قضا نہیں کروں گا اور گزشتہ نمازوں کو ادا کرنے کی (قضا کو ادا کرنے کی) کوشش کروں گا باری تعالیٰ اس میں میری مدد فرمانا (آمین)۔ اب اگر موجودہ دن میں کوئی نماز قضا ہو جائے تو اسے دوسری نماز سے پہلے ادا کرلیں (یعنی اس کے صرف فرض رکعت کو) اور اس رات سوتے وقت خیال کریں کہ آج میری کوئی نماز رہ تو نہیں گئی۔ صرف اس طرح گزشتہ نمازوں کی قضاء ممکن ہو سکے گی۔ اگر کسی مقرر دن سے نماز قضا نہ کرنے کا ارادہ نہیں کیا جائے گا تو پھر یہ قضا نمازوں کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔

یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ جمعۃ الوداع یا کسی اور دن یا رات میں قضاء عمری کے نام سے دو رکعت پڑھنے سے سب چھوٹی ہوئی نمازیں ادا ہو جاتی ہیں یہ بالکل غلط ہے۔

دوسرے بہت سے لوگ نفلوں کا اہتمام کرتے ہیں اور برس ہا برس کی قضا نمازیں ان کے ذمہ ہوتی ہیں ان کو ادا نہیں کرتے۔ یہ بہت بڑی بھول ہے۔ نفلوں کی بجائے قضا نمازوں کی ادائیگی کرنی چاہیے۔ اگر پوری قضاء نمازوں کے ادا کئے بغیر موت آ گئی تو مواخذہ کا سخت خطرہ ہے۔

قضا نمازوں کی ادائیگی کا بیان:۔

(1) ایک دن کی قضاء نماز کی 20 رکعت ہوں گی۔

(2) قضاء نماز میں رکوع اور سجود میں تسبیح ''سُبْحانَ رَبِّیَ الْعَلٰی'' ''سُبْحانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم'' ایک مرتبہ پڑھنی ہے۔

(3) فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بجائے ''سبحان اللہ'' تین مرتبہ پڑھنا ہے۔

(4) وتر کی تینوں رکعت میں الحمد کے ساتھ سورہ بھی پڑھنی ہے۔

(5) وتر میں دعائے قنوت کے بجائے ''اَللّٰھُمَّ الغْفِرْلِیْ'' تین مرتبہ یا اللہ اکبر ایک مرتبہ پڑھنا ہے۔

(6) التحیات کے بعد ''اَللّٰھُمَّ صِلِّ عَلٰی مُحمدٍ وَّ آلِہٖ'' پڑھ کر سلام پھیر دینا ہے۔

مندرجہ بالا تخفیف نماز میں علماء کرام نے صرف قضا نمازوں کے لئے فرمائی ہے۔ تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ اپنی قضا نمازوں کو ادا کر سکیں۔

قضا نماز ادا کرنے کی نیت:۔ قضا نمازوں کے دِنوں کی تعداد نکال لی جائے۔ مثال کے طور پر کل دنوں کی تعداد 500 آئی ہے۔ اب نیت کرنی ہے۔

نیت:۔ نیت کرتا ہوں یا۔نیت کرتی ہوں دو رکعت نماز فرض۔فرض فجر۔وقت قضا قضا اول منہ میرا کعبہ شریف کی طرف ''اللہ اکبر''۔اس طرح فجر کی قضا کے بعد ظہر کے چار فرض کی قضا کی نیت کرنی ہے۔یہ بات یاد رہے کہ وقت قضا اور قضا اول ضرور کہنا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوگا کہ:

اے باری تعالیٰ 500 دنوں کی قضا میں سے جو سب سے پہلے والا دن ہے اس کی قضا میں ادا کر رہی ہوں یا کر رہا ہوں۔فجر،ظہر،عصر،مغرب اور عشاء کی قضاء ہوگی۔اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ بقایا 499 دن رہ گئے۔اب پھر اس طرح نیت کرنی ہے۔

''پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے وقت قضاء فرض فجر،قضا اول منہ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر''۔اس طرح پانچوں نمازوں میں وقت قضا اور قضا اول کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ باری تعالیٰ 499 دنوں کی قضا میں سے سب سے اول دن کی قضا میں ادا کر رہا ہوں۔بس اس طرح ایک ایک دن کی قضا ادا کرتے رہیں۔

اس قضا کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی کرتے رہیں کہ ''مالک میں تیری یا تیرا بڑا ہی مقروض ہوں۔تیری دی ہوئی توفیق کے ساتھ میں اس قرضے کو ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن باری تعالیٰ اگر درمیان میں میرا وقت پورا ہو جائے یعنی میری موت آجائے تو جہاں تو میرے اور بہت سے گناہ معاف فرمائے گا۔میری نمازوں کے اس قرضہ کو بھی معاف فرما دینا''۔یہ معافی اس شخص کو ہوگی جو قرضہ اتارنے کی کوشش میں لگا رہے موجودہ نمازوں کو قضا نہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست بھی کرتا رہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی:۔

اسی طرح زکوٰۃ کے بارے میں خوب غور کریں کہ مجھ پر کتنی زکوٰۃ فرض ہے؟ اور میں نے پوری ادا کر دی ہے یا نہیں؟ حساب لگا کر پوری ادا کر دی جائے۔اگر پچھلے کچھ سالوں سے ادا نہیں کی اور اب اللہ نے توفیق دی ہے تو پچھلے سالوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی بھی کر دی جائے۔اگر زکوٰۃ فرض ہے لیکن ادا کرنے کے لئے مال نہیں ہے تو جتنی زکوٰۃ فرض ہے اس کو ایک یادداشت میں لکھ لیا جائے کہ یہ میں نے ادا کرنا ہے۔اور یادداشت کو باقی گھر والوں کو دکھا دیا جائے کہ میری یہ زکوٰۃ واجب الادا ہے۔بہتر تو یہ ہوتا ہے کچھ زیور ہی فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ورنہ ضرور لکھ لیا جائے اور جیسے ہی اللہ تعالیٰ فراخی دے فوراً ادا کر دی جائے اسی طرح صدقہ فطر کی ادائیگی بھی اگر نہیں کی ہے تو اس کو بھی بعد میں ادا کر دینا چاہیے۔اسی طرح قربانی کی اگر ادائیگی نہیں کی تو وہ بھی گزشتہ کئی سالوں کی کسی بھی عیدالاضحیٰ پر ادا کی جا سکتی ہے۔

سجدہ تلاوت قرآن پاک کی ادائیگی:۔

ہمارے ہاں ایک عام دستور ہے کہ بچوں کو جب ناظرہ قرآن پاک پڑھایا جاتا ہے تو سجدہ تلاوت قرآن کرنے کا نہ تو طریقہ بتایا جاتا ہے اور نہ ہی یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ کتنا ضروری ہے۔کچھ لوگ قرآن پاک کی تلاوت مکمل کر کے آخیر میں 14 سجدے ادا کر دیتے ہیں۔یہ بالکل غلط ہے۔

اگر ہم توجہ سے قرآن پاک کو پڑھیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ہر سجدے کی آیت کا ایک خاص مطلب ہے اور اللہ تعالیٰ جہاں ہمیں جھک جانے کا حکم دے رہا ہے (سجدہ کرنے کا) وہیں پر ہم نے جھکنا ہوتا ہے۔اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہم حکم عدولی کی سزا کے مستحق ہیں۔(اللہ ہمیں معاف فرمائے)

طریقہ ادائیگی:۔

جہاں بھی قرآن پاک میں آیت سجدہ آتی ہے تو پڑھنے والے پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔اگر پڑھنے والا تلاوت زور سے (پکار کر) کر رہا ہے تو اس آیت کے سننے والے پر بھی سجدہ ادا کرنا واجب ہوگا۔اس کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ جیسے ہی سجدہ کی آیت مبارکہ آئے۔اس آیت کو پڑھنے کے بعد قرآن پاک کو بند کر کے رکھ دیا جائے اور سجدہ کرنے کی نیت سے قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جانا ہے اور پھر ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے سجدے میں جانا ہے۔ہاتھ کو کانوں تک نہیں لے کر جانا۔سجدے میں تین مرتبہ ''سُبْحانَ رَبِّیَ الْعَلٰی'' کہنا ہے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہو جانا ہے (سلام نہیں پھیرنا)۔پھر قرآن پاک کھول کر تلاوت شروع کر دینی ہے۔

اگر کسی نے کئی قرآن پاک پڑھے اور سجدے ادا نہیں کیے۔یا کسی کے گھر قرآن خوانی میں شرکت کی اور وہاں پر سجدوں کی آیات مبارکہ پر سجدے نہیں کئے تو اکھٹے ادا کر دیں۔ادا شمار ہو جائیں گے (یعنی قرضہ سر سے اتر جائے گا) اس کا طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو جائیں۔قبلہ رخ منہ کریں اس کے بعد نیت کریں یعنی کہیں کہ میں نیت کرتی ہوں سجدے تلاوت قرآن پاک کی منہ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر۔اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھوں کو کانوں تک نہیں لانا بلکہ اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں چلا جانا ہے اور پھر تشہد کی حالت میں اللہ اکبر کرتے ہوئے آجانا ہے۔اس طرح پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جانا ہے اور 14 سجدے پورے کرنے ہیں۔اس کے بعد سلام نہیں پھیرنا بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی ہے کہ: ''باری تعالیٰ یہ سجدے تلاوت قرآن میں نے وقت پر ادا نہیں کئے تھے اب ادا کئے ہیں میرے اللہ انہیں قبول فرمانا

اور کمی کوتاہی اور تاخیر پر مجھے معاف فرما دینا''۔(آمین)اس طرح جتنے قرآن پاک کے آپ سمجھتے ہیں کہ سجدے قضا کئے ہوں وہ ادا کر دیئے جائیں۔

روزوں کی ادائیگی:۔

اسی طرح روزوں کا حساب کریں کہ بالغ ہونے کے بعد فرض روزے جو چھوٹ گئے ہیں وہ کتنے ہیں ان کو ادا کریں۔

روزے کا فدیہ: یہ ہے کہ جو شخص بڑھاپے یا دائم المریض ہونے کی وجہ سے روزے رکھنے پر قادر نہ ہو اور نہ ہی مستقبل میں اس کی صحت کی کوئی امید ہو تو ایسے شخص کو ہر روزے کے بدلے میں پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت بطورِ فدیہ دینی ہوگی، یا دو مساکین کو ایک وقت کا کھانا کھلانا ہوگا یا ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہوگا۔لیکن اس کے بعد اگر صحت یاب ہو گیا تو دوبارہ روزے قضا کرنا ضروری ہوگا، اور جو رقم فدیے میں دی وہ صدقہ شمار ہوگی۔ عام بیماری جس میں صحت یابی کی امید ہو اس میں روزے کا فدیہ ادا کرنا درست نہیں ہے۔

روزے کا کفارہ: اگر عاقل بالغ شخص رمضان المبارک کا وہ روزہ جس کی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو قصداً (جان بوجھ کر) کھا پی کر یا جماع (ہم بستری) کر کے توڑ دے تو اس روزے کی قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہوتا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ (ایک روزے کا کفارہ) اگر ممکن ہو تو ایک غلام آزاد کرے، لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو ساٹھ روزے مسلسل رکھنا واجب ہوں گے، اور اگر بڑھاپے یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے مسلسل ساٹھ روزے رکھنے پر قادر نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھلانا واجب ہوگا۔ جوان صحت مند آدمی کے لیے روزے کی قدرت ہوتے ہوئے ساٹھ روزے رکھنے کے بجائے بطورِ کفارہ کھانا کھلانا جائز نہیں، اس سے کفارہ ادا نہیں ہوگا۔

حج بیت اللہ کی ادائیگی:۔

حج ہر صاحب استطاعت پر فرض ہے اور ہر صاحب استطاعت اگر استطاعت ہونے کے باوجود حج نہیں کرتا تو ہر سال گناہ گار لکھا جاتا ہے۔اگر کوئی وقت گزارتا رہا اور ساری عمر حج کی فرصت ہی نہ ملی تو وصیت کر دے کہ اس کے مال میں سے حج ادا کر دیا جائے یا کروا دیا جائے تو اس کے سر سے حج کا قرض ادا ہو جائے گا۔یعنی یہ قرضہ اتر جائے گا لیکن اصول شریعت کے مطابق وصیت صرف 1/3 مال میں جاری ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر بالغ ورثا اپنے حصہ میں سے بخوشی مزید دینا گوارہ کریں تو ان کو اختیار ہے۔

حقوق العباد اور ان کی ادائیگی کا اہتمام:۔

حقوق العباد کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کے جو حقوق واجب ہوں ان سب کی ادائیگی کرے۔

یہ حقوق دو قسم کے ہیں:　(1) مالی حقوق　(2) عزت و آبرو کے حقوق

(1) مالی حقوق:۔ مالی حقوق کا مطلب یہ ہے کہ جس کسی کا تھوڑا بہت مال ناحق قبضہ میں آ گیا ہو۔ اسے معلوم ہو یا نہ معلوم ہو اسے واپس کر دیا جائے۔ اگر اب ادا کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے تو یہ تحفے کے نام سے دینے سے بھی ادائیگی ہو جائے گی۔

(2) عزت اور آبرو کے حقوق:۔ آبرو کے حقوق کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو ناحق تنگ کیا ہے۔ ناحق ظلم کیا ہے۔ ناحق لوٹا ہے۔کسی کی غیبت کی۔ یا غیبت سنی گالی دی۔تہمت لگائی یا کسی کو جسمانی، روحانی یا قلبی تکلیف پہنچائی ہو تو اس سے معافی مانگ لی جائے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ حقوق العباد توبہ سے معاف نہیں ہوتے دوسری بات یہ کہ نابالغی میں نماز، روزہ، فرض نہیں ہوتے لیکن حقوق العباد نابالغی میں بھی معاف نہیں۔بعض لوگ نماز روزہ کی ادائیگی بھی کرتے ہیں۔لیکن حرام مال کمانے سے پرہیز نہیں کرتے غیبت کو عیب نہیں جانتے۔ دوسروں کا تمسخر اڑانا ان کا مذاق ہوتا ہے۔ رشوت لینا۔ سود لینا وغیرہ یہ سب گناہ عظیم ہیں اور یہ توبہ سے معاف نہیں ہوں گے جب تک اس متعلقہ فرد سے معافی نہ مانگ لی جائے۔ اہل حقوق میں سے جو لوگ زندہ ہوں لیکن ان کا پتہ معلوم نہیں کہ جا کر معافی مانگی جائے تو ان کی طرف سے ان کے حقوق کے مطابق مسکینوں کو صدقہ دے دیں اور ان کے لئے دعائے خیر اور استغفار ہمیشہ پابندی سے کرتے رہیں۔

یاد رکھیں! حقوق اللہ میں معافی شرط ہے اور حقوق العباد میں تلافی ضروری ہے۔ معافی اور تلافی کے بغیر والے کیس کا فیصلہ بروز قیامت ہوگا۔اپنے کیس کا فیصلہ دنیا میں ہی کروا کے جائیں حشر کا معاملہ بہت نازک ترین ہے۔

****

اصل زندگی (یادحق)

اس دنیا میں ہر چیز کا ایک بدن اور ایک اس کی روح ہے۔ یہ ظاہری بدن جو ہمیں دیا گیا ہے یہ مستقلاً انسان نہیں ہے یہ انسان کی محض صورت اور علامت ہے۔ انسانیت اس جثہ کے اندر چھپی ہوتی ہے جسے روح یا حقیقت کہتے ہیں۔ فی الحقیقت انسانیت وہی ہے اور اس کا نام زندگی ہے۔ اگر وہ انسان کے بدن سے نکال دی جائے تو بدن کا کوئی وجود نہیں یہی بدن گلنا، سڑنا اور پھٹنا شروع ہو جائے گا۔ اس کا ریزہ ریزہ بکھر جائے گا۔ مٹی میں مٹی مل جائے گی، پانی پانی میں، آگ آگ میں، اور ہوا ہوا میں مل جائے گی۔ گویا روح نکلنے کے بعد بدن کی کوئی اصلیت نہیں۔ یہی حال اس پوری کائنات کا ہے۔ یہ کائنات بھی کسی روح سے زندہ ہے۔ جب روح نکال لی جائے گی ساری کائنات کا خیمہ آ پڑے گا، درہم برہم ہو جائے گا ریزہ ریزہ بکھر جائے گا۔ یہ روح کیا چیز ہے؟ انسانی روح کے بارے میں قرآن میں کہا گیا ہے

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي (سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر -85)

ترجمہ: ''اے پیغمبر آپ (خاتم النبیین ﷺ) سے لوگ روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں؟ کہہ دیجئے کہ ''روح اللہ کا ایک امر ہے''، یہ حکم اور لطیفہ خداوندی ہے۔ اس سے یہ کثیف جسم سنبھلا ہوا ہے۔ اس طرح پوری کائنات کی روح بھی درحقیقت لطیفہ ربّانی ہے اور اس کا نام ذکر اللہ ہے۔ یادحق سے یہ کائنات کھڑی ہے۔ جب اس سے ذکر خداوندی ختم ہو جائے گا جبھی یہ خیمہ آ پڑے گا۔ حدیث میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک اس کائنات میں ایک بھی اللہ اللہ کہنے والا موجود ہے''۔ (صحیح مسلم، جامع ترمذی)

قیامت کے نزدیک لوگ نہ اچھائی کو اچھائی جانیں گے اور نہ برائی کو برائی۔ سڑکوں پر اس طرح بدکاری ہوگی جیسے جانور پھرتے ہیں۔ نہ حیا ہوگی نہ غیرت۔ جب ساری کائنات اور سارے انسان ایسے بن جائیں گے اسی وقت قیامت قائم کر دی جائے گی -تو قیامت اس عالم کو ذرہ ذرہ کر کے بکھیر دینے کا نام ہے۔ اس طرح پوری کائنات کا شیرازہ اس روح کے نکل جانے سے بکھر جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کائنات کی روح ذکر خداوندی ہے۔ اس روح سے کائنات کا خیمہ کھڑا ہوا ہے۔ جب یہ نکل جائے گی، کائنات درہم برہم ہو جائے گی تو ظاہر میں کائنات ہم سے اور آپ سے ہے۔ لیکن حقیقت میں اللہ کا ذکر کرنے والوں سے سنبھلی ہوئی ہے جب تک یہ موجود ہیں کائنات موجود ہے۔ جب یہ ختم ہو جائیں گے کائنات ختم ہو جائے گی۔ غرض اس کائنات کا خیمہ یادحق اور ذکر کے اوپر کھڑا ہوا ہے۔

کائنات کا ذرہ ذرہ یادحق میں معروف ہے:- شریعت اسلامی بتلاتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ذکر خداوندی میں مصروف ہے، ہر وقت یادحق کرتا رہتا ہے اور جب یاد منقطع ہوتی ہے۔ وہی اس ذرے کے مٹنے اور ختم ہو جانے کا وقت ہوتا ہے۔ ہری ٹہنی اللہ کا ذکر کرتی ہے۔ جب ذکر ختم ہو جاتا ہے، ٹہنیاں خشک ہو کر پتے جھڑ جاتے ہیں -تو نباتات فی الحقیقت یاد خداوندی سے ہے جب تک ذکر موجود ہے۔ درخت موجود ہے ذکر ختم ہوا تو مٹ جائے گا۔ اس کے پتے جھڑ جائیں گے۔ یہ اس کی موت کا وقت ہوگا''۔ قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے: (سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر 44)

ترجمہ: ''اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوتی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے"۔

ذرہ ذرہ اللہ کی تسبیح میں مصروف ہے، کائنات کا کوئی ذرہ نہیں جو اللہ کے ذکر میں مشغول نہ ہو مگر ہم اس کی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔ ہماری زبان اور ہے اور کائنات کے ذرے کی زبان اور پرندے کی زبان اور وہ اپنی اپنی زبان میں اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ ہم ان کی زبان کو نہیں سمجھتے۔

اہل باطن کو کبھی کبھی علم دے دیا جاتا ہے۔ وہ ان تمام چیزوں کی تسبیح کو سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ انبیاء کو بطور معجزے کے یہ علم دیا جاتا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کا معجزہ یہی تھا کہ وہ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ کا مقولہ قرآن پاک میں نقل کیا گیا ہے۔ ''اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھلائی گئی ہیں''۔ حضرت سلیمانؑ بتا دیتے تھے کہ یہ دو کوے کیا باتیں کر رہے ہیں اور دو چڑیاں کیا کہہ رہی ہیں؟۔ احادیث میں مختلف جانداروں کی مثالیں دی گئیں ہیں اور ان کی تسبیح ذکر کی گئی ہے۔ تیتر یہ کہتا ہے اور مور یہ کہتا ہے۔ تیتر کے بارے میں حدیث میں ہے کہ اس کی تسبیح ''جیسا کرو گے ویسا بھرو گے'' یہ ایک نصیحت ہے جو اس کی زبان سے ہر وقت نکلتی ہے، بعض کی یہ تسبیح ہے کہ ''پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھیوں سے اور عورتوں کو مینڈھیوں اور چوٹیوں سے زینت دی''۔

مختلف عبرتیں اور نصیحتیں پرندوں کی زبان سے ادا ہوتی ہیں۔ جناب رسول خاتم النبیین ﷺ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ جانوروں کی زبان سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات ان کے معاملات اور جھگڑوں کا فیصلہ فرماتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ ایک بار آپ خاتم النبیین ﷺ کسی انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے تو

سامنے ایک اونٹ نظر آیا جب اس نے نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کو دیکھا تو رونے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ اس کے پاس آئے، اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا، اس کے بعد پوچھا: "یہ اونٹ کس کا ہے"؟ ایک انصاری جوان آیا، وہ کہنے لگا: "اللہ کے رسول ﷺ! میرا ہے"، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "کیا تم ان جانوروں کے سلسلے میں جن کا اللہ نے تمہیں مالک بنایا ہے اللہ سے نہیں ڈرتے، اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اس کو بھوکا مارتا اور تھکاتا ہے"۔ (سنن ابی داؤد، مسند احمد، السلسلۃ الصحیحۃ) تو اونٹ کی زبان کو سمجھ کر اس کی فریاد سنی اور اس کے حق میں فیصلہ دیا۔

غرض نبی کریم خاتم النبیین ﷺ جانوروں کی بولیوں پر مطلع ہوتے تھے۔ تو انبیاء علیہ السلام کو بطور معجزے کے زبانوں کا علم دیا گیا۔ حتیٰ کہ پرندوں کی زبانوں کا بھی۔

نوع انسان کے سوا دنیا کی ہر نوع کی ایک ہی زبان ہے:- جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام انسانوں کی زبان کا علم دیا گیا تھا۔ یہ جو قرآن کریم میں فرمایا گیا: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۤءَ كُلَّهَا (سورۃ البقرہ، آیت نمبر-31)

ترجمہ: "آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے گئے"۔ اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ **عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۤءَ كُلَّهَا یعنی علم اللغات کلھا** آدم علیہ السلام کو ساری لغتیں سکھلا دی گئی تھیں۔ جو قیامت تک انسانوں کے اندر بولی جائیں گی۔ وہ ہر زبان سکھلا دی تھی۔ ان کی پہلی نسل ان تمام زبانوں کو جانتی تھی۔ لیکن جب نسل اور دنیا میں منتشر ہوئی، کوئی قبیلہ کہیں آباد ہوا کوئی کہیں آباد ہوا۔ تو وہاں کی زمینوں کی خصوصیات تھیں۔ ایک ایک قبیلے کے اوپر ایک ایک لغت کا غلبہ ہو گیا۔ اس طرح زبانیں الگ ہو گئیں تو ایک دوسرے کی زبان کو سمجھنا چھوڑ دیا اور سمجھنے سے محروم ہو گیا۔ اس کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانی ظاہر فرمایا ہے۔ اس کی قدرت کی نشانیوں میں ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں کا اور تمہارے رنگوں کا اختلاف۔ یعنی بنی آدم اس میں مختلف ہیں۔ حالانکہ ایک ماں باپ کی اولادیں، ایک جنس، ایک نوع لیکن ایک دوسرے کی صورت نہیں ملتی، رنگ نہیں ملتا، زبان نہیں ملتی، ایک پنجابی بولتا ہے، ایک بنگالی بولتا ہے، ایک ہندی اور ایک انگریزی بولتا ہے۔ دنیا کے جتنے جاندار ہیں ہر نوع کی ایک زبان ہے۔ خواہ وہ کسی ملک کا ہو، مثلاً طوطا ٹیں ٹیں کرے گا وہ ہندوستان کا ہو یا پاکستان کا، طرابستان کا ہو یا ترکستان کا۔ مور ایک بولی بولے گا چاہے یورپ کا ہو یا ایشیاء یا افریقہ کا ہو، کبوتر ایک ہی طرح بولے گا کہیں کا ہو، لیکن انسان بھانت بھانت کی بولیاں بولتا ہے۔ ترکی اور طرح سے، یورپین اور ایشین اور انداز سے، یہ اللہ کی قدرت کی نشانی نہیں تو اور کیا ہے؟۔ کہ ایک جنس کے سارے افراد ہیں اور زبان الگ الگ ہے۔ ان میں سے ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھتا یہ قدرتِ خداوندی کی نشانی ہے۔

انسان کی غفلت:- بہرحال ہر چیز اپنی اپنی زبان میں تسبیح کرتی ہے مگر ہم ان کی زبانوں کو نہیں سمجھتے۔ جیسا کہ ہم ایک دوسرے کی زبانوں کو نہیں سمجھتے۔ غرض کنکریاں تسبیح کرتی ہیں، سفید کپڑا تسبیح کرتا ہے، چلتا ہوا پانی تسبیح کرتا ہے، ہری ٹہنیاں تسبیح و ذکر کرتی ہیں، لیکن نہیں ذکر کرتا تو انسان نہیں کرتا، غافل ہے تو انسان اللہ کی یاد سے غافل ہے حالانکہ سب سے زیادہ اس کو ذاکر ہونا چاہیے تھا۔ اللہ نے جو نعمتیں اس پر مبذول کی ہیں، ساری کائنات میں اللہ نے وہ کسی کو عطا نہیں کی ۔ جتنا چہیتا اور پیاری مخلوق انسان ہے، کوئی مخلوق کائنات میں اللہ کو اتنی پیاری نہیں، مگر یہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہے حالانکہ سب سے زیادہ ذاکر اس کو ہونا چاہیے تھا اس کے اوپر انعامات کی بارش ہے۔

ساری کائنات انسان کی غذا ہے:- ہر چیز کا لباس اس کی کھال ہے، اس کو الگ لباس دیا گیا، رنگ برنگ کا لباس، رنگ برنگ کپڑے، ہر نوع کی غذا ایک ہے، کوئی نوع گھاس کھاتی ہے، کوئی نوع دانہ کھاتی ہے، کوئی پتے چباتی ہے، کوئی مٹی کھاتی ہے، لیکن انسان کو ہر چیز پر قادر کیا گیا، ہر چیز اس کی غذا ہے، گھاس یہ کھائے، پھانس یہ کھائے، پتے یہ کھا جائے، چونا یہ کھائے، مٹی یہ کھائے، چاندی، یہ کھا جائے، سونا یہ نگل لے، جواہرات اس کے پیٹ میں جاتے ہیں، غرض جمادات، نباتات اور حیوانات ساری چیزیں اس کی غذا ہیں، تانبے اور سونے کے ورق نگل جائے گا۔ چاندی سونا کا کشتہ کھا جائے گا، کتھہ یہ کھائے، پتے یہ کھائے، سبزیاں یہ کھائے، دنیا بھر کی چیزیں اس کے پیٹ میں چلی جاتی ہیں، تو کائنات کی ہر نوع کی ایک غذا اور پوری کائنات اس کی غذا۔

ساری کائنات انسان کی سواری:- ہر چیز اپنے پیروں سے چلتی ہے، اس کو سواریوں پر اٹھایا گیا، حیوانات اس کی سواری میں ہیں، نباتات اور جمادات اس کی سواری ہیں، جہاز اور ریلیں جو چلتی ہیں وہ حیوانات کی قسم میں سے نہیں ہیں، وہ جمادات میں سے ہیں۔ اس کی سواری بنتی ہیں، گھوڑا، اونٹ، بیل یہ سب اس کی سواری بنتی ہیں، تو حیوانات کے سروں پر یہ سوار، جمادات کی سروں پر یہ سوار اور نباتات اس کی سواری میں ہیں، (دیکھو درختوں پر چڑھ کر بیٹھ جاتا ہے) سمندروں میں یہ سواری کرتا جائے، زمین کی پشت پر یہ سواری کرتا جائے، کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کو سواری دی گئی ہو، ہر ایک اپنے پیر سے چلنے پر مجبور ہے، اس کو مقرب اور منظم بنایا گیا، ساری کائنات اس کی سواری بن گئی۔

اور ساری کائنات انسان کا لباس ہے:- اور ساری کائنات اس کا لباس ہے کہ درختوں کی کھال سے یہ لباس بنائے، روئی سے یہ لباس بنائے، جانوروں کی کھال

کھسوٹ کر یہ لباس بنالے۔ اب سنا ہے کہ شیشے کے کپڑے چلنے والے ہیں، لکڑی اور کھال کے کپڑے بننے لگے ہیں، غرض ساری کائنات اس کا لباس، ساری کائنات اس کی سواری، اللہ کے یہاں اتنا چہیتا اور پیارا انسان کہ ساری کائنات کو اس کی خدمت پر لگا رکھا ہے کہ کھانے کو آئے تو سر تسلیم خم کردے کہ کھا لینے دو۔ لباس بنائے تو چپ ہو کر بیٹھ جاؤ، اس کو لباس بنانے دو، سواریاں بنائے تو سر جھکا دو کہ سوار ہو کر جائے، تو ساری چیزوں سے زیادہ اس کو ذاکر بننا چاہیے تھا، مگر سب چیزوں سے زیادہ اگر غافل ہے تو انسان غافل ہے۔

انعامات کا تقاضا کیا ہے؟ پتھروں کی شان یہ ہے کہ یَتَفَجَّرُ مِنۡهُ الۡاَنۡهٰرُ ''ان میں سے نہریں اور چشمے پھوٹ پڑتیں ہیں'' (سورة البقرہ، آیت نمبر 74-) اور کچھ نہیں تو پتھر رو پڑتے ہیں، ان سے پانی بہہ پڑتا ہے اور کچھ نہیں تو پتھر اوپر سے نیچے آ پڑتا ہے، یہ اس کی تواضع اور انکساری کی بات ہے، لیکن اگر غرور اور کبر بھرا ہوا ہے تو انسان میں بھرا ہوا ہے کہ نہ اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتا ہے نہ یہ تواضع سے نیچے جھکتا اور گرتا ہے۔ حالانکہ پتھر گر بھی پڑتا ہے، اور پانی بھی بہا دیتا ہے تو سب سے زیادہ اگر غافل ہے تو انسان غافل ہے حالانکہ اس کو سب سے زیادہ ذاکر ہونا چاہیے تھا۔ اس لیے کہ اس پر انعامات کی بارش ہے۔

حقیقت زندگی:- ذکر اللہ چونکہ حیات ہے تو ذکر کرنے والا غافلوں میں ایسا ہے جیسے مردوں میں زندہ بیٹھا ہو- اگر ایک بھرا مجمع غافلوں کا ہو، ایک اللہ کی یاد کرنے والا موجود ہے وہ ایسا ہے جیسے مردوں کے مجمع میں ایک زندہ بیٹھا ہوا ہو۔ اس لیے زندگی نام بدن کا نہیں ہے بلکہ قلب کی زندگی، زندگی ہے۔

مجھے یہ ڈر ہے کہ دل زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

زندگی نام دل کی زندگی کا ہے اور دل کی زندگی اللہ کی یاد سے ہوتی ہے۔ روٹی ٹکڑے سے نہیں ہوتی یہ بدن کی زندگی ہے، جو روٹی سے ہوتی ہے۔ یہ اتنی عارضی ہے کہ روٹی ملنے سے دیر ہو تو بدن مرجھانے لگتا ہے، اور منقطع ہو جائے تو بدن چھن جاتا ہے لیکن قلب کی زندگی دوامی ہے اس لیے ذکر اللہ جو زندگی پیدا کرتا ہے وہ دوامی زندگی ہوتی ہے۔ وہ نفس کے اندر قائم ہو جاتی ہے۔

ذاکر انسان کا مقام آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اس انسان کی مثال جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا زندہ اور مردے شخص کی سی ہے''۔ (اخرجہ البخاری فی کتاب الدعوات، باب: فضل ذکر اللہ عزوجل، رقم: ۶۴۰۷)

تو انسان اگر ذاکر بنے گا تو سارے ذاکروں پر بڑھ جائے گا اور اگر غافل بنے گا تو سب سے زیادہ بدتر ہو جائے گا۔ حق تو یہ تھا کہ سب سے زیادہ ذکر کرتا اور یہ غافل بن گیا۔ پتھر بھی اس سے اچھا، درخت کی ٹہنیاں بھی اس سے اچھی۔ جانور بھی اس سے اچھے، کیونکہ سب ذکر میں مشغول ہیں یہ سب سے زیادہ ذلیل اور بدتر ہے اور اگر ذکر پر آجائے تو ہر ذاکر اس سے نیچے ہے۔ اس لیے کہ اس کا ذکر جامع ہوگا۔ جو اور انواع کو میسر نہیں ہے۔ تو ذکر فی الحقیقت روح کی غذا ہے، اور ذکر ہی فی الحقیقت انسان کی زندگی ہے۔ غذائے روحانی ذکر اللہ سے حاصل ہوتی ہے۔

زندگی کی حقیقی غذا:- انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی غذائیں قلیل ہوتی ہیں اور قوتیں سب سے زیادہ ہوتی ہیں۔ وہ قوت ان میں یاد خداوندی سے پیدا ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے امت کو ممانعت فرمائی کہ صوم وصال مت رکھو، یعنی بلا افطار کیے روزے پر روزہ مت رکھو، سحر بھی کھاؤ، افطار بھی کرو، کھا پی کر اگلا روزہ رکھو، بلا کھائے پیئے روزے پر روزے رکھتے چلے جانا اس کو صوم وصال کہتے ہیں۔ اس سے آپ خاتم النبیین ﷺ نے ممانعت فرمائی۔ اور حدیث میں ہے کہ'' آپ صوم وصال رکھتے تھے، پندرہ پندرہ دن آپ کا مسلسل روزہ ہے'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہمیں تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ممانعت فرمائی اور خود حضور خاتم النبیین ﷺ صوم وصال رکھتے ہیں''، فرمایا۔ ایکم مثلی طعمنی ربی ویسقینی'' تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ مجھے تو میرا پروردگار کھلاتا اور پلاتا ہے''- (صحیح بخاری) یہ کھلانا اور پلانا کیا تھا؟ یہ پلاؤ اور زردے کے دسترخوان آسمان سے نہیں اترتے تھے یہ ذکر اللہ اور یاد حق غذا تھی جو روح میں پیوست تھی۔ اس سے روح زندہ تھی اور روح سے بدن زندہ تھا تو اللہ کا ذکر جب رگ وپے میں سما جاتا ہے تو غذاؤں کی حاجت کم ہو جاتی ہے تو زندگی کا دارومدار ذکر پر ہو جاتا ہے۔

حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ نے آخیر عمر میں انتقال سے چند ماہ پیشتر یہ فرمایا کہ'' اب بحمد اللہ بقائے حیات کے لیے مجھے کھانے پینے کی حاجت نہیں رہی ہے محض اتباع سنت کے لیے کھاتا اور پیتا ہوں۔ زندگی باقی رکھنے کے لیے کھانے پینے کی حاجت نہیں رہی۔ غرض یہ کہ جب ذکر اللہ رگ وپے میں رچ بس جاتا ہے تو پھر زندگی کا دارومدار روٹی پر نہیں ہوتا، ذکر پر رہ جاتا ہے، ذکر اللہ سے آدمی زندہ ہوتا ہے، قوت روحانی سے اس کی حیات اور بقاء ہوتی ہے تو اصل زندگی فی الحقیقت یاد حق کا نام ہے۔

ذکر اللہ کا عجیب اور عظیم ثمرہ :- پھر اس کا عجیب اور عظیم ثمرہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قانون مکافات ہے جیسا انسان خود کرتا ہے ویسا ہی ادھر سے معاملہ ہوتا ہے۔

فرمایا گیا: اِنْ تَنْصُرُوا اللهَ يَنْصُرْكُمْ 　　 ترجمہ: ''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا"۔ (سورۃ محمّد، آیت نمبر-7)

اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ فرمایا: ''جسے یہ پسند ہے کہ میں جلد اللہ سے جاملوں، اللہ کو یہ پسند ہے اور انتظار ہے کہ کب میرا بندہ مجھ سے آکر ملے گا''۔(بخاری)

جو ادھر سے معاملہ وہ ادھر سے معاملہ'' اور فرماتے ہیں فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ ''پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا''(سورۃ البقرہ، آیت نمبر-152)،

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی حدیث قدسی میں حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے مجمع کے اندر یاد کرتا ہے تو میں بھی اس سے بہتر مجمع کے اندر اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ بالشت بھر میرے قریب ہوتا ہے تو میں گز بھر اس سے قریب ہو جاتا ہوں، اگر وہ گز بھر میرے قریب ہوتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر اس سے قریب ہو جاتا ہوں، اگر وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔"(بخاری شریف)

جس نوع کا یہ ذکر کرے گا اسی نوع کا وہاں ذکر ہوگا۔ تو ذاکر جب تک ذکر کرتا ہے انجام کار مذکور بن جاتا ہے، ادھر سے اس نے ذکر کیا، ادھر اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا تو مذکور بن گیا، اس لیے اگر آدمی چاہتا ہے کہ اللہ کے ہاں میرا تذکرہ رہے تو یہ اللہ کا تذکرہ شروع کردے، جتنا یہ یاد کرے گا اتنا ہی وہ یاد کرے گا۔

دیکھئے اگر کسی بڑے حاکم، وزیر اعظم یا پریذیڈنٹ کے یہاں آپ کا تذکرہ آجائے اور آپ سن پائیں کہ آج پریذیڈنٹ نے ہمارا تذکرہ کیا ہے تو عزت وافتخار سے سر اونچا ہو جاتا ہے، اخباروں میں چھاپتے ہیں کہ آج پریذیڈنٹ نے ہمارا تذکرہ کیا ہے۔ اس لیے کہ ایک بڑی ذات جو عزت والی کہلاتی ہے مجھے یاد کرے تو یہ بڑے فخر کی بات ہوگی۔ حق تعالیٰ جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس کے یہاں کسی کا تذکرہ ہو تو یہ تھوڑے فخر کی بات ہے۔ یہ تھوڑی عزت کی چیز ہے کہ اللہ کسی کو یاد کرے؟ اور حق تعالیٰ کب یاد کریں گے؟ جب ہم یاد کریں گے۔ 　 فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ 　 (سورۃ البقرہ، آیت نمبر-152)

غرض اگر کوئی یوں چاہتا ہے کہ میری یاد وہاں قائم ہو جائے، تو اس کی یاد کو اپنے اندر قائم کرے، اگر یہ ہر وقت ذکر کرے گا وہاں بھی ہر وقت ذکر ہوگا، یہ غافل ہو جائے گا تو وہاں بھی غفلت برتی جائے گی۔ 　 وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللهَ فَأَنْسٰهُمْ أَنْفُسَهُمْ 　 (سورۃ الحشر، آیت نمبر-19)

ترجمہ: ''تم ایسے مت بنو کہ اللہ کو بھلا دو، تم اپنے نفس کو بھلا دو گے تو اللہ بھی تمہیں بھلا دے گا۔''

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ''اے ابن آدم! جب تم مجھے تنہائی میں یاد کرو گے تو میں تمہیں تنہائی میں یاد کروں گا۔ اور جب تم مجھے لوگوں میں یاد کرو گے تو میں تمہیں ان لوگوں میں یاد کروں گا جو ان سے بہتر ہوں گے جن میں تم مجھے یاد کرتے ہو''۔(السلسلۃ الصحیحۃ)

یادِ حق کا احساس: اس لیے ذکر اللہ نہ صرف کائنات کی روح ہے بلکہ انسان کی بھی روح ہے، بلکہ انسان کی روح کی روح ہے، اگر ذکر منقطع ہو جائے تو روح پر مردنی چھا جاتی ہے، اگر احساس ہو فرق یہ ہے کہ سیاہ کپڑے پر ہزار دھبے ڈال دو، احساس نہیں ہوگا کہ اس پر بھی کوئی دھبہ ہے، کیونکہ وہ تو ہے ہی سیاہ، اور سفید کپڑے پر ذرا سا دھبا لگا دو، وہ نمایاں ہوگا اور محسوس ہوگا اور جن کے قلبوں میں غفلت رچ چکی ہو، تو ان میں اگر دس غفلتیں اور بڑھ جائیں تو احساس نہیں ہوگا۔ کیونکہ دل غفلتوں میں لگا ہوا ہے لیکن یاد کرنے والا ایک منٹ بھی غافل ہوگا تو اسے احساس ہوگا کہ کوئی چیز میری چھن گئی ہے۔ تو ذکر اللہ انسان کی روح اور زندگی ہے یہ نہ ہو تو انسان کی زندگی ختم۔

یادِ حق کا اصل طریقہ: 1۔ صبح شام کی تسبیحات 　 2۔ ہر وقت کی دعائیں 　 3۔ سونے جاگنے، باہر جانے آنے کی دعائیں۔
4۔ سنتوں پر عمل کرنا۔ 　 5۔ کچھ وقت مقرر پر ذکر اور کچھ چلتے پھرتے 　 6۔ ہاتھ میں تسبیح کا رکھنا

خلاصہ یہ کہ زندگی صرف ذکر اللہ ہے جب کائنات، نباتات، جمادات کی زندگی اس سے ہے تو انسان کی زندگی اس سے کیوں نہ ہو اس لیے انسان کو سب سے زیادہ ذاکر ہونا چاہیے۔ جبھی تو وہ زندہ ہوگا بلکہ زندہ جاوید بن جائے گا۔

اس لئے ہمیں ہر وقت اللہ سے یہ دعا کرنی چاہیئے :- 　 يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ أَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ

ترجمہ: "اے وہ ذات جو سدا زندہ ہے اور ساری کائنات سنبھالے ہوئے ہے! میں تیری رحمت ہی سے فریاد طلب کرتا ہوں، میرے تمام اَحوال کی اِصلاح فرما اور ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے حوالہ نہ فرما"۔(رواہ النسائی فی السنن الکبری (6/147) وفی عمل الیوم واللیلۃ (رق/46)، والحاکم فی المستدرک (1/730)، والبیہقی فی الاسماء والصفات (112)

اخوّت

عربی زبان میں 'اَخ' کے معنی بھائی کے ہیں۔پس اسی لفظ سے اخوت بنا ہے۔جس سے مراد بھائی بندی یا بھائی چارہ ہے۔مسلمان دنیا کے خواہ کسی گوشے میں بھی رہتے ہوں اور کسی بھی گروہ یا نسل سے تعلق رکھتے ہوں، وہ "اِنَّمَا المُؤمِنُوْنَ اِخْوَۃ" کے تحت بھائی بھائی ہیں۔اسی باہم اخوت کا عملی مظاہرہ صبح وشام ہوتا ہے۔محلوں اور شہروں کی مسجدوں میں مختلف خاندانوں اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے لوگ جمع ہوتے ہیں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔اور بارگاہ خداوندی سے رحمت اور مغفرت کے لئے ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعائیں مانگتے ہیں۔علاوہ ازیں سال بھر کے بعد دنیا بھر کے کونے کونے سے مسلمان ایک ہی لباس میں ملبوس خانہ کعبہ پہنچتے ہیں اور بیک وقت حج کی سعادت سے بہرہ ور ہو کر عالمگیر اخوت کا بھرپور مظاہرہ پیش کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی روزمرہ کی زندگی میں اکثر بھائی بندی کا اظہار ہوتا ہے۔

باہم اخوّت وصف صوفیا ہے: 1)ایک مرتبہ حضرت قیس بن سعدؓ بیمار ہو گئے،لوگوں نے عیادت میں تاخیر کی،وجہ پوچھی گئی تو بھائیوں نے بتایا" وہ آپ کے مقروض ہیں۔اس لئے آنے سے شرماتے ہیں"۔اس پر آپؓ نے فرمایا"خدا اس مال کو غارت کرے جو بھائیوں کو بھائیوں کے پاس آنے سے روکے"۔اعلان کروا دیا گیا"جو قیس کا مقروض ہے اس کا قرض معاف کیا جاتا ہے"،یہ اعلان سن کر رات کے وقت تک اتنے زیادہ لوگ آپکے گھر آئے کہ آپ کی دہلیز ٹوٹ گئی۔

2)ایک شخص چار سو درہم کا مقروض تھا وہ اپنے دوست کے گھر گیا۔دروازہ کھٹکھٹایا،دوست باہر آیا اور علیک سلیک کے بعد پوچھا" کیسے آنا ہوا"؟ کہا" میں چار سو درہم کا مقروض ہوں"اور ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ وہ فوراً اندر چلا گیا چار سو درہم کا وزن کیا اور اس کو لا دیئے۔اس کے جانے کے بعد رُوتا ہوا اندر آیا،بیوی نے کہا"یہ دینے اتنے ہی شاک تھے تو دوست کو ٹال دیا ہوتا اب رُوتے کیوں ہو"؟ اُس نے جواب دیا"میں اس لئے نہیں رُو رہا کہ مجھے یہ رقم دینا گراں گزری ہے بلکہ میں تو اس لیئے رُو رہا ہوں،کہ مجھے اپنے دوست کا حال پہلے سے کیوں نہ معلوم ہوا کہ اُسے خود میرے پاس آکر اپنا حال بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی"؟

3)حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''قبیلہ اشعر کے لوگ جب جنگ میں تنگ دست ہو جاتے اور اہل وعیال کے لئے کھانا کم ہو جاتا تو اپنا کھانا ایک کپڑے میں جمع کر لیتے۔بعد ازاں اسی کپڑے سے برابر برابر تقسیم کر دیتے۔یہ لوگ مجھ سے اور میں ان سے وابستہ ہوں''۔(صحیح بخاری)

4)حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کہیں جہاد کا ارادہ کرتے تو فرماتے"اے انصار ومہاجرین تمہارے کچھ بھائی ایسے ہیں جن کے پاس نہ مال ہے نہ سواری اور نہ ہی سامان۔لہٰذا ہر ایک اپنے ساتھ ایک دو یا تین آدمی شامل کرے" یوں ہم باری باری سوار ہوتے تھے۔(سنن ابی داؤد)

5)حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان کے اور سعد بن ابی ربیع انصاریؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا،حضرت سعدؓ نے کہا''میں اپنا نصف مال تمہیں دے دیتا ہوں،میری دو بیویاں ہیں میں ایک کو طلاق دیتا ہوں تم اس سے نکاح کر لینا"۔حضرت عبدالرحمٰنؓ نے دعا دی"اللہ تعالیٰ تمہارے مال اور عیال میں برکت دے۔مجھے بازار کا راستہ دکھائیں"۔اور پھر انہوں نے تھوڑے سے گھی (پنیر) سے تجارت شروع کی جس کا نفع بعد میں اونٹوں پر آنے لگا۔

اخوت کے حقوق وآداب:

1)باہمی تعاون: پرقرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے:تَعَاوَنُوعَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰیۖ وَلَا تَعَاوَنُوعَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

ترجمہ:''نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو مگر گناہ اور ظلم کے کاموں میں تعاون نہ کرو''۔(سورہ المائدہ،آیت نمبر-2)

اس آیت کریمہ میں بلاتمیز مذہب وملت ہر انسان کے ساتھ نیک کاموں میں تعاون کرنے کا درس دیا گیا ہے۔لہٰذا بھوکے کو کھانا کھلانا،ننگے کو لباس پہنانا،مریض کی جان بچانے کی پوری کوشش کرنا،خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو مومن کی زندگی کا وطیرہ ہونا چاہیئے۔اگرچہ ایسا کرنے سے شیطان حسد کرتا ہے مگر تعاون کی فضاء ہموار ہوتی ہے۔اخوت ومحبت میں بگڑنے کا بھی اندیشہ ہے اور سنورنے کا بھی،اور ہر دفعہ جب یہ حال ہو تو ابتداء ہی سے احتیاط کی ضرورت ہے۔اخوت اختیار کرنا ایک عمل ہے اور ہر عمل کی طرح اس کے لئے بھی حسن نیت اور حسن انجام کی ضرورت ہوتی ہے۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے فرمان کے مطابق جن سات قسم کے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے (عرش کے) سایہ میں رکھے گا جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا ان میں دو ایسے شخص بھی شامل ہیں جو اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں' اسی پر وہ جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے۔(صحیح بخاری)

2) روحانی محبت: شیخ فیصلؒ کہتے ہیں کہ جب غیبت شروع ہوجائے تو اخوت کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے روحانی اخوت آمنے سامنے ہوتی ہے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے کہ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ (سورۃ الحجر، آیت نمبر-47) ترجمہ:"وہ بھائی بن کر تخت پر آمنے سامنے ہوں گے"۔

اگر کوئی کسی کے خلاف رنجش کرے اور جب اس کی کوئی بات اسے بُری لگے تو اس کا اظہار کر کے خود اس کا ازالہ نہ کیا جائے ، یا اس سے اس کا ازالہ نہ کروایا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آمنے سامنے کی بے لاگ دوستی نہیں بلکہ روگردانی ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں "اگر دو شخص سچے روحانی بھائی بن جائیں اور بعد میں ان سے کوئی ایک دوسرے سے نفرت کرے تو سمجھ لو کہ ضرور ان دونوں میں سے کسی ایک میں خامی ہے۔کیونکہ روحانی دوستی صاف اور شیریں پانی سے بھی پاکیزہ تر ہوتی ہے۔اور جو کام اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ صفائی پیدا کر دیتا ہے اور جو کام صاف ہو وہ ہمیشہ باقی رہتا ہے"۔

اس لئے دائمی اور سچی محبت کا یہ اصول ہے کہ باہمی مخالفت نہ ہو جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمان نبوی خاتم النبیین ﷺ ہے:

''تم اپنے بھائی کے ساتھ جھگڑا نہ کرو، اور نہ اس سے ایسا مذاق کرو جو اسے پسند نہیں، نہ ایسا وعدہ کرو جس کو تم پورا نہ کر سکو''۔(ترمذی)

شیخ ابوسعید خدریؒ فرماتے ہیں کہ میں تیس برس تک صوفیاء کی صحبت میں رہا، اس عرصے میں ہمارے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہ ہوا، لوگوں نے کہا" یہ کیسے ممکن ہے"؟ آپؒ نے فرمایا''اس کی وجہ یہ تھی کہ میں ان کی صحبت میں ہمیشہ اپنے نفس پر غالب رہا''۔

شیخ عبداللہ بن الجلاؒ سے کسی نے پوچھا"میں کس شرط پر مخلوق کی صحبت میں رہوں"؟ آپؒ نے فرمایا''اس شرط پر کہ اگر میں ان کے ساتھ نیکی نہیں کر سکتا تو ان کو تکلیف بھی نہ دوں گا۔اگر ان کو خوشی نہیں دے سکا تو ان کے ساتھ برائی بھی نہ کروں گا'' مزید فرمایا''اپنے بھائی کی دوستی اور ان کی صحبت سے فائدہ اٹھا کر اس کی حق تلفی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر مومن کے حقوق مقرر کر رکھے ہیں لہٰذا ان کی حق تلفی وہی کر سکتا ہے جو حق تعالیٰ کی حق تلفی کرتا ہو''۔

3) ذکرِ خیر: اخوّت ومحبت کا ایک حق یہ ہے کہ اگر کسی کے ساتھ قطع تعلق ہوجائے تو اس کے بعد بھی اپنے بھائی کا ذکر خیر کیا جائے۔کہتے ہیں "ایک جوان حضرت داؤدؑ کی محفل میں بیٹھا کرتا تھا۔جس کو آپؑ دوسروں پر ترجیح دیتے تھے۔اتفاق سے وہ نوجوان کبیرہ گناہ میں مبتلا ہو گیا، آپ کو اس کی خبر ہوئی بعد میں ،لوگوں نے عرض کیا" کاش آپ اسے الگ کر کے چھوڑ دیتے"۔اس پر آپؑ نے لوگوں سے فرمایا''سبحان اللہ کیا دوست کو کسی بات پر چھوڑا جا سکتا ہے؟ دوستی کا رشتہ تو خونی رشتے کی مانند ہوتا ہے''۔

ایک مرتبہ ایک عقل مند سے پوچھا گیا" تمہیں سب سے زیادہ کون پسند ہے؟ تمہارا دوست یا بھائی"؟ اس نے جواب دیا"میرا بھائی دوست بن جائے تو میں اسے پسند کروں گا"۔

4) عفوودرگزر: عفوودرگزر معاشرے کے اس امن واستحکام کا ضامن ہے، جس کی معاشرے کو بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ایسی صورت میں جب کسی دوست سے ظاہری اور باطنی جدائی ہوجائے یا ظاہری جدائی ہوجائے اور باطنی تعلق باقی رہے، تو ایسے معاملے میں مختلف اشخاص کے مختلف حالات کو دیکھ کر فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی تبدیلی ایسی صورت میں ظاہر ہوتی ہے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹ جاتے ہیں، تو ان کی سابقہ برائی ظاہر ہوجاتی ہے۔ایسے لوگوں سے بغض رکھنا ضروری ہوتا ہے۔کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن سے اتفاقیہ کوئی لغزش ہو گئی ہو، یا غفلت یا کوتاہی واقعہ ہو گئی ہو، لیکن ان کی اصلاح کی توقع ہو، ایسے لوگوں سے بغض نہیں رکھنا چاہئے۔تاہم موجودہ حالات کی وجہ سے ان کے عمل سے نفرت ظاہر کی جائے ،لیکن خود انہیں محبت کی نظر سے دیکھا جائے بلکہ ان کی اصلاح کے لئے دعا کی جائے اور انکی نجات کی امید رکھی جائے۔

حدیث پاک میں ہے" کچھ لوگوں نے ایک آدمی سے بدکلامی کی، جس نے بدکلامی کی تھی تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے انہیں خاموش کرا کے تنبیہ کی تھی کہ''تم اپنے بھائی کے برخلاف شیطان کے مددگار نہ بنو"۔(السلسلۃ الصحیحۃ)

حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں "اگر تمہارا روحانی بھائی کسی گناہ کا مرتکب ہو تو اس کے گناہ کی وجہ سے اس سے قطع تعلق نہ کرو اور نہ اسے چھوڑو۔کیونکہ اگر اس نے کوئی گناہ کیا ہے تو کل اسے چھوڑ بھی سکتا ہے اور ہو سکتا ہے اس کی اس گناہ پر توبہ اس کو باقی سب سے اعلیٰ مقام پر فائز کر دے۔مزید یہ کہ انتقام لینے سے انسان میں تنگ نظری اور تعصب پیدا ہوتا ہے، جبکہ معاف کرنے سے قلب میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔اور اخوت ومحبت کا احساس اور جذبہ انسان کے دل میں موجزن رہتا ہے"۔

سورہ الشوریٰ، آیت نمبر۔43 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛ ترجمہ:''جس نے صبر کیا اور معاف کیا تو بے شک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے''۔کیونکہ عفو صفت الٰہی ہے۔عفو اللہ تعالیٰ کی خصوصی اور امتیازی صفت ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے اختیار کرنے کی بار بار تاکید فرمائی ہے، اور قرآن پاک میں مختلف انداز میں عفو اور

بخشش کا ذکر کیا ہے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے،۔

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا (سورۃ النساء، آیت نمبر - 43) ترجمہ:'' بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے''۔

فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیْرًا (سورۃ النساء، آیت نمبر - 149) ترجمہ:'' بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور قدرت والا ہے''۔

سورہ الشوریٰ، آیت نمبر 25 میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: ترجمہ:'' وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور انہیں معاف کرتا ہے''۔

عفو اسوہ ءرسول خاتم النبیین ﷺ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو بھی عفو اور درگزر کی تلقین فرمائی جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے،۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ (سورۃ آلِ العمران، آیت نمبر - 159) ترجمہ:'' اے محمد (خاتم النبیین ﷺ) لوگوں سے درگزر کرو اور ان کے لئے بخشش مانگو''۔

اخوت کے حقوق و شرائط:

1) دوستی: ایک مرتبہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے حضرت ابن عمرؓ کو دائیں اور بائیں منہ پھیرتے ہوئے دیکھا تو وجہ دریافت کی، عرض کیا'' یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میں نے ایک آدمی کو بھائی بنایا تھا اسے تلاش کر رہا ہوں۔ لیکن وہ نظر نہیں آ رہا'' اس پر حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا'' عبداللہ جب کسی کو اپنا بھائی بناؤ تو اس کا اور اس کے خاندان کے حالات معلوم کر لو اس سے باہمی محبت کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں''۔ (ترمذی)

2) آدابِ اخوت: حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں'' اللہ اس آدمی پر رحم کرے جو میرے عیوب سے مجھے مطلع کرے''۔

شیخ جعفر بن فرقانؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میمون بن مہرانؒ نے فرمایا'' میرے سامنے وہ بات کہو جو میں ناپسند کرتا ہوں، کیونکہ کوئی شخص اپنے بھائی کا خیر خواہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس کے سامنے وہ باتیں نہ کہے جو اسے ناپسند ہوں''۔

3) ذاتی ملکیت کی نفی: اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا اصول ہے کہ وہ اپنے آپ کو کسی چیز کا مخصوص مالک نہیں قرار دیتے۔ حضرت ابراہیم بن شہبانؒ فرماتے ہیں کہ'' ہم اس کی صحبت میں نہیں بیٹھتے جو یہ کہتا ہو کہ یہ جوتی میری ہے''

شیخ احمدؒ کہتے ہیں کہ میں بصرہ میں درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا تھا انہوں نے میری بہت تعظیم و تکریم کی۔ ایک دن میری زبان سے نکلا "میرا تہبند کہاں ہے"؟ ان الفاظ کا کہنا تھا کہ میں ان کی نظروں سے گر گیا۔

4) اہلِ فضل کے قدردان: اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ اہلِ حق جس کی فضیلت سے واقف ہوتے ہیں اسی کو مقدم رکھتے ہیں، اور محفل میں اس کے لئے گنجائش کر کے عمدہ مقام کے لئے اسے ترجیح دیتے ہیں۔

5) عدل و انصاف: عدل و انصاف ایک ایسی چیز ہے جس نے دنیا کے نظام کو قائم رکھا ہے، اگر یہ رک جائے تو کارخانہ عالم درہم برہم ہو جائے۔ اسلام عدل و انصاف کا بڑا حامی ہے اس کے نزدیک دوستی، دشمنی، رنگ و نسل، رشتہ داری و اجنبیت، امارت و عزت، دین و مذہب، میں سے کوئی چیز بھی عدل و انصاف کی راہ میں حائل نہیں ہونی چاہئے۔ فرمانِ الٰہی ہے: (سورہ الحجرات۔ آیت نمبر 9) ترجمہ:'' انصاف پر قائم رہو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''

6) وفاداری: تعلقِ اخوت کے استحکام کے لئے وفاداری شرطِ اولین ہے۔ اس کے برعکس دھوکہ دہی اس رشتہ کو پامال کر کے رکھ دیتی ہے، کیونکہ وفاداری ہی ایک ایسی چادر ہے جس کے باعث اخوت و محبت کو طمانیت نصیب ہوتی ہے۔ اہلِ دل جب کسی کے ساتھ رشتہ اخوت کی بنیاد پر دوستی کا دم بھرتے ہیں تو ہمیشہ وفاداری کرتے ہیں اور جدا ہونے سے پرہیز کرتے ہیں۔

کہتے ہیں ایک آدمی کسی بزرگ کے ساتھ رہتا تھا۔ بعد ازاں اس نے ان سے جدا ہونے کا ارادہ کیا اور اجازت طلب کی تو انہوں نے فرمایا، "میں تمہیں اس شرط پر اپنے پاس سے جانے کی اجازت دیتا ہوں کہ تم اس کی صحبت اختیار کرو گے، جو مجھ سے بڑھ کر تم سے محبت کرے گا۔ تم سب سے پہلے ہماری صحبت میں رہے ہو اس لئے میری تو یہ خواہش ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہی رہو"۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا'' بزرگوار اب میرے دل سے جدائی کا خیال رفع ہو گیا ہے''۔

7) شفقت اور ہمدردی: اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندوں کی یہ صفت ہوتی ہے کہ اگر انہیں کسی کام کے لئے بلایا جائے، تو شفقت اور ہمدردی کے باعث فوراً وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ کسی عالم کا قول ہے کہ جب کوئی شخص اپنے دوست سے کہے "ہمارے ساتھ چلو" اور وہ پوچھے " کہاں چلیں"؟ تو ایسے آدمی کے ساتھ ہرگز نہ رہو۔

8) بے تکلفی: اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے روحانی بھائی کے ساتھ تکلف نہیں برتتے، بلکہ جو چیز حاضر ہو بلا تکلف پیش کرتے ہیں۔

9) ہمدردی: آداب صوفیا کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ وہ اپنے روحانی بھائیوں کے لئے غائبانہ استغفار کرتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ ہو کر اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ اس کی تکلیف دور کرے۔

10) خاطر مدارت: حضرت علیؓ کا قول ہے کہ ''بدترین دوست وہ ہے جو تمہیں خاطر مدارت کا محتاج بنائے یا آنے سے معذرت کرنے پر آمادگی ظاہر کرے، اور تم اس کے لئے تکلف کرو'' حضرت جعفر صادقؒ فرماتے ہیں "میرا وہ بھائی مجھ پر سب سے زیادہ بوجھ ہے جو میرے لئے تکلف کرے اور میں اس سے بچنے کی کوشش کروں۔اور میرے لئے سب سے ہلکا وہ بھائی ہے کہ میں اس کے ساتھ رہ کر یہ محسوس کروں کہ میں تنہا ہوں"۔

11) مساکین سے محبت: اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندوں کا یہ وصف اور امتیاز ہے کہ مساکین سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے لئے تواضع کرتے ہیں۔اور اس طرح حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے اس قول پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

ترجمہ: ''اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت پر رکھ، اور مجھے مسکینی کی حالت میں موت دے اور قیامت کے دن مساکین کے زمرے میں اٹھانا''۔(جامع ترمذی)

فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ انبیاء اکرامؑ میں سے کسی نبی نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ ''اے اللہ میں اپنے ساتھ کیسے تیری رضا کو معلوم کروں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا" تو اپنے ساتھ مساکین کی رضا کو دیکھ لے''۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اہل صفہ کی ایک جماعت کو کسی بات پر سرزنش کی۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ تک خبر پہنچی تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اے ابو بکرؓ شاید تم نے ان کو ناراض کر لیا ہے اگر تم نے ان کو ناراض کر لیا ہے تو تم نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر لیا ہے'' یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا" مجھے معاف کر دو شاید میں نے تم کو ناراض کر دیا ہے"، انہوں نے کہا ''اے ابو بکرؓ نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے''۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو اپنی تعظیم کے لئے دوسروں کا کھڑا ہونا اچھا لگے، اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھ لینا چاہئے''۔(اخرجہ البخاری فی الادب 977) زہریؒ نے جب بادشاہ کے ساتھ میل جول پیدا کیا تو مالک بن دینارؒ نے ان کو لکھا ''اے دوست اللہ مجھے اس بلا سے بچائے جس میں تم گرفتار ہو گئے ہو۔اس میں بڑے بڑے فتنے ہیں عالم اور بزرگ ہونے کے بعد تم نے اپنی عمر کا خاتمہ ظالموں کی صحبت سے کیا۔جب کوئی ان کو بُرا بھلا کہتا ہے تو تم ان کی حمایت میں بحث کرتے ہو۔تم ان سے مانوس ہو اس لئے ان کی وحشت کو محسوس نہیں کرتے تمہارے لئے یہی گناہ کافی ہے'' پھر مالک بن دینارؒ نے ان کے ساتھ ملاقات چھوڑ دی۔

12) مولیٰ کی رضا: عالی اخلاق کی اعلیٰ ترین صورت رضائے الٰہی کا حصول ہے۔یہ نعمت کُبریٰ ہے کہ جس کا بدل کارخانہ حیات میں میسر نہیں آ سکتا۔ارشاد خداوندی ہے،

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط (سورۃ التوبہ، آیت نمبر 72) ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی نعمت ہے''۔

یعنی بندہ اپنے مولیٰ کے لئے وقف ہوا، جو کچھ چاہے اس میں مولیٰ کی رضا پیش نظر ہو نہ کہ اپنے نفس کی۔جب کسی سے محبت اختیار کرے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔اور وہ ایسا کام کرے جس سے اسے قربت خداوندی نصیب ہو۔کیونکہ جو آدمی حقوق اللہ کو صحیح طور پر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہی معرفت عطا فرماتا ہے۔جس کے ذریعے وہ اپنے نفس اور عیوب سے آگاہ ہو کر عمدہ اخلاق و آداب کو پہچاننے لگتا ہے۔پھر وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا پابند بن جاتا ہے، اور وہ مقصود ملائکہ بن جاتا ہے۔یہ وہ مقام ہے جہاں ذکر ہمہ ذکر و ذکر مذکور کا منظر دیکھنے میں آتا ہے، انسان اپنے مقصود میں اس طرح گم ہو جاتا ہے کہ خود قدرت اس کو مقصود خلائق بنا دیتی ہے۔اور یوں اس کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے وقف ہو جاتا ہے۔

ظرافت اور مزاح میں اعتدال: حضرت سعد بن العاصؓ نے اپنے بیٹے سے فرمایا ''ظرافت اور مزاح میں اعتدال رکھو، کیونکہ اس کے افراط سے رعب جاتا رہتا ہے اور یوں بے وقوف افراد بھی تم پر دلیر ہو جائیں گے۔اور اگر اس کو بالکل ترک کر دیا جائے تو دوست ناراض ہو جائیں گے۔اور مصاحبوں کو وحشت ہونے لگتی ہے اور یوں بھائی چارہ ختم ہو جاتا ہے''۔جس طرح مزاح کے اعتدال کو قائم رکھنا دشوار ہے اسی طرح ہنسی کے اعتدال کو قائم رکھنا مشکل اور دشوار ہے۔ہنسی انسانی خصوصیت ہے جو انسان کو حیوان سے ممتاز کرتی ہے، ہنسی عجیب و غریب چیز پر آتی ہے اور تعجب غور و فکر کا نتیجہ ہوتا ہے۔جو انسان کے لئے باعث شرافت اور اس کی ممتاز خصوصیت ہے، لہذٰا اس کے اعتدال سے بخوبی واقف ہونا ان لوگوں کا کام ہے جو علم میں ثابت قدم ہوں۔کہا جاتا ہے کہ زیادہ ہنسی سے بچو کیونکہ یہ دل کو مردہ کر دیتی ہے، اور اس سے چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ زیادہ ہنسی رعونت کی نشانی ہے۔

گناہوں سے بچنے کا طریقہ

قرآن پاک سورہ آل عمران آیت نمبر 102 میں فرمان الٰہی ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ہ

ترجمہ: ''اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم میں سے کسی کی موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ مسلمان مرو''۔

یعنی تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہو۔

گویا مرنا تو غیر اختیاری ہے، مگر ایک بات اختیاری ہے کہ موت اچھی اور بہت اچھی حالت میں آئے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو ہر وقت گناہوں سے بچایا جائے۔ کیونکہ فتنوں کا ایک سیلاب ہے کہ جس نے پورے معاشرے کو اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔ اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا ایک مشکل کام ہے اگرچہ کہنا آسان ہے مگر عملاً یہ ایک دشوار مرحلہ ہے، اور یہی مشکل مرحلہ طے کرنے کے لئے قرآن پاک، علماء اکرام، صوفیاء کرام، اور بزرگان دین اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی تاکید کرتے ہیں، اس لئے اس کام کے لئے ہمیں نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔

سورہ توبہ آیت نمبر 119 ترجمہ: ''اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو (یعنی گناہوں سے بچو جس کا راستہ یہ ہے کہ) سچوں کے ساتھ رہو''۔

بزرگوں کی صحبت اور تربیت سے نیکیاں آسان اور لذیز ہو جاتی ہیں اور گناہ مشکل ہو جاتے ہیں۔ اور ان سے وحشت ہونے لگتی ہے۔ بیعت کا تعلق بھی بزرگوں سے اسی لئے قائم کیا جاتا ہے۔ پہلے زمانے میں صحبت بزرگ اور بیعت ہی اصلاح نفس کے ذرائع تھے، لیکن آج کل یہ طریقہ تقریباً ختم ہو چکا ہے، نہ تو فی زمانہ لوگ کسی بزرگ کو بزرگ جانتے ہیں اور نہ ہی اس قدر مجاہدات اور ریاضات کر سکتے ہیں، جیسے پہلے بزرگان دین کروایا کرتے تھے۔ گویا اب تقویٰ کا معیار گھٹ گیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں میں اب اتنی ہمت ہی نہیں رہی کہ وہ اتنے مجاہدات کر سکیں۔ اس لئے ہمیں اصلاح نفس کے لئے آسان ذرائع کا سہارا لینا پڑا۔ اور یہ انتہائی آسان نسخہ ہے جس کو بغیر کسی مشکل کے ہر مسلمان کر سکتا ہے۔

اور یہ چار اعمال ہیں اور یہ چاروں اعمال شریعت، طریقت دونوں کی جان ہیں۔ آدمی اگر ان کی عادت ڈال لے گا، تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق قائم ہو جائے گا۔ جس کا کیف وسرور وہ اپنی زندگی میں محسوس کرے گا۔ قلب کی حالت اصلاح پذیر ہونے لگے گی اور پھر رفتہ رفتہ وہ مقام آجائے گا کہ آدمی اگر چاہے بھی تو کوئی گناہ نہ کر سکے گا۔ وہ چار اعمال یہ ہیں، (1) شکر (2) صبر (3) استغفار (4) استعاذہ (پناہ)

1- شکر: پہلی چیز شکر ہے سب سے پہلے تو یہ عادت ڈالنی چاہئے کہ صبح جاگنے اور رات کو سونے سے پہلے اپنی ذات اور اپنے ماحول پر سرسری سی نظر ڈال کر اللہ تعالیٰ کی دین ودنیا کی نعمتوں کا دھیان کر کے، اجمالی شکر ادا کر لیا جائے۔ خصوصاً ایمان کی دولت جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور دین ودنیا کی جو عافیت اس نے ہمیں عطا کر رکھی ہے، اس کے علاوہ جس نعمت کا بھی دھیان آئے دل میں چپکے سے اس کا شکر ادا کر لیا جائے۔ یعنی جب بھی مرضی کے موافق کوئی کام ہو جائے، یا کیا جائے یا ہوتا ہوا دیکھیں تو چپکے سے کہہ دیا جائے۔ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یَا اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَ لَکَ الشُّکْرُ''۔

شکر کرنے کے مواقع: صبح سے شام تک سینکڑوں ایسے کام ہوتے ہیں جو آدمی کی مرضی کے موافق ہوتے ہیں۔ صبح وقت پر آنکھ کھل گئی الحمد للہ، صبح کی نماز وقت پر ادا کر لی الحمد للہ، ناشتہ وقت پر کر لیا الحمد للہ، گھر والوں اور اپنے آپ کو تندرست پایا الحمد للہ، بچے وقت پر سکول چلے گئے الحمد للہ، قرآن پاک کی تلاوت کر لی الحمد للہ، وظائف وقت پر کر لئے الحمد للہ، بچے وقت پر گھر واپس آگئے الحمد للہ، تھوڑی ہوا کا جھونکا آیا الحمد للہ، غرض جو کام بھی چھوٹا ہو یا بڑا طبعیت کے موافق ہو جائے یا کوئی دعا قبول ہو جائے یا کسی بات سے دل کو لذت نصیب ہو، یا کسی کار خیر کی توفیق ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر دل وزبان سے کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اس کام میں نہ وقت لگتا ہے نہ مال خرچ ہوتا ہے اور نہ ہی محنت کرنی پڑتی ہے۔

سورہ ابراہیم آیت نمبر سات:- ترجمہ: ''اگر تم شکر کرو گے (نعمتوں کا) تو میں اضافہ کروں گا''۔

شکر کرنا اللہ کی پسندیدہ ترین عبادت ہے:- اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں میں سب سے عظیم کتاب قرآن مجید ہے۔ اس کتاب کو سورہ فاتحہ سے شروع فرمایا، اور سورہ فاتحہ کا پہلا حرف ہی الحمد للہ کے الفاظ سے شروع کیا۔ آخر کچھ تو بات ہے کہ شکر کو اتنی اہمیت سے بیان کیا جا رہا ہے۔ اور یہ سورۃ اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہے کہ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس سورہ کو نہ صرف یہ کہ ہر نماز بلکہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھنے کا حکم ہے۔ نماز میں اس سورہ کے علاوہ اگر کچھ بھول جائے تو سجدہ سہو کر لیں نماز ادا ہو جائے

گی۔لیکن اگر یہ سورہ نہیں پڑھی تو نماز ویران ہوجائے گی ،شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ثناء اور اپنی حمد پسند ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد بیان کرنے کی تعلیم فرمائی ہے۔کہ اس طرح میری تعریف کرو اور دعا مانگو۔

ایک لکڑہارے کا قصہ: حضرت سلیمانؑ کا تخت جو کسی بادشاہ کو نصیب نہ ہوا۔جس کو جنات اور ہوا (جو آپؑ کے تابع تھے) لے کر چلتے تھے۔پرندوں کا سایہ ہوتا تھا۔اور کتنی ہی مخلوق خدا (جو آپؑ کے تابع تھی) ساتھ چلتی تھی۔تو بڑی شان کے ساتھ حضرت سلیمانؑ کا تخت اُڑا جا رہا تھا،اسے دیکھ کر جنگل کے ایک چرواہے کے منہ سے نکلا سبحان اللہ ،واہ کیا شان ہے آلِ داؤد علیہ السلام کی۔ہوا نے فوراً وہ آواز حضرت سلیمانؑ تک پہنچادی۔حضرت سلیمانؑ نے تخت کو نیچے اترنے کا حکم دیا اور اس چرواہے کے پاس روکنے کا حکم دیا۔تخت آن واحد میں چرواہے کے آگے آ کر رُک گیا،حضرت سلیمانؑ اس تخت سے اترے اور اس سے پوچھا ''تونے ابھی ابھی کیا کہا ہے''؟ وہ بے چارہ چرواہا ڈر گیا، پہلے تو اسے کچھ یاد نہ آیا پھر اس نے کہا ''میں نے تو سبحان اللہ کہا تھا کہ آل داؤدؑ کی کیا شان وشوکت ہے''۔حضرت سلیمانؑ نے اس سے کہا ''تجھ کو لشکر سلیمان دیکھ کر رشک آیا تھا لیکن شاید تجھے یہ معلوم نہیں کہ سلیمان کا یہ لشکر ایک دن ختم ہوجائے گا اور تیرا یہ سبحان اللہ کہنا ہمیشہ باقی رہے گا۔اس سبحان اللہ کے سامنے سلیمان کے ایک ہزار لشکر ہیچ ہیں۔تجھے معلوم ہی نہیں کہ تیرے ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے تیرا مرتبہ کتنا بلند ہوگیا ہے''۔

شکر سے صبر وتقویٰ پیدا ہوتا ہے: اللہ تعالیٰ کا شکر ایسی چیز اور ایسی دولت ہے کہ جس سے بے شمار راحتیں اور نعمتیں حاصل ہوتی ہیں ،اور جب انسان ہر وقت شکر کرے گا تو اس سے جذبہ صبر بھی پیدا ہوگا۔شکر گزار آدمی سے گناہ کم ہوتے ہیں ،شکر گزاری کی عادت سے حسد،حرص وہوس ،اور اسراف وبخل وغیرہ کے مہلک امراض سے نجات رہتی ہے شکر کا ایک اور عظیم فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان تکبر سے محفوظ ہوجاتا ہے، کیونکہ نعمتوں کو اپنا کمال نہیں سمجھتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھتا ہے۔تو جب اپنے کمال پر نظر نہ رہی بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعام پر نظر رہی تو اکڑنا اور اترانا ختم ہوجاتا ہے ،اور تکبر نامی بلا سے محفوظ ہوجاتا ہے ،تکبر اتنا خوفناک گناہ کبیرہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ سے روایت ہے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:''وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا-''(صحیح مسلم ،ج 1، حدیث نمبر 267)

2- صبر: صبر دوسرا عمل ہے جو کام مرضی کے مخالف ہوا ن پر ناجائز عمل سے خود کو روک لینا،جس طرح صبح سے شام تک بے شمار کام ہماری مرضی کے مطابق ہوتے ہیں، اس طرح سے کام مرضی کے مخالف بھی ہوتے ہیں۔مثلاً بس اسٹاپ پر پہنچے بس نکل گئی، بازار جانا تھا عین وقت پر دوسرا کام آن پڑا۔مہمان آگئے یا کسی عزیز ترین ہستی کی موت آگئی یا کوئی خطرناک بیماری لگ گئی۔زندگی میں روزانہ نجانے کتنی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو ہمیں ناگوار گزرتی ہیں اور نفس پر شاق گزرتی ہیں۔غرض مرضی کے خلاف چھوٹا سا کام ہو یا بڑی مصیبت ہو تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ پر نظر رکھنا،اور خود کو آپے سے باہر نہ ہونے دینا صبر ہے۔

صبر قلب کا بہت ہی اہم عمل ہے کیونکہ ہر ایسی بات جو قلبی سکون اور عافیت کو درہم برہم کرنے والی ہو صبر آزما ہوتی ہے۔غرض کوئی کام بھی مرضی کے خلاف پیش آئے کوئی بڑا صدمہ ہو یا معمولی سی ناگواری ہو اس پر فوراً انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا جائے کہ یہ صبر کا انتہائی آسان طریقہ ہے۔اس میں محنت، وقت یا مال خرچ نہیں ہوتا۔

سورہ بقرہ آیت 153 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''ان اللہ مع الصابرین''(بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

ایک مرتبہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے سامنے ایک چراغ جلتے جلتے بجھ گیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ''**انا للہ وانا الیہ راجعون**'' پڑھا۔حضرت عائشہؓ نے پوچھا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کیا یہ مصیبت ہے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا'' کیوں نہیں جس چیز سے مسلمان کو تکلیف ہو وہ مصیبت ہے اور اس پر صبر کے ثواب کا وعدہ ہے''۔

ایک حدیث پاک ہے کہ''مومن ہر حالت میں کامیاب ہے اس لئے کہ اگر اسے کوئی خوشی ملتی ہے تو شکر کرتا ہے کوئی مصیبت آتی ہے تو صبر کرتا ہے''۔(مسند احمد،جلد 1 ،حدیث نمبر 195)

صبر سے انبیاء کرام علیہ السلام کا امتحان: نبوت سے قبل تقریباً تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے بکریاں چرائیں ہیں اس کی حکمت یہ ہے کہ بکریوں کی چرواہی سے صبر،حلم اور تحمل کی عادت پیدا ہوتی ہے۔کیونکہ بکریاں اکثر مختلف جانب بکھر جاتی ہیں اور چرتے چرتے آگے بڑھتی جاتی ہیں اور اپنی ساتھی بکریوں کی طرف توجہ نہیں دیتیں،ان کو جمع رکھنے اور ان کی نگرانی کرنے کے کام کرنے کے لئے ایسے فرد کی ضرورت ہوتی ہے جو دل ودماغ کا ٹھنڈا اور ریوڑ کے بے ڈھبے پھیلاؤ کو سنبھالنے میں صبر اور برداشت کا مظاہرہ کرنے والا ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام:- نبوت سے قبل حضرت شعیبؑ کے ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے، ایک دن ان کی ایک بکری ریوڑ سے الگ ہوگئی اور کہیں کھوگئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے جنگل میں آگے پیچھے ہر جگہ تلاش کیا لیکن وہ نہ ملی۔ اس کی تلاش میں آپ علیہ السلام اس قدر محو تھے کہ آپؑ کے پاؤں زخمی ہو گئے اور ان پر ورم آ گیا، پھر وہ بکری خود ہی تھک ہار کر ایک جگہ بیٹھ گئی، آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس جگہ پر پہنچ گئے جہاں بکری بیٹھ گئی تھی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر بکری کھڑی ہوگئی تو آپ نے دیکھا کہ بکری پریشان اور زخمی ہے، آپؑ نے بجائے اس کے کہ اس پر غصہ کرتے اس کے بدن پر محبت سے ہاتھ پھیرنا شروع کیا، اس کے جسم سے نہایت پیار سے گرد صاف کی آپ پھر ماں کی مامتا کی طرح پیار سے اسے دیکھنے لگے، اور باوجود اس کے کہ اس قدر اذیت اور تکلیف برداشت کر چکے تھے ذرا بھی غصہ وغضب اس بکری پر نہ کیا بلکہ اس کی تھکاوٹ اور اس کی پریشانی کو دیکھ کر کہ وہ ریوڑ سے بچھڑ کر کتنی پریشان ہوئی ہوگی آپؑ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بکری سے کہنے لگے کہ فرض کیا کہ تجھے مجھ پر رحم نہ آیا تو تو نے مجھے تھکا دیا اور پریشان کیا، لیکن تجھے اپنے اوپر کیوں نہ رحم آیا کہ تو ریوڑ سے الگ ہو کر اتنی پریشان ہوگئی؟۔ ''میرے پاؤں کے زخموں اور آبلوں کا اگر تجھے خیال نہ آیا تو تو کم از کم اپنی پریشانی اور تکلیف کا خیال کرتی اور اپنے اوپر رحم کھاتی''۔

اُس وقت ملائکہ نے گواہی دی اور اللہ تعالیٰ سے فرمایا ''نبوت کے لئے حضرت موسیٰؑ زیبا ہیں اُمت کا غم کھانے اور ان کی طرف سے ایذا رسانی پر صبر کرنے کے لئے جس تحمل، حوصلے اور جس دل وجگر کی ضرورت ہوتی ہے وہ خوبی ان میں موجود ہے''۔

شیخ ابوالحسن خرقانیؒ:- طالقان کے علاقے کا رہنے والا ایک شخص جس کو شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی زیارت کا بے حد شوق تھا۔ ایک طویل اور تکلیف دہ سفر کے بعد شہر خرقان پہنچا، ان کے دروازے کی زنجیر ہلائی، ایک عورت نے کھڑکی سے جھانک کر پوچھا" کون ہے "؟ اس نے جواب دیا" میں شیخ ابوالحسنؒ کی قدم بوسی کے لئے طالقان سے حاضر خدمت ہوا ہوں"۔ اس عورت نے کہا" میاں یہ بھی کوئی مقصد ہے؟ تمہاری عقل ودانش پر رونے کو دل چاہتا ہے معلوم ہوتا ہے تم نے یہ داڑھی دھوپ میں سفید کی ہے، کیا تجھے تیرے وطن میں کوئی کام دھندا نہ تھا" ؟ عقیدت مند یہ ماجرا دیکھ کر اور باتیں سُن کر ہکا بکا رہ گیا، اس نے ہمت کر کے پوچھا" یہ تو بتایئے کہ شیخ صاحب ہیں کہاں "؟ عورت نے جواب دیا" ارے کہاں کا شیخ۔ اس نے دھوکے کا جال پھیلا رکھا ہے، تجھ جیسے احمقوں کو اپنی ولایت کے جال میں پھنساتا ہے، اب بھی وقت ہے جہاں سے آیا ہے اُلٹے پاؤں لوٹ جا۔ ورنہ اس دغاباز کے چکر میں نہ دین کا رہے گا نہ دنیا کا۔ بھلا نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا یہی طریقہ تھا۔ لوگوں نے تقویٰ اور احکام شریعت کو تو پسِ پشت ڈال دیا ہے بس لگے قدم بوسی کرنے۔ اور ان جیسے لوگوں نے تم جیسے لوگوں کو اپنا شیدائی بنا لیا ہے بجائے اس کے کہ لوگ اللہ کے شیدائی ہوتے۔ آج تو ایک عمرؓ کی ضرورت ہے جو سختی سے ان لوگوں کا محاسبہ کرے"۔ وہ آدمی وہاں سے لوٹ آیا۔ شہر کے لوگوں سے شیخ کا پتہ معلوم کیا کسی نے بتایا کہ جنگل کی طرف گئے تھے۔ یہ سنتے ہی وہ راہِ حق کا مسافر دیوانہ وار شیخ کی تلاش میں جنگل کی طرف روانہ ہوا، راستے میں شیطان نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ شیخ نے ایسی بے ہودہ عورت کو اپنے گھر میں کیسے رکھا ہوا ہے، اس کا دل طرح طرح کے وسوسوں سے بھر گیا، اس نے دل میں کہا "یہ لوگ رہتے کیسے ہونگے؟ یہ زندگی کیسے گزارتے ہوں گے؟ یہ عورت تو آگ ہے اور شیخ پانی۔ بھلا ان دونوں میں محبت کیسے ہوسکتی ہے "؟ دل ہی میں جواب دیا" اس میں بھی کوئی اللہ تعالیٰ کی حکمت اور بھید ہوگا"۔ وہ اپنے خیالات میں گم جنگل میں داخل ہوا تو اسے سامنے سے ایک شخص آتا ہوا نظر آیا جو شیر کی پشت پر اس شان سے سوار تھا کہ پیچھے لکڑیوں کا گھٹا لدا ہوا تھا اور ہاتھ میں سانپ کا کوڑا تھا۔ عقیدت مند سمجھ گیا کہ یہ ہی شیخ ابوالحسن خرقانیؒ ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ عرض کرتا شیخ نے دور ہی سے مسکراتے ہوئے کہا! ''محترم عزیز اپنے نفس کی فریبی باتوں میں نہ آنا اور ان پر دھیان نہ دینا، ہمارا اکیلا پن اور جوڑا ہونا نفس کی خواہش کے لئے نہیں ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے ہم تو اس جیسے سینکڑوں بے وقوفوں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں۔ یہ گفتگو میں نے تیرے لئے کی ہے تاکہ تو بھی ہمیشہ بدخو ساتھی سے بنا کر رکھے۔ تنگی کا بار ہنسی خوشی برداشت کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ مرتبہ اپنی بیوی کی بدزبانی پر صبر کرنے کی وجہ سے عطا کیا ہے۔ اگر میرا صبر اس عورت کا بوجھ نہ اٹھا سکتا تو یہ شیر میرا بوجھ کیسے اُٹھاتا''؟۔

3- استغفار: تیسرا عمل استغفار ہے اور اس میں جان، مال، قوت کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا۔ جب بھی کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ سرزد ہوجائے تو نادم ہو کر فوراً کہہ دے ''استغفر اللہ'' اے اللہ میں معافی مانگتا ہوں۔ استغفار سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نہیں بھیجتا۔

چنانچہ سورہ انفال آیت نمبر 33 میں ارشاد الٰہی ہے: ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ایسی حالت میں عذاب نہیں دیتا جب تک وہ استغفار کرتے رہتے ہیں''۔

اللہ نے گناہوں میں لذت رکھی ہے اور ہمارے دلوں میں گناہ کے جذبات بھی رکھے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ہماری آزمائش مطلوب ہے، گناہ سے بچنا آسان نہیں ہے آدمی بے اختیار گناہوں کی طرف لپکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت خاصہ سے ایسے کشادہ دروازے بھی رکھے ہیں کہ اگر ہم سے گناہ ہوجائے تو ندامت

کے ساتھ سچے دل سے توبہ استغفار کرلیں۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ترجمہ:" توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس نے کوئی گناہ نہیں کیا-"(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ)

توبہ سے ہر گناہ معاف ہوجاتا ہے مگر حقوق العباد معاف نہیں ہوتے، جب تک حقدار معاف نہ کرے یا اس کا حق ادا نہ کیا جائے۔

استغفار کے بہت سے فائدے ہیں۔استغفار عبادت بھی ہے اور گناہوں سے معافی کا ذریعہ بھی ہے اور قرب خداوندی کا حصول بھی ہے۔جب بار بار استغفار کی جائے تو گناہ کرتے ہوئے شرم آئے گی اور رحمت خداوندی کی وسعت کا اندازہ ہوگا کہ میں کتنا گناہ گار ہوں اور کتنے گناہ کرتا ہوں اور وہ کتنا معاف کرنے والا اور نوازنے والا ہے۔اگر کسی دل میں ہر وقت اپنی غلطیوں کا احساس اور جرائم پر ندامت ہوتو اس دل میں کبھی بھی کبر اور بڑائی پیدا نہیں ہوگی۔اور نہ ہی تقویٰ کا غرور پیدا ہوگا، کیونکہ ایسا بندہ اپنی عبادت سے زیادہ اپنے گناہوں پر نظر کرنے والا ہوتا ہے۔غرض استغفار بھی ایک ایسا عمل ہے کہ جس کے لئے کوئی وقت بھی مقرر نہیں اور ہر وقت اس کی ضرورت ہے۔کیونکہ نہ جانے کتنے گناہ ہم لوگ جان بوجھ کر (ناچ، گانا، فحاشی، بے پردگی، مخلوط ایجوکیشن) اور ہماری غفلت سے صادر ہوتے رہتے ہیں۔بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا ہمیں احساس تک نہیں ہوتا یعنی جن کو ہم گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ایسی حالت میں ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ ''یا اللہ جو گناہ مجھ سے بے خیالی میں ہوجاتے ہیں ان پر مجھے معاف کردینا''۔پانچویں کلمہ استغفار میں یہی توبہ کی گئی ہے۔استغفار وہ عمل ہے جس سے بندے پر اللہ تعالیٰ کے بے پایاں اور کامل رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

4- استعاذہ:- چوتھا عمل استعاذہ ہے استعاذہ کے معنی ہیں پناہ مانگنا۔قرآن پاک کی تلاوت سے قبل ہم ''اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم'' پڑھتے ہیں۔جس کے معنی ہیں ''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے ''۔

ہمارا یہ عمل استعاذہ ہے کیونکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ ہمیں شیطان کے شر سے اپنی پناہ میں لے لے۔قرآن پاک میں اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے کہ تلاوت قرآن پاک سے پہلے ''اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم'' پڑھ لیا کرو۔اس کے علاوہ دنیا کی زندگی طرح طرح کے حادثات اور سانحات سے بھری پڑی ہے اور نفس اور شیطان ہر وقت ہمارے ساتھ ہے۔اس لئے ہمیشہ ہمیں اللہ کی پناہ چاہئے۔معاملات اور تعلقات میں کچھ خطرات ہوتے ہیں۔اور انکے حل کی کوئی تدبیر سمجھ نہیں آتی ،اور نہ اپنے اختیار میں ہوتی ہے، ایسے وقت میں اپنے پروردگار سے پناہ مانگنے سے دل کو بڑی تقویت نصیب ہوتی ہے۔لہٰذا اس کی عادت ڈال لینی چاہئے۔کہ جب بھی کوئی ایسی صورت پیش آئے تو دل کی گہرائی سے اعوذ باللہ کہہ لیا جائے۔

جو شخص جتنا مالدار عزت دار ہوگا اس کے وسوسے اور خطرات بھی اتنے ہی زیادہ ہوں گے۔اور جن کے پاس مال نہ ہوگا نہ عہدہ نہ شہرت تو ان کے خطرات بھی کم ہوں گے۔یعنی جو جتنا چھوٹا ہوتا ہے اس کی عافیت اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔غرض ہر خطرے کے وقت اعوذ باللہ پڑھ لینی چاہئے۔کسی مقصد میں ناکامی کا اندیشہ ہو یا کسی مخالف یا حاسد کی ایذارسانی سے جانی و مالی خطرہ لاحق ہو، یا نفس اور شیطان کی شرارت سے کسی ظاہری یا باطنی گناہ میں آلودہ ہوجانے کا، یا امور آخرت میں مواخذے کا اندیشہ ہو یا کوئی ناپاک خواہش دل میں آجائے تو فوراً اعوذ باللہ کہہ دیں۔صدق دل سے پناہ مانگنے والے کو اللہ تعالیٰ کبھی بھی رد نہیں کرتا۔جب کوئی بندہ اس کی پناہ میں آنا چاہتا ہے تو وہ اپنی پناہ کے دروازے اس بندے پر کھول دیتا ہے۔

اس لئے استعاذہ وہ عمل ہے جس سے بندہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شان ربوبیت ورحمانیت کا مشاہدہ کرتا ہے، اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت واطمینان وسکون عطا ہوتا ہے۔اور توکل کی دولت نصیب ہوتی ہے، ایسے لوگوں میں کسی کو ایذارسانی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا، لہٰذا اس عمل کو عادت بنالینا چاہئے۔جب بندہ اللہ سے پناہ مانگتا ہے تو اسے نظر آنے لگتا ہے کہ جوں جوں خطرات آگے بڑھ رہے ہیں ویسے ہی رحمت خداوندی اس سے بچاؤ کے عجیب عجیب راستے کھول رہی ہے۔

تو خلاصہ یہ ہے کہ یہ کل چار عمل شکر، صبر، استعاذہ، استغفار۔اگر ہم ان چاروں کی پابندی کرلیں تو رفتہ رفتہ زندگی دین کے مطابق ہوتی چلی جائے گی، دین ودنیا دونوں محفوظ ہوجائیں گے۔

انسان کی زندگی میں کُل تین زمانے ہیں ماضی، حال، مستقبل۔استغفار کے ذریعے ماضی محفوظ ہوا۔شکر اور صبر سے حال محفوظ ہوا اور استعاذہ سے مستقبل محفوظ ہوا۔

جب تینوں زمانے محفوظ ہوگئے تو دین ودنیا کی عافیت نصیب ہوگئی-

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

برکت کسے کہتے ہیں اور کیسے حاصل ہوتی ہے؟

برکت کو بیان نہیں محسوس کیا جاتا ہے- برکت کی بہت سی صورتیں ہیں-

جب ہم آمدن واخراجات کے حساب کتاب کے چکر میں پڑے بغیر اور بنا کسی ٹینشن کے اپنا کچن چلا رہے ہوں تو اسے برکت کہتے ہیں-

پھر چاہے آمدن ایک لاکھ ہو یا ایک ہزار-

برکت کی سب سے بڑی نشانی دل کا اطمینان ہوتا ہے جو کہ بڑے بڑے سیٹھوں اور سرمایہ داروں کو نصیب نہیں ہوتا-

اگر برکت کا مشاہدہ کرنا ہو تو سخت گرمی میں سڑک کھودتے، کسی مزدور کو کھانے کے وقفے میں دیکھ لیں- جب وہ کسی دیوار کی اوٹ میں اپنی چادر پھیلا کر بیٹھتا ہے، اپنی پوٹلی کھولتا ہے، اس پر روٹی کو سیدھا کرتا ہے، پھر اچار کے چند قاشوں کے ساتھ یا پھر ثابت پیاز ٹماٹر اور ہری مرچ کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد انتہائی اطمینان اور سکون کے ساتھ کھانا شروع کرتا ہے- اس کیفیت میں جو اطمینان اور سکون اسے محسوس ہو رہا ہوتا ہے وہ کسی لکھ پتی کو میک ڈونلڈ اور کے-ایف-سی کے مہنگے برگر کھا کر بھی نصیب نہیں ہوتا-

برکت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے گھر والوں یعنی گھر کے کسی بھی فرد کو کسی بڑی بیماری یا مصیبت سے محفوظ رکھتا ہے- انسان ہسپتال اور ڈاکٹروں کے چکروں سے بچا رہتا ہے- اس طرح بندے کی آمدن پانی کی طرح بہہ جانے سے محفوظ رہتی ہے- برکت کی ایک صورت قناعت پسندی ہے-

برکت کا تعلق مادی ذرائع کے ساتھ ساتھ اللہ کی غیبی امداد سے ہے- ایسی غیبی امداد جو نہ صرف ہمارے قلب کو اطمینان اور سکون دے بلکہ ہماری تمام ضروریات آمدنی کے اندر اندر ہی پوری ہو جائیں-

برکت کی ایک صورت وقت اور زندگی میں برکت کی بھی ہوتی ہے- وقت میں برکت یہ ہے کہ کم وقت میں زیادہ اور نتیجہ خیز کام ہو جاتے ہیں- وقت فضول چیزوں میں ضائع نہیں ہوتا- عمر میں برکت یہ ہے کہ زندگی برے کاموں میں خرچ نہیں ہوتی- اچھی باتوں اور اچھے اچھے کاموں میں صرف ہوتی ہے- کم کھانا زیادہ افراد کے لئے پورا ہو جاتا ہے- **کم محنت کا پھل زیادہ آمدن یا پیداوار کی صورت میں نکلنا بھی برکت ہے-**

برکت ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو رب چاہی زندگی گزارتے ہیں- صبح فجر سے پہلے اٹھنا، وضو کر کے نماز ادا کرنا پھر دن کا کام شروع کرنا اور رات عشاء کے بعد سو جانا اس میں شامل ہے- جس گھر میں لوگ دن چڑھے تک سوئے رہتے ہیں فجر کی نماز ادا نہیں کرتے وہاں برکت نہیں آتی- یہاں ایک اور واقعہ پیش خدمت ہے-

ہندوستان اور پاکستان کی پارٹیشن سے پہلے کا واقعہ ہے ایک مسلمان گھرانہ بہت برکت والی زندگی گزار رہا تھا- لوگ کسان تھے، محنت کرتے، پانچ وقت کی نماز پڑھتے اور دیانت داری سے کام لیتے-

چونکہ کسان تھے اس لئے سال بھر گھر کا سودا سلف دکان سے آتا رہتا- دکاندار اس کو روز لکھ کر حساب کر لیتا اور سال کے آخیر میں اس سودے کے عوض دکاندار دانے، گندم اور چاول وغیرہ پورے سال کے لئے خرید کر رکھ لیا کرتا- چونکہ اس زمانے میں بجلی وغیرہ نہ تھی- گھر کے لوگ مغرب کی نماز پڑھ کر کھانا کھا لیتے اور اس کے بعد گھر میں رکھی ہوئی بڑی سی لالٹین جلا کر صحن میں لٹکا دی جاتی- اسی کی روشنی کمروں میں بھی جاتی رہتی- عشاء کی نماز کا انتظار کیا جاتا- عورتیں گھروں میں نماز ادا کرتیں اور جب گھر کے مرد عشاء کی نماز پڑھ کر آ جاتے تو سب سو جاتے- دوسرے دن فجر سے پہلے اٹھ کر مرد حضرات مسجد کو جاتے اور جاتے وقت وہ عورتوں کو جگا کر جاتے- عورتیں بھی اٹھ کر نوافل ادا کرتیں اور پھر فجر کے بعد تلاوت اور گھر کے کام کاج میں لگ جاتیں-

اس گھر میں مغرب کے وقت جلنے والی لالٹین عشاء کے بعد رات سوتے وقت بند کر دی جاتی اور صبح فجر سے پہلے مقررہ وقت پر دوبارہ جلا دی جاتی- یہ لالٹین جو گھر میں جلتی اس کا تیل بھی دکان سے آتا تھا اور لالٹین کا یہ تیل پورے ہفتے بعد ختم ہوتا اور ہر آٹھویں دن یہ دوبارہ بھروا لیا جاتا-

اچانک اس لالٹین کا تیل 7 دن کے بجائے کبھی 6 دن اور کبھی 5 دن میں ختم ہونے لگا- گھر کے مردوں نے اس بات کا ذکر گھر کی عورتوں سے کیا کہ کیا وقت سے پہلے لالٹین جلا دی جاتی ہے؟ یا صبح جلدی جلائی جاتی ہے؟ لیکن سب کو حیرت ہوئی کہ مقررہ وقت پر ہی لالٹین کو جلایا اور بجھایا جاتا ہے-

کچھ عرصے کے بعد گھر کے ایک بزرگ نے انکشاف کیا کہ ہم لوگ مسجد جاتے ہوئے عورتوں کو جگا کر جاتے ہیں تو اس وقت تمام عورتیں نہیں اٹھتیں- کچھ دیر سے اٹھ کر نماز

پڑھتی ہیں (یعنی نماز قضا کر کے ادا کرتی ہیں) اور کچھ مردوں کے آنے کے وقت اٹھ کر گھر کے کام کاج میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ نماز ہی نہیں پڑھتی۔ ان بزرگ کا کہنا تھا کہ گھر میں بے برکتی کی وجہ ان عورتوں کا دیر سے اٹھنا، فجر کی نماز نہ پڑھنا یا سستی اور جلدی جلدی میں مکروہ وقت میں نماز کو ادا کرنا ہے اور یہی حقیقت تھی۔ جب یہ غلطی ختم کی گئی تو لالٹین کا تیل پورے ہفتے کے لئے کافی ہونے لگا۔ تو جس گھر میں لوگ دن چڑھتے تک سوتے رہتے ہیں۔۔۔نمازوں کی پرواہ نہیں کرتے وہاں برکت نہیں ہوتی۔

حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری امت کے لئے دن کے اولین حصّہ میں برکت عطا فرما''۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، مسند احمد)

بہادر شاہ ظفر کے سارے شہزادوں کے سر قلم کر کے اس کے سامنے کیوں پیش کیئے گئے؟ قبر کیلئے زمین کی جگہ کیوں نہ ملی؟ آج بھی اسکی نسل کے بچے کچے لوگ بھیک مانگتے پھرتے ہیں؟

یاد رکھیں! تباہی ایک دن میں نہیں آجاتی۔ اللہ تعالی بہت مہلت دیتا ہے۔ اس سے زیادہ مہلت کوئی دے ہی نہیں سکتا۔ نمازوں کی پرواہ نہ کر کے دوپہر تک بے پرواہی سے سونے والوں کا انجام یہی ہوتا ہے۔

زمانہ 1850ء کے لگ بھگ کا ہے۔ مقام دلی ہے۔ وقت صبح کے ساڑھے تین بجے کا ہے سول لائن میں بگل بج اٹھا ہے۔ پچاس سالہ کپتان رابرٹ اور اٹھارہ سالہ لیفٹینینٹ ہینری دونوں ڈرل کیلئے جاگ گئے ہیں۔ دو گھنٹے بعد طلوع آفتاب کے وقت انگریز سویلین بھی بیدار ہو کر ورزش کر رہے ہیں۔ انگریز عورتیں گھوڑ سواری کو نکل گئی ہیں۔ سات بجے انگریز مجسٹریٹ دفتروں میں اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ چکے ہیں۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے سفیر سر تھامس مٹکاف دوپہر تک کام کا اکثر حصہ ختم کر چکا ہے۔ کوتوالی اور شاہی دربار کے خطوں کا جواب دیا جا چکا ہے۔ بہادر شاہ ظفر کے تازہ ترین حالات کا تجزیہ آگرہ اور کلکتہ بھیج دیا گیا ہے۔ دن کے ایک بجے سر مٹکاف بگھی پر سوار ہو کر وقفہ کرنے کیلئے گھر کی طرف چل پڑا ہے۔

یہ ہے وہ وقت جب لال قلعہ کے شاہی محل میں "صبح" کی چہل پہل شروع ہو رہی ہے۔ ظل الٰہی (بہادر شاہ ظفر) کے محل میں صبح صادق کے وقت مشاعرہ ختم ہوا تھا جس کے بعد ظلِ الٰہی اور عمائدین خواب گاہوں کو گئے تھے اب کنیزیں نقرئی برتن میں ظلِ الٰہی کا منہ ہاتھ دھلا رہی ہیں اور تولیہ بردار ماہ جبینیں چہرہ، پاؤں اور شاہی ناک صاف کر رہی ہیں اور حکیم چمن لال شاہی پائے مبارک کے تلووں پر روغن زیتون مل رہا ہے۔ اس حقیقت کا دستاویزی ثبوت موجود ہے کہ لال قلعہ میں ناشتے کا وقت اور دہلی کے برطانوی حصے میں دوپہر کے لنچ کا وقت ایک ہی تھا۔ دو ہزار سے زائد شہزادوں کا بٹیر بازی، مرغ بازی، کبوتر بازی اور مینڈھوں کی لڑائی کا وقت بھی وہی تھا۔

شاہی محل کے ان شہزادوں کا اور کوئی شغل نہ تھا۔ بس ہر وقت کھیل تماشہ، عیش پرستی اور کھانا پینا۔ ظاہر ہے ان انگوٹھا چھاپ شہزادوں کا اور کیا انجام ہو سکتا تھا؟

قرآن پاک سورہ آل عمران، آیت نمبر 117:۔ ترجمہ: "اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ انسان خود اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے"۔

اللہ کی ایک سنت ہے۔ اللہ کی سنت کسی کیلئے نہیں بدلتی۔ اسکا کوئی رشتہ دار نہیں۔ نہ اس نے کسی کو جنا، نہ کسی نے اس کو جنا۔

عیسائی ورکر تھامسن میٹکاف سات بجے دفتر پہنچ جائیگا تو ضرور کامیاب ہوگا اور دن کے ایک بجے تولیہ بردار کنیزوں سے چہرہ صاف کروانے والا، بہادر شاہ ظفر مسلمان بادشاہ ہی کیوں نہ ہو ناکام رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالی ہر محنت کرنے والے کو نوازتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ محنت میں عظمت ہے۔ محنت میں برکت ہے۔ جو محنت کرے گا اور رب چاہی زندگی گزارے گا وہ ضرور کامیاب رہے گا اس دنیا میں بھی اور اگلی دنیا میں بھی۔

اگر ہم غور کریں تو آج کل مسلمانوں کی حالت بہادر شاہ ظفر اور اس کے شہزادوں کی سی ہوتی جا رہی ہے۔ یہاں کوئی اس بات پر فخر کرتا ہے کہ وہ صبح کے وقت سوتا ہے اور کوئی اس بات پر کہ وہ دوپہر دو بجے تک سو کر اٹھتا ہے۔ اللہ تعالی نے رات سونے اور دن کام کے لئے بنایا ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں کی اکثریت آجکل دن رات موبائل، انٹرنیٹ، فیس بک (facebook)، واٹ سیپ (whatsapp)، انسٹا گرام (instagram)، ٹک ٹاک (tik tok)، ایمو (imo)، ڈیلی موشن (dailimotion) یوٹیوب (youtube) اور لائیکی (Likee) وغیرہ میں وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ نہ صبح اٹھنا یاد اور نہ یہ یاد کہ کب سونا ہے؟

نہ نمازوں کی پرواہ، نہ قرآن کی تلاوت اور اس کے علاوہ ایک اور بہت بڑا عذاب کہ فحاشی اور عریانی کی ننگی اور بے ہودہ تصاویر اور مناظر دیکھنے میں بچے، جوان، اوسط عمر اور بوڑھے سب شامل ہیں۔ عورتیں حتی کہ شادی شدہ عورتیں سب ہی ان مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ان کی خدمت میں ایک حدیث پیش کی جاتی ہے۔

حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنی امت میں سے یقینی طور پر ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے، اللہ تعالی ان نیکیوں کو (ہوا میں منتشر ہو جانے والا) غبار بنا کر ہوا میں غارت کر دے گا''، ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اللہ کے رسول خاتم

النبیین صلی اللہ علیہ وسلم! ان لوگوں کا حال ہم سے بیان فرمائیے اور کھول کر بیان فرمائیے تاکہ لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ہم ان میں سے نہ ہو جائیں''، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ لوگ تم لوگوں کے دینی بھائی ہوں گے اور تمہاری طرح دین اسلام پر ہوں گے اور رات کی عبادات میں اسی طرح حصّہ لیں گے جس طرح تم لوگ لیتے ہو (یعنی تم لوگوں کی ہی طرح قیام الیل کریں گے) لیکن ان کا معاملہ یہ ہوگا کہ جب وہ لوگ اللہ کی حرام کردہ چیزوں اور کاموں کو تنہائی میں پائیں گے تو انہیں استعمال کریں گے''۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 4386، کتاب الزھد، باب 29) (نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں طائف سے مدینہ تک کا علاقہ تہامہ کہلاتا تھا-)

غور کی بات یہ ہے کہ اتنے بڑے علاقے پر پھیلے ہوئے پہاڑوں کے برابر نیکیاں اللہ تعالی روز محشر ھبگ سے اڑادے گا-تنہائی میں انٹرنیٹ کا غلط استعمال کرنے والے مسلمان چاہے نماز پڑھیں، روزے رکھیں، تہجد گزار ہوں-مندرجہ بالا فرمان نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ان کے یہ تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے-

دوپہر تک سونے والوں، فجر کی نماز نہ پڑھنے والوں، عیش پرستی اور فحاشی میں زندگی گزارنے والوں کے نہ وقت میں برکت ہوتی ہے، نہ مال میں اور نہ ہی زندگی میں-یہ تو اللہ کی ذات ہے جو کچھ لوگوں کو عبرت کا نشان بنا کر دنیا والوں کو سمجھا دیا جاتا ہے کہ دیکھو یہ انجام کسی کا بھی ہو سکتا ہے-**ہمیں اللہ تعالی سے ہدایت کی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ ہدایت بغیر مانگے نہیں ملتی-**

برکت سے انسان کو اطمینان، قلب اور دل کا سکون رہتا ہے-آج دل کا سکون اور اطمینان بہت کم لوگوں کو حاصل ہے-دولت کمانے کی دھن، جائز اور ناجائز کی پرواہ نہ کرنا، نمازوں کی پرواہ نہ کرنا، اندھی مغربی تقلید، اسلامی طور طریقوں کو فرسودہ نظام کہنا، سنتوں کی پرواہ نہ کرنا، قرآنی احکامات کے بارے میں لاعلمی، معلوم نہیں آج کل ہم مسلمان کہاں جا رہے ہیں؟ اطمینان، قلب اور دل کا سکون کہاں سے آئے گا؟

سوچنے کی بات یہ ہے کہ آدم اور حوا نے شیطان کے بہکانے پر جب ممنوع درخت کا دانہ کھالیا تو اپنے اپنے جسموں کو چھپانے لگے-اس کے بعد زمین پر بھیج دیئے گئے-

اب شیطان نے ایک اور حربہ استعمال کرتے ہوئے عورتوں کے جسم سے اس لباس کو چھیننے کی کوشش شروع کر دی ہے-آج کل عورتوں کے جسم پر لباس کم اور جسم زیادہ نظر آتا ہے گویا عورتوں نے جسم سے حیا کا پردہ اٹھا کر مردوں کی آنکھوں پر ڈال دیا ہے-

آدم تو جنت سے نیچے زمین پر آ گئے-اپنی غلطی پر توبہ استغفار میں ہزاروں سال تک روتے رہے-ہم جنہیں اپنی غلطی نظر ہی نہیں آتی ہم استغفار کیوں کریں گے؟ لیکن اگر ہم زمین سے نکالے گئے تو کہاں جائیں گے؟ زمین کے نیچے تو جہنم کے طبقات ہیں--پاتال ہے---دوزخ ہے--بھڑکتی اور لپکتی ہوئی آگ ہے-

اطمینان اور سکون کے لئے بہترین چیز اپنے گناہوں پر نظر رکھنا بھی ہے-اس کے بعد توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے-اپنے گزشتہ گناہوں پر توبہ اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم ہی انسان کو سکون سے مالا مال کر دیتا ہے-اگر ہم سے غلطی ہو جائے تو ابلیس کی طرح دلیر نہیں ہونا چاہئے بلکہ غلطی پر شرمندہ ہوتے ہی معافی مانگ لینی چاہئے-کیونکہ ہم ابن ابلیس نہیں ہیں ابن آدم ہیں-تائب ہونے کے بعد اللہ سے ہدایت اور عبادت کی توفیق مانگیں-تائب بندہ اللہ کی رضا میں رہتا ہے-اسے ہر طرف برکت ہی برکت نظر آتی ہے-وہ دو جوڑے کپڑوں کو بھی ضرورت سے زیادہ خیال کرتا ہے اور اللہ تعالی کا شکر گزار رہتا ہے-

حدیث: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ دنیا سرسبز اور میٹھی ہے، ہم (میں سے جو) خوش دلی سے اور کسی حرص کے بغیر اس دنیا کے مال میں سے کچھ زائد بھی دے دیں گے (یعنی صدقہ، خیرات اور زکوۃ میں سے کچھ زیادہ بھی دے دیں گے) تو ایسے انسان کے لئے اس کے مال میں برکت ہوتی ہے اور اگر اس مال میں سے بادل ناخواستہ اور اس کی حرص کی بنا پر کچھ دیں گے تو اس کے لئے اس مال میں برکت نہیں ہوگی"۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 3533)

انسان کا حال تو یہ ہے کہ وہ دعوی اللہ سے محبت کا کرتا ہے اور اقرار بھی کرتا ہے کہ اسے اللہ سے سب سے زیادہ محبت ہے لیکن اس محبت کے لئے وہ کچھ دینے کو تیار نہیں ہوتا-اللہ کے نام پر وہی چیزیں دوسروں کو دیتا ہے جس کو وہ اچھی طرح استعمال کر چکا ہوتا ہے-چاہے وہ لباس ہو، جوتا ہو، یا خیرات-یہ چیزیں اس کے دل سے اتری ہوئی ہوتی ہیں-جبکہ ان چیزوں کے بدلے میں وہ اللہ کے دل میں اترنا چاہتا ہے-کیسا عجیب ہے یہ عقلمند انسان؟

جسے اللہ نے ڈھیل دی ہوئی ہے اس کا محاسبہ نہ کریں-اس کا معاملہ بڑی عدالت کے زیر غور ہے معلوم نہیں کیا حکم صادر ہوتا ہے؟ کوئی پوچھے تو سچ بولیں ورنہ چپ رہیں-کسی کو خود نہیں چھوڑنا، دوسرے کو سوچنے کا موقع دینا ہے-اگر کوئی چھوڑ دے اور چھوڑ کر چلا جائے تو دل کو سمجھائیں کہ اچھے لوگ برے لوگوں کو چھوڑ ہی دیا کرتے ہیں کوئی بات نہیں-لیکن اگر کوئی واپس آ جائے تو اس کے لئے دروازے بند نہ کئے جائیں-یہی اللہ تعالی کی سنت ہے-ایسے ہی کام کو کرنے والوں کو اللہ تعالی

اطمینان قلب اور طمانیت نصیب کرتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کو برکت جیسی نعمت سے نوازا جاتا ہے۔

ایک شخص نے ایک بزرگ سے پوچھا " آپ کون ہیں "؟ انہوں نے جواب دیا" اللہ تعالیٰ کا چپڑاسی ہوں "۔ پھر اس شخص نے پوچھا" آپ کی ڈیوٹی کیا ہے "؟ کہنے لگے "میں لوگوں میں برکت تقسیم کرتا ہوں۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہیں بھی برکت دے آؤں"۔ اُس شخص نے سوال کیا" یہ برکت کیا ہوتی ہے "؟ انہوں نے کہا کہ "یہ جاگ ہوتی ہے"۔ اُس شخص نے سوالیہ انداز میں پوچھا "یہ جاگ کیا ہوتی ہے "؟ انہوں نے کہا" یہ تولہ دو تولے دہی ہوتی ہے۔ جو دودھ کے پورے مٹکے کو دہی بنا دیتی ہے"۔ اس شخص نے سوال کیا۔" یہ برکت مجھے کیوں دی گئی ہے "؟ بزرگ نے جواب دیا" خدمت خلق کے عوض "۔ اس شخص نے کہا" مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ مجھے برکت ملی ہے"؟ بزرگ نے تھوڑی دیر کے لیے خاموشی اختیار کی پھر بولے" تم جہاں جاؤ گے، رونق آجائے گی۔ اور جس جگہ سے اُٹھ جاؤ گے وہ جگہ اُجاڑ ہو جائے گی۔ لوگوں کے دل تمہاری طرف کھچے چلے آئیں گے۔ لوگوں کو تمہارے پاس بیٹھ کر سکون ملے گا۔ تمہاری صحبت لوگوں کے لئے فائدہ مند ہوگی۔ تم سے دوستی کرنے والے لوگ فائدہ میں رہیں گے اور تمہیں نقصان پہچانے والے خود نقصان اٹھائیں گے "۔ اُس شخص نے سوال کیا" بابا جی یہ برکت کب تک میرے ساتھ رہے گی"؟ انہوں نے فوراً جواب دیا" جب تک تو تکبر سے بچا رہے گا"۔ اس شخص نے کہا" بابا جی اس کے لئے مجھے کوئی آسان نسخہ بتا دیجئے"؟ انہوں نے کہا" دو باتیں یاد رکھو: ایک لوگوں کو معاف کرو--- دوسرا اپنے آپ کو معاف کرو--- اپنے آپ کو معاف کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے اعتبار سے جس حیثیت میں رکھا ہے اس میں رب سے شکوہ نہ کرو مخلوق سے شکوہ نہ کرو۔ ہمارے ذمہ کوشش ہے جائز طریقے سے وہ کرتے رہنا چاہیئے۔ اگر باوجود کوشش کے اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ مال نہیں دے رہے ہیں۔ ہمیں زیادہ وسعت نہیں دی جا رہی ہے۔ زیادہ بڑا گھر نہیں دیا جا رہا ہے۔ زیادہ نعمتیں نہیں دی جا رہی ہیں تو پھر مطمئن ہو جانا چاہئے کہ میرا رب میرے لئے یہی چاہتا ہے اور وہ اسی میں راضی ہے تو میں بھی راضی ہوں۔ اور دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اے اللہ تو مجھ سے راضی رہنا۔ اس کو کہتے ہیں "راضی بہ رضا"۔

برکت کیسے حاصل ہوتی ہے؟

برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے لئے "اسپیشل انعام " ہے۔ برکت کے حصول کا آسان طریقہ صدقہ کرنا یا کسی یتیم کی کفالت کرنا ہے۔ لوگوں کی خدمت کرنا--- لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ برکت ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو ہر دم اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور توفیق کے طلبگار رہتے ہیں۔ ہدایت کی دعا کے ساتھ ساتھ ہدایت کی راہ پر چلنے کی توفیق مانگتے رہتے ہیں۔ ہدایت عربی زبان کا ایک بڑا جامع لفظ ہے۔ اس کے معنی میں کئی باتیں شامل ہیں۔

1- صحیح راستہ دکھانا 2۔ صحیح راستے پر چلانا 3- منزل مقصود پر پہنچا دینا

ہدایت کی راہ ہم اپنے علم اور اپنی عقل سے دریافت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمارا علم محدود اور ہماری عقل ناقص ہے۔ اس لئے ہم اللہ ہی سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے علم سے ہمیں وہ راہ دکھائے جس میں کوئی کجی نہ ہو۔۔۔ کوئی کمی نہ رہے۔۔۔ کوئی اونچ نیچ نہ ہو۔۔۔ کہیں ٹھوکر لگنے کا ڈر نہ ہو۔۔۔ یعنی جس میں زندگی کا مکمل دستور عمل ہو۔ ایسا انسان جو اپنے رب سے ہمیشہ ہدایت کا طلبگار رہتا ہے اللہ اسے برکت عطا فرما دیتا ہے۔ ایسے انسان کی زندگی میں، اس کے مال میں، اس کے وقت میں اور اس کے ہر کام میں اللہ تعالیٰ درستگی پیدا فرما کر اسے برکت جیسے انعام سے نواز دیتا ہے۔

دراصل ہماری زندگی کا عمومی نصب العین ہماری ذاتی خواہش کی تکمیل کے گرد ہی گھومتا رہتا ہے لیکن اگر ہم چاہیں کہ ہمارا وجود دوسروں کے لئے بھی فائدہ مند ہو تو ہمیں ہمیشہ ذاتی خواہش سے بالاتر نصب العین اپنے سامنے رکھنا ہوگا۔ اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کیسے بارش کی طرح نوازتا ہے۔ اگر ہم صرف ذاتی خواہشات کی تکمیل کے لئے زندگی گزارتے ہیں تو زندگی پر سکون ضرور ہو سکتی ہے لیکن مطمئن نہیں۔ جب اطمینان ہی نصیب نہ ہو تو برکت کیسی؟

کثرت مت مانگئے، برکت مانگئے۔ کثرت آزمائش ہے جبکہ برکت ایک نعمت---- کثرت نصیب ہے اور برکت خوش نصیبی--- کثرت ہمارا اندازہ ہے کہ اس قدر ہو کہ ہماری ضروریات پوری ہوں اور برکت اللہ تعالیٰ کی گارنٹی ہے کہ جو ملے اس میں ضروریات لازماً پوری ہوں--- کثرت والے حساب میں پھنس جائیں گے اور برکت والے پار لگ جائیں گے۔

ہمیں ایسا نصب العین منتخب کرنا چاہئے جو ہماری ذاتی خواہشات سے بلند ہو۔ عبادت ضائع ہو سکتی ہے خدمت ضائع نہیں ہوتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرتبہ شہادت

شہادت آخری منزل ہے انسانی سعادت کی
وہ خوش قسمت ہیں مل جائے جنہیں دولت شہادت کی

شہید ایک ہی جست میں زمین کی پستی سے آسمان کی بلندی پر پہنچ جاتا ہے۔

شہید کی قسمیں:۔

شہید کی تین قسمیں ہیں:

i)۔شہید حقیقی　　　ii)۔شہید فقہی　　　iii)۔شہید حُکمی

i)۔شہید حقیقی:۔جو اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے وہ شہید حقیقی ہے۔

ii)۔شہید فقہی:۔شہید فقہی اُسے کہتے ہیں کہ عاقل، بالغ مسلمان ہو اور وہ تلوار یا بندوق یا کسی اور آلہ سے جارحانہ طور پر قتل کیا جائے۔اور دنیا سے قتل کے سبب کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا ہو۔اور نہ زندوں کے احکام میں سے کوئی حکم اُس پر ثابت ہو۔

شہید فقہی کو غسل نہیں دیا جائے گا۔نماز جنازہ پڑھائی جائے گی اور ویسے ہی خون کے ساتھ دفن کر دیا جائے گا۔اور جو چیزیں کفن میں داخل نہ ہوں گی وہ اتاری جائیں گی مثلاً زرہ، ٹوپی، موزے، ہتھیار وغیرہ اور کفن مسنون میں اگر کوئی کمی رہ جائے گی تو اُسے پورا کر دیا جائے گا پاجامہ نہیں اتارا جائے گا اور سارے کپڑے اتار کر نئے کپڑے یا پورا نیا کفن نہیں دیا جائے گا کہ یہ مکروہ ہے۔(شہید فقہی کے لیے)

لیکن اگر پاگل، نابالغ یا حیض و نفاس والی عورتیں یا نمونیہ کا مریض (جنبی) جب شہید کئے جائیں تو وہ شہید فقہی نہیں۔ یا قتلِ خطا کہ شکار مارنا تھا لیکن کسی مسلمان کو لگ گیا یا زخمی ہونے کے بعد کھایا، پیا، علاج کیا، نماز کا پورا وقت ہوش میں گزارا۔اور کسی بات کی وصیت کی تو وہ شہید فقہی نہیں۔مگر شہید فقہی نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ شہید ہونے کا ثواب نہیں پائے گا۔ بلکہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو غسل دیا جائے گا، پورا کفن دیا جائے گا اور پھر نماز جنازہ پڑھائی جائے گی۔

iii)۔شہید حُکمی:۔　ایسا شہید جو ظلماً قتل نہیں کیا گیا مگر قیامت کے دن شہیدوں کے گروہ میں اٹھایا جائے گا۔حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کئے جانے کے علاوہ سات شہادتیں اور ہیں۔جو ذات جنب (نمونیہ) میں مرے شہید ہے۔ جو عمارت کے نیچے دب کر مر جائے وہ شہید۔جو عورت بچے کی پیدائش کے وقت مر جائے وہ شہید''۔(مشکوٰۃ، ص نمبر 136)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی صورتیں ہیں جن میں شہادت کا ثواب ملتا ہے حالت سفر میں مرا۔سِل کی بیماری میں مرا (دمہ میں)، سواری سے گر کر مرا، مرگی میں مرا، بخار میں مرا، جان و مال یا اہل وعیال یا کسی حق کے بچانے میں مرا (قتل ہوا) عشق میں مرا بشرطیکہ پاک دامن ہو اور چھپایا ہوا ہو۔کسی درندے نے پھاڑ کھایا۔ بادشاہ نے ظلماً قید کیا اور مر گیا۔کسی موذی جانور کے کاٹنے سے مرا۔علم دین کی طلب میں مَرا، موذن جو کہ طلب ثواب کے لیے اذان کہتا ہو۔راست گو تاجر، سمندر میں متلی ہوئی اور مر گیا۔بال بچوں کے لیے سعی کرے اور حلال رزق کماتے ہوئے مرے، جو ہر روز 25 مرتبہ یہ دعا کرے " اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وِ فِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ" جو چاشت کی نماز پڑھے۔ جو ہر ماہ میں چاند کی 13,14,15 کا روزہ رکھے، جو وتر کبھی قضاء نہ کرے۔فساد امت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا سو شہیدوں کا ثواب رکھتا ہے۔جو مرض میں 40 مرتبہ آیت کریمہ پڑھے اور مرض میں انتقال کر گیا تو شہید اور اگر بچ گیا تو مغفرت ہو جائے گی مسلمانوں کی حفاظت کے لیے سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔جو شخص ہر روز سورہ یٰسین پڑھے، جو شخص ہر روز سو مرتبہ درود شریف پڑھے، جو باوضو سو یا اور مر گیا۔جو شخص دل سے یہ دعا کرے کہ'' یا اللہ مجھے شہیدوں میں سے اٹھانا''۔جو جمعہ کے دن انتقال کرے وہ شہید۔

ان تمام قسموں میں سب سے اعلیٰ ترین شہید وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوا ہو (یعنی شہید حقیقی)۔

فضائل شہداء:

شہداء کے لیے قرآن پاک سورہ بقرہ، آیت نمبر 154 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

ترجمہ: ''جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے جائیں انہیں مردہ مت کہنا بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں"۔

ایک اور جگہ سورہ آل عمران، آیت نمبر 169 میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ:"جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انہیں مردہ ہرگز نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ روزی دیئے جاتے ہیں"۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اِس آیت کریمہ کا معنی رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے دریافت کیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے جسم میں ہیں اُن کے رہنے کے لیے عرش الٰہی کے نیچے قندیلیں لٹکائی گئیں ہیں۔ جنت میں جہاں اُن کا جی چاہتا ہے یہ سیر کرتے ہیں۔ اور اِس کے میوے کھاتے ہیں"۔

(مسلم۔مشکوٰۃ ص نمبر 330)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:"شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھ خوبیاں ہیں:"۔

1۔ خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اُسے بخش دیا جاتا ہے اور روح نکلتے وقت اُس کو جنت کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔

2۔ قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

3۔ اُسے جہنم کے عذاب کا خوف نہیں رہتا۔

4۔ اُس کے سر پر عزت اور وقار کا تاج رکھ دیا جاتا ہے۔

5۔ اُس کے نکاح میں بڑی بڑی آنکھوں والی 72 حوریں دی جائیں گی۔

6۔ اُس کے عزیزوں میں سے 70 آدمیوں کی شفاعت اُس کی طرف سے قبول کی جائے گی"۔ (ترمذی۔مشکوٰۃ ص نمبر 333)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جو لڑائی میں قتل کئے جاتے ہیں اُن کی تین قسمیں ہیں:

1۔ ایک وہ مومن جو اپنی جان اور اپنے مال سے اللہ کی راہ میں لڑے اور دشمن سے خوب مقابلہ کرے اور شہید ہو جائے۔ یہ وہ شہید ہے جو صبر اور مشقت کے امتحان میں کامیاب ہوا۔ یہ شہید خدائے تعالیٰ کے عرش کے نیچے اللہ تعالیٰ کے خیمہ میں ہوگا۔ انبیاء کرام علیہ السلام اِس سے صرف درجہ نبوت میں زیادہ ہوں گے۔

2۔ دوسرا وہ شہید ہے جن کے اعمال دونوں طرح کے ہیں یعنی کچھ اچھے اور کچھ بُرے۔ وہ اپنے جان و مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑا اور شہید ہو گیا۔ یہ ایسی شہادت ہے جو گناہوں اور برائیوں کو مٹانے والی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''بیشک تلوار گناہوں کو بہت زیادہ مٹانے والی ہے اور شہید جس دروازے سے چاہے گا جنت میں چلا جائے گا''۔ (مسند احمد، حدیث نمبر 4892)

3۔ تیسرا وہ منافق ہے جس نے اپنی جان اور مال سے جہاد کیا اور دشمن سے خوب لڑا اور مارا گیا۔ یہ شخص دوزخ میں جائے گا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا 'نفاق یعنی چھپے ہوئے کفر کو تلوار نہیں مٹاتی " ۔ (راوی، مشکوٰۃ ص 336)

شہادت کی تکلیف:

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا " شہید قتل کی صرف اتنی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی کہ تم چٹکی کاٹنے یا چیونٹی کے کاٹنے کی تکلیف محسوس کرتے ہو''۔ (سنن ابن ماجہ: 2802,, السلسلۃ الصحیحۃ: 2135)

یہاں شہید سے وہ شہید مراد ہے جس کے دل میں اللہ اور اُس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی محبت اِس درجہ پیدا ہو گئی ہو کہ اُس کا دل چاہتا ہو کہ ایک نہیں بلکہ کروڑوں جانیں ہوں تو میں سب کو اپنے محبوب پر قربان کر دوں۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا'' جنت میں جانے کے بعد کوئی جنتی دوبارہ دنیا میں جانے کی تمنا نہیں کرے گا۔ مگر شہید آرزو کرے گا کہ وہ پھر دنیا کی طرف واپس ہو کر اللہ کی راہ میں دس مرتبہ قتل کیا جائے''۔ (بخاری۔مسلم۔مشکوٰۃ ص 330)

****

پردہ

پردے کی مخالفت کرنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

(1) **ایک گروہ** تو اُن لوگوں کا ہے جن کی اسلام پر چلنے کی نیت ہی نہیں ہے، اِن لوگوں کو تمام خوبی بہتری اور ترقی، یورپ اور امریکہ کے اتباع میں نظر آتی ہے۔ بے غیرتی، بے حیائی اور بے شرمی کو ہنر اور کمال سمجھتے ہیں۔

قرآن وحدیث کے احکام وتعلیمات کو فرسودہ اور دقیانوسی خیال کرتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ مسلم گھرانوں میں پیدا ہوتے ہیں اور مسلمانوں کے ماحول میں رہتے ہیں اس لیے نہ تو یہ کہنے کی ہمت کرتے ہیں کہ ہم نے اسلام کو خیر آباد کہا، اور نہ واضح طور پر قرآن کی تکذیب اور جھٹلاتے ہیں۔ البتہ پردے کے خلاف بے تکی باتیں کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں" پردہ مُلا کی ایجاد ہے" کبھی کہتے ہیں" قرآن میں پردے کا حکم ہی نہیں ہے"، کبھی پردے کے حامیوں پر حقارت آمیز پھبتیاں کستے ہیں اور کبھی عورتوں کو پردے کے خلاف اُکساتے ہیں۔ قرآن کو ماننے کا دعویٰ کرنا اور پھر یہ کہنا" قرآن تو احکام حجاب سے خالی ہے"۔ جھوٹ اور باطل ہے۔

(2) **دوسرا گروہ** ان لوگوں کا ہے جو اپنے بنگلوں اور کوٹھیوں پر نماز بھی پڑھ لیتے ہیں اور قرآن وحدیث کے ترجمے بھی دیکھ لیتے ہیں، اِن میں بعض لوگ وہ ہیں جنہوں نے سکولوں اور کالجوں میں تھوڑی بہت عربی بھی پڑھ لی ہے یہ لوگ اِس دُور کے "نیم مُلا" ہیں۔ اِن لوگوں کا یہ کہنا ہے"اِسلام میں پردہ ہے تو سہی لیکن ان کے سخت اَحکام مولویوں نے ایجاد کئے ہیں"۔ جن لوگوں کے دِلوں میں تھوڑا بہت اِسلام باقی ہے اِن کو راہِ حق سے ہٹانے کے لیے شیطان نے یہ نئی چال چلی ہے۔ کہ "ہر ایسے حکم کو جس کو ماننے سے نفس گریز کرتا ہو مولوی کا بنایا ہوا بتا دیتا ہے" اور اس بات کو باور کروانے والے اِس دھوکے میں پڑے رہتے ہیں" ہم نے تو نہ اسلام کو جھٹلایا ہے نہ قرآن سے پہلو تہی کی ہے بلکہ مولوی کے غلط مسئلے کا انکار کیا ہے"۔

یہ عجیب تماشہ ہے کہ جس مسئلہ پر عمل نہ کرنا ہو اُس سے بچنے کے لیے "ایجاد مولوی" کا بہانہ پیش کر دیتے ہیں۔ حالانکہ نماز روزہ وغیرہ کے جن مسائل پر عمل کرتے ہیں وہ بھی عام لوگ مولویوں ہی سے سیکھتے ہیں لیکن چونکہ اِن سے گریز کرنے کی نیت نہیں ہوتی، اِس لیے ان کو صحیح مان لیتے ہیں۔

پردے کے متعلق آیاتِ مبارکہ

سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 32،33 میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ "اے نبی (خاتم النبیین ﷺ) کی بیویوں تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم تقویٰ اختیار کرو تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں نزاکت مت کرو کیونکہ اِس سے ایسے شخص کو میلان قلبی ہو جائے گا جس کے دل میں روگ ہو بلکہ تم قاعدے کے موافق بات کرو (جیسا پاکباز عورتیں اختیار کرتی ہیں)، اور تُم اپنے گھروں میں رہو اور زمانہ قدیم کی جہالت کے موافق بے پردہ ہو کر مت پھرو نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرو"۔

اِن آیات میں اوّل تو یہ عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ کسی غیر محرم سے ضرورتاً بات کرنی پڑے تو گفتگو کے انداز میں نزاکت اور لہجے میں جاذبیت کے طریقے پر بات نہ کرو۔ عورت کی آواز میں طبعی اور فطری طور پر نرمی اور لہجے میں دل کشی ہوتی ہے۔ پاک نفس عورتوں کی یہ شان ہے کہ غیر مردوں سے بات کرنے میں روکھا پن اور سختی رکھیں تاکہ بد باطن کا قلبی میلان نہ ہونے پائے۔

دوسرا یہ ارشاد ہے "تم گھروں میں رہو"، اِس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے گھروں سے نکلنا جائز ہے، لیکن پردے کے اہتمام کے ساتھ جبکہ بلاضرورت پردے کے ساتھ بھی باہر نکلنا اچھا نہیں ہے۔

تیسرا حکم یہ ہے کہ زمانہ قدیم کی جہالت کے مطابق بے پردہ ہو کر مت پھرو، زمانہ جاہلیت سے مراد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ہے اُس زمانے میں عورتیں بے حیائی اور بے شرمی کے ساتھ بلا جھجک بازاروں گلی کوچوں اور میلوں ٹھیلوں میں بے پردہ ہو کر پھرا کرتی تھیں۔ بن ٹھن کر نکلتی تھیں، حُسنِ جمال کو ظاہر کرتی تھیں۔ گلے میں دوپٹہ ڈال لیا ایسا کہ نہ سر چھپایا، نہ چہرہ، نہ سینہ، مردوں کی بھیڑ میں گھس جاتیں، نہ اپنے پرائے کا امتیاز نہ غیر محرموں سے بچنے کی کوشش۔ یہ تھا جاہلیت کا رواج اور آج کل بے پڑھے مجتہدین ایسی ہی جاہلیت اولیٰ کو ترقی دینا چاہتے ہیں جس کے مٹانے کو قرآن کریم نازل کیا گیا۔ بعض لوگ مندرجہ بالا آیات کے بارے میں یہ بات کہتے ہیں "یہ آیات تو نبی خاتم النبیین ﷺ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں"۔

تو یاد رکھیں کہ قرآن پاک پورے کا پورا نبی خاتم النبیین ﷺ کو مخاطب کر کے اُتارا گیا ہے۔تو کیا نبی خاتم النبیین ﷺ کے لیے قرآن پاک اُترا ہے؟ مخاطب نبی خاتم النبیین ﷺ ہیں لیکن نبی خاتم النبیین ﷺ کی وساطت سے پوری اُمتِ محمدی خاتم النبیین ﷺ کو مخاطب کیا گیا ہے۔قرآن کا خطاب عام ہے، دوسرے یہ کہ مندرجہ بالا آیات کے بارے میں صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اور تبع تابعینؒ نے تو یہ نہیں کہا کہ یہ خطاب تو نبی خاتم النبیین ﷺ کی بیویوں سے ہے، یہ امر ثابت شدہ ہے کہ ان آیات کا حکم امت کی تمام ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لیے ہے۔ایک عام انسان بھی جسے خُدا کا خوف ہو ان آیات سے یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہو گا کہ جب ازواج مطہرات کے لیے یہ حکم ہے کہ زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق (حالانکہ اُن کو تمام مومنین کی مائیں فرمایا ہے) گھروں سے نہ نکلو تو اُمت کی دوسری عورتوں کے لیے بے پردہ ہو کر گھروں سے نکلنا، کیونکر دُرست ہو سکتا ہے؟ شرف اور احترام کے باعث اُمت کی نظریں جن مقدس خواتین پر نہیں پڑ سکتیں تھیں اُن کو بھی گھروں میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے تو جن عورتوں کی طرف قصداً خراب نظریں اُٹھائی جاتی ہیں اور خود یہ عورتیں بھی مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں۔تو اُن کو جاہلیت اولیٰ کے طریقے پر باہر نکلنے کی کیسے اجازت ہو گی؟

کیا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ خاندان نبوت کی چند خواتین کو چھوڑ کر اُمت کی کروڑہا عورتوں کو قدیم زمانے کی جاہلیت کی طرح باہر پھرنے کی اِجازت قرآن شریف کی طرف سے دی گئی ہو؟ آیات مذکورہ میں جو احکام مذکور ہیں۔ذرائع فساد کو روکنے کے لیے ہیں اور ظاہر ہے کہ دوسری عورتیں ان ذرائع کے روکنے کی زیادہ محتاج ہیں۔

سورۃ احزاب آیت نمبر 59 میں ارشاد ہوتا ہے

ترجمہ: "اے نبی (خاتم النبیین ﷺ) اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں، اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجیے کہ (جب ضرورت پر گھروں سے باہر جانا پڑے) تو اپنے (چہروں) اوپر (بھی) چادروں کا حصہ لٹکا لیا کریں (چہروں کے) یہ قریب تر ہے کہ اِس سے جلد پہچان لی جائیں گی تو اُن کو ایذا نہ دی جائے گی"۔

زمانہ جاہلیت میں جب منافقوں کا زور تھا تو یہ منافق مدینہ منورہ کی گلی کوچوں میں گزرنے والی خواتین کو چھیڑا کرتے تھے۔جب ان سے اس سلسلے میں باز پُرس کی گئی تو کہنے لگے "ہم تو صرف باندیوں کو چھیڑتے ہیں"۔ان نالائقوں کا یہ حیلہ بھی غلط تھا چونکہ غیر شریفانہ حرکت تو باندیوں کے ساتھ بھی کرنا دُرست نہیں ہے لیکن چونکہ اِس وقت مسلمانوں کو پورا اختیار حاصل نہ تھا اس لیے منافقین پر کوئی سزا جاری کرنے کا موقع نہ تھا۔اِس لیے آزاد عورتوں کو حکم دیا گیا کہ خوب اچھی طرح پردے کا اہتمام کریں۔چہرے پر بڑی چادر (جسے عربی میں جلباب کہتے ہیں اور اس کی جمع جلابیب ہے) کا ایک حصہ چہرے کے قریب کر کے لٹکا لیا کریں تا کہ خوب واضح طور پر معلوم ہو جائے کہ آزاد عورتیں گزر رہی ہیں۔پھر منافقین کو یہ بہانہ نہ ہو گا کہ ہم نے تو باندیوں کو چھیڑا تھا۔مسلمانوں کے پوری طرح اقتدار اور اختیار کے بعد اللہ تعالیٰ نے باندیوں کی حفاظت کا بھی بندوبست کر دیا۔مندرجہ بالا آیات میں چند باتیں پوری طرح واضح کر دی گئی ہیں۔

(1) نبی خاتم النبیین ﷺ کی بیویوں کے علاوہ عام مسلمان عورتوں کا بھی نام لے کر اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں خطاب کیا ہے، دوسری چیز جو اس آیت سے ثابت ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ پردہ کے لیے چہرے پر چادر لٹکانے کا حکم دیا گیا ہے۔اس سے اِن لوگوں کے دعوے کی بھی تردید ہو گی جو کہتے ہیں عورتوں کو چہرہ چھپا کر نکلنے کا حکم اسلام میں نہیں ہے، تیسری چیز جو اس آیت سے واضح ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ پردے کے لیے "جلباب" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، جسے عورتیں اپنے پہننے کے کپڑوں کے اوپر لپیٹ کر باہر نکلتی ہیں۔

قرآن پاک کی اِن آیات بالا میں حکم اس طرح ہے کہ عورتیں جس طرح جلباب کو اعضاءِ جسم پر پہنے ہوئے کپڑوں پر لپیٹتی ہیں۔اِسی طرح چہروں پر بھی اس کا ایک حصہ لٹکا لیں، اِس طرح چادر لپیٹنے کا رواج بعض علاقوں میں اب بھی ہے۔برقعہ کے اوپر نقاب، جلباب کی ترقی یافتہ شکل ہے۔برقعہ کے متعلق یہ کہنا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں اِس کی کچھ اصل نہیں ہے سراسر جہالت ہے، برقعہ کا ثبوت تو قرآنی آیات سے ہو رہا ہے۔البتہ فیشنی برقعوں کے متعلق یہ کہنا دُرست ہے کہ بجائے پردے کے بدنگاہی کا سبب بن گئے ہیں۔چہرہ "مجمع المحاسن" ہے اور اصل جاذبیت اور کشش چہرہ ہی میں ہے۔اگر چہرہ پردہ سے خارج ہو جائے تو مقصد پردہ یعنی عصمت وعفت کی حفاظت خطرہ میں پڑ جائے گی، مرد اور عورت دونوں کو بدنظری سے بچنے کے لیے کہا گیا ہے۔اور پھر اس کی کیا ضمانت کہ اگر آج عورتیں منہ کھول کر باہر نکلیں گی تو کل اس بے پردگی کو صرف اور صرف چہرے تک ہی محدود رکھا جائے گا۔

موجودہ بے پردگی کا سیلاب جو آج کل ہے اِس کی ابتداء بھی مسلمان عورتوں میں صرف چہرے ہی کو کھولنے کی وجہ سے ہوئی تھی اور آج جدید تہذیب نے بے شرمی کے رنگ میں عورتوں کو پوری طرح رنگ دیا ہے۔آرٹ اور ثقافت کے نام سے ہر طرح کی بے شرمی اور آوارگی کو گوارا کر لیا جاتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ یہ مولوی لوگ ترقی

کے دشمن ہیں اَب دیکھیں کہ ترقی کس چیز کا نام ہے؟ اگر آوارگی، بے حیائی اور بے شرمی کا نام ترقی ہے تو ایسی ترقی اُن لوگوں کو مبارک ہو، جو اللہ سے اللہ کی کتاب سے، اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ سے اور اللہ تعالیٰ کی شریعت سے، منہ موڑ کر عصمت اور عفت کے دشمنوں کی پیروی کرنے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ ان دین کے باغیوں کا یہ حال ہے کہ یورپ اور امریکہ کے ملحد اور نصرانی جو کچھ بھی کہتے اور کرتے ہیں یہ فوراً اِسی پر ایمان لے آتے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی ترقی کا راز یہ سمجھ لیا ہے کہ مسلمان سودی کاروبار کریں، نماز اور احکاماتِ الٰہی کو بالائے طاق رکھیں اور ننگے نہانے کے لیے کلبوں کے ممبر بنیں۔ نہ جانے تہذیبِ جدید کے متوالوں کی آنکھیں کیوں بند ہوگئیں ہیں؟ بے پردگی کے نتائج برابر سامنے آتے رہتے ہیں بار ہا اغوا کی خبریں پڑھتے رہتے ہیں۔

سورۃ نور کی آیت نمبر 60 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: "اور جو عورتیں گھروں میں بیٹھ رہی ہیں جنہیں نکاح کی توقع نہیں، اُنہیں گناہ نہیں کہ (گھروں میں) اپنے کپڑے (اوڑھنیاں) اُتار کر رکھیں۔ یہ نہیں کہ اپنا سنگھار دکھاتی پھریں اور اس سے بھی بچیں تو ان کے لیے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب باتیں سُنتا اور جانتا ہے"۔

اِرشاد فرمایا جا رہا ہے کہ بوڑھی عورتیں گھر کے اندر اوپر کے کپڑے اُتار سکتی ہیں (یعنی چادریں اور دوپٹہ وغیرہ) کوئی حرج نہیں اور باہر جاتے ہوئے زائد برقعہ وغیرہ نہ کریں صرف چادروں سے کام چلا سکتی ہیں۔ بشرطیکہ ان کو بدن کی بناوٹ یا اپنا سنگھار وغیرہ دکھانا مقصود نہ ہو۔ لیکن اگر یہ عورتیں بھی پورا ہی پردہ رکھیں تو ان کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ یعنی اُوپر کے زائد کپڑے بھی نہ اُتاریں اور پردہ بھی پورا رکھیں تو زیادہ اچھا ہے۔ اس ظاہری پردہ کے ساتھ یہ بھی ہر وقت یاد رکھیں کہ اللہ سب کچھ جانتا اور سُنتا ہے۔ یہاں سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ پردہ کی کتنی اہمیت ہے۔ جب بوڑھی عورتوں کو اتنی تاکید ہے تو پھر جوانوں کا تو کیا ہی کہنا، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ پردے کا مقصد یہ ہے کہ بدن یا زیور یا بناؤ سنگھار دیکھ کر کسی کے دل میں بُرے خیالات پیدا نہ ہوں۔

سورۃ نور کی آیت نمبر 30، رکوع 4 میں اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ نگاہیں نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ " آپ خاتم النبیین ﷺ مسلمان مردوں سے کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ اُن کے لیے زیادہ صفائی کی بات ہے"۔

اِس آیت میں مسلمان مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور نامحرم عورتوں پر نظر نہ (رکھیں) ڈالیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ معلوم ہوا کہ اگر عورتیں پردہ چھوڑ کر پھرا کریں یا نامحرم مردوں کے سامنے چلی آئیں تو مردوں کو ہرگز اجازت نہیں ہے کہ ان کو دیکھیں۔ یعنی عورت اپنی جگہ مکلف ہے اور مرد اپنی جگہ مکلف ہیں۔ اِس کے بعد عورتوں کو حکم دیا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

سورۃ نور کی آیت نمبر 31 میں عورتوں کو خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: "اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی (زینت کے مواقع کو) ظاہر نہ کریں مگر جو اُن میں سے (غالباً) کھلا رہتا ہے (جس کو ہر وقت چھپانے میں حرج نہیں) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت (کے مواقع مذکورہ) کو کسی پر ظاہر نہ کریں۔ مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے (محرموں پر) باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر، یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر یا اپنے حقیقی یا علاتی بھائیوں پر، یا پھر اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر یا اُن مَردوں پر جو طفیلی کے طور پر رہتے ہیں (شہوت والے نہ ہوں اور اُن کو ذرا توجہ نہ ہو)۔ یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ والی باتوں سے ابھی ناواقف ہیں۔ اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ رکھیں کہ اُن کا مخفی زیور معلوم ہو جائے اور (مسلمانو! تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہوگئی) تو اللہ کے سامنے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ"۔

مندرجہ بالا آیت میں اوّل تو عورتوں کو حکم ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت و عفت محفوظ رکھیں۔ نظر اور شرم گاہ کی حفاظت کا جو حکم مردوں کو ہے وہی حکم عورتوں کو بھی ہے کہ نگاہیں نیچی رکھیں یعنی بدنظری سے بچیں۔ بدکاری کی پہلی سیڑھی بدنظری ہی ہوتی ہے۔ جب کسی مرد اور عورت کا ناجائز تعلق ہوتا ہے تو یکا یک نہیں ہو جاتا بلکہ پہلے نظریں ملتی ہیں پھر زبان کا زنا ہوتا ہے، یعنی دونوں ہم کلام ہوتے ہیں، پھر بات آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔

شاید اِسی وجہ سے آیت مبارکہ میں پہلے نگاہ کی حفاظت پھر شرم گاہ کی حفاظت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اِس کے بعد حکم ہوا کہ عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ پھر فرمایا اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالیں۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں دوپٹوں سے اپنے سروں کو ڈھانپ کر باقی دوپٹہ کمر پر ڈال لیا کرتی تھیں۔ مسلمان عورتوں کو حکم ہوا ہے کہ اپنے دوپٹوں سے سر بھی ڈھانکیں اور گلے اور سینے پر بھی ڈالے رہا کریں۔ اِس حکم کو سُن کر صحابی عورتوں نے موٹی چادروں کے دوپٹے بنا لیے اور

قرآنی حکم کے مطابق اپنے گلوں اور سینوں کو بھی دوپٹوں سے ڈھانپنے لگیں۔ چونکہ باریک کپڑے سے سر اور بدن کا پردہ نہیں ہوسکتا اس لیے موٹی چادروں کو دوپٹوں کے لیے اختیار کیا گیا ہے۔آج کل کی عورتیں سر چھپانے کو عیب سمجھنے لگی ہیں۔اور دوپٹہ اوّل تو سر پر لیا ہی نہیں جاتا اگر لیں بھی تو اس قدر باریک ہوتا ہے کہ سر کے بال اور ''مواقع حسن و جمال" اِس سے چھپ نہیں سکتے اور پردے کا مقصد فوت ہوجاتا ہے۔

حضرت ولیدؓ بن خالد کا بیان ہے کہ رسولِ پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں مصر کے باریک کپڑے حاضر کیے گئے ان میں سے ایک کپڑا آپ خاتم النبیین ﷺ نے مجھے عنائیت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ "اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑے سے اپنا کرتا بنا لینا اور دوسرا ٹکڑا اپنی بیوی کو دے دینا، کہ وہ اِس کو دوپٹہ بنا لے۔وہ کپڑا لے کر جب مَیں چل دیا تو ارشاد فرمایا "اپنی بیوی کو حکم دینا کہ اس کے نیچے کوئی کپڑا لگائے (جس سے اس کی باریکی کی تلافی ہوجائے) جو اس کے اعضاء کو ظاہر نہ کرے"۔(ابوداوٗد شریف)

اس سے معلوم ہوا کہ باریک دوپٹہ سے سخت پرہیز کرنا لازم ہے،دوپٹوں کے متعلق ہدایت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے محرموں کا ذکر کیا ہے۔مفسرین نے لکھا ہے کہ زینت کے مواقع سے مُراد ہاتھ، پنڈلی،بازو، گردن، سینہ، سر اور کان ہیں، اِن مواقع پر چونکہ چوڑی، پازیب، بازوبند، ہار،جھومر اور بالیاں ہوتی ہیں اس لیے ان اعضاء کو "مواقع زینت" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

معلوم ہوا کہ عورت اپنے محرم کے سامنے سر اور پنڈلیاں اور بازو اور ہاتھ کھول سکتی ہے۔پیٹ اور پیٹھ اور ناف سے لے کر گھٹنے کے ختم تک محرم کے سامنے بھی کھولنا جائز نہیں ہے۔محرم وہ ہے جس سے کبھی کسی حال میں نکاح دُرست نہ ہو۔

پردہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں

(1) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "دوزخیوں کی دو جماعتیں مَیں نے نہیں دیکھی ہیں (کیونکہ وہ ابھی وجود میں نہیں آئیں ہیں بعد میں ان کا وجود اور ظہور ہوگا)

ا۔ ایک جماعت اُن لوگوں کی ہوگی جن کے پاس بیلوں کی دُموں کی طرح کوڑے ہوں گے، اُن سے لوگوں کو(ظلماً) ماریں گے۔

ب۔ دوسری جماعت ایسی عورتوں کی ہوگی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی، (مگر اِس کے باوجود) ننگی ہوں گی،مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی،اُن کے سر خوب بڑے بڑے اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے، جو جھکے ہوئے ہوں گے، یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی نہ اِس کی خوشبو سونگھیں گی اور اِس میں شک نہیں کہ جنت کی خوشبو پانچ سو میل کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے"۔ (مسلم،حدیث نمبر 5704)

اِس حدیث میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے دو ایسے گروہوں کے متعلق پشین گوئی فرمائی ہے، جن کو آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے زمانے میں نہیں دیکھا تھا۔لیکن آج یہ دونوں گروہ اپنے شر اور فساد کی وجہ سے موجود ہیں۔

ا۔ **اوّل** اُن لوگوں کا ذکر ہے جو کوڑے لیے پھریں گے،جن سے لوگوں کو مارا جائے گا،آج کل دیہات اور قصبات کے زمینداروں اور مالداروں،وڈیروں کو دیکھا گیا ہے کہ تنگ دستوں اور بے کسوں کو جھوٹے سچے بہانے بنا کر پیٹتے ہیں۔ان سے سینکڑوں کام بیگار میں لیتے ہیں،یہ بے کس اور بے بس مظلوم بندے آخرت میں مدعی ہوں گے۔بڑے شہروں میں "بھتہ خور" ہیں جنہوں نے دیانت داری سے کمانے والوں کا ناک میں دَم کر دیا ہے۔

ب۔ **دوسری** قسم کی پیشن گوئی عورتوں کے بارے میں ارشاد فرمائی گئی کہ ایسی عورتیں موجود ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی لیکن پھر بھی ننگی ہوں گی، یعنی اِس قدر باریک کپڑے پہنیں گی کہ ان کے پہننے سے جسم چھپانے کا فائدہ حاصل نہ ہوگا۔یا کپڑا اگر باریک نہ ہوگا تو چست ہونے اور بدن پر کَس جانے کی وجہ سے اِس کا پہننا اور نہ پہننا برابر ہوگا۔

یہ عورتیں غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی یعنی ننگا ہونے کا رواج مفلسی کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ مردوں کو اپنا بدن دکھانا اور اُن کا دل لبھانا مقصود ہوگا۔ایسی عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی نہ ہی جنت کی خوشبو پاسکیں گی۔بعض حدیث میں ہے کہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔

(2) اُمُّ المومنین حضرت اُم سلمہؓ کا بیان ہے کہ مَیں اور میمونہؓ دونوں حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے پاس تھیں کہ اچانک عبداللہ بن اُمِّ مکتوم (نابینا صحابیؓ) سامنے

سے آ گئے اور رسولِ پاک خاتم النبیین ﷺ کے پاس آنے لگے۔(چونکہ عبداللہؓ نابینا تھے اس لیے ہم دونوں نے اُن سے پردہ نہ کرنے کا ارادہ کیا اور اسی طرح اپنی جگہ بیٹھی رہیں) رسولِ پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان سے پردہ کرو میں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ ہم کو تو وہ نہیں دیکھ سکتے"۔اس کے جواب میں رسولِ پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ " کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم اُس کو نہیں دیکھ رہی ہو" -(احمد،ترمذی،ابوداؤد)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو بھی جہاں تک ممکن ہو سکے مردوں سے پرہیز کرنا چاہیے،عبداللہ نابینا تھے پاک باز صحابیؓ تھے اور حضورِ اقدس خاتم النبیین ﷺ کی دونوں بیویاں نہایت پاکدامن تھیں، اِس کے باوجود بھی آپ خاتم النبیین ﷺ نے دونوں بیویوں کو حکم فرمایا کہ حضرت عبداللہؓ سے پردہ کریں، یعنی ان پر نظر نہ ڈالیں، پس جہاں بدنظری کا ذرا بھی اہتمام نہ تھا وہاں اِس قدر سختی فرمائی گئی تو آج کل عورتوں کو اِس امر کی اجازت کیوں کر ہو سکتی ہے؟ جیسے عموماً عورتیں محلے میں پڑوس میں مرنے والے آدمیوں کا منہ دیکھنے پہنچ جاتی ہیں۔اِس سے شادی بیاہ کی اس قبیح رسم کی ممانعت بھی معلوم ہوتی ہے، جب تیل مہندی کی فضول رسم میں لڑکوں کو شامل کیا جاتا ہے اور جب دولہا دلہن کو لے کر رخصت ہونے لگتا ہے، تو اِس کو سلامی کے لیے گھر کے اندر لے جایا جاتا ہے۔وہاں پر کنبے والی عورتیں، پاس پڑوس کی عورتیں یا مہمان عورتیں،دُور دراز سے آنے والی سب عورتیں موجود ہوتی ہیں سب دولہا کو دیکھتی ہیں۔دولہا کے ساتھ آنے والے اس کے بھائی،باپ اور رشتہ دار مردوں کے ساتھ تصاویر بنواتی ہیں-سالیاں دولہا سے مذاق کرتی ہیں جوتا چھپاتی ہیں۔اس طرح اس عورتوں کے بھرے مجمع میں غیر محرم مردوں کا آ جانا کسی طرح دُرست نہیں،جبکہ خصوصاً عورتوں کا مقصد اس دولہا کو دیکھنا (نامحرم کو دیکھنا) ہوتا ہے۔یہ سب گناہ میں داخل ہے۔

یاد رکھیں! کبوتر بلی کو دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے تو کبوتر کو بلی چھوڑ نہیں دیتی۔یعنی آج نہیں تو کل پکڑ ہے-

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے (سورہ الحشر،آیت نمبر 18)

ترجمہ "جلد ہی انسان دیکھ لے گا کہ اُس کے ہاتھوں نے کل کے لیے کیا بھیج رکھا ہے"۔

(3) حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں اپنے (اُس گھر میں جس میں رسول پاک خاتم النبیین ﷺ دفن ہیں بغیر پردے کے کپڑے کے داخل ہو جاتی اور کہتی کہ (اس طرح پردے کا اہتمام کیے بغیر جانے میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ گھر میں) میرے شوہر (رسول پاک خاتم النبیین ﷺ اور میرے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی ہوتے) ان دونوں سے پردہ کرنے کی کیا ضرورت، پھر جب ان کے ساتھ حضرت عمرِ فاروقؓ دفن کر دیئے گئے تو خُدا کی قسم میں عمرِ فاروقؓ سے شرمانے کے باعث اچھی طرح سے کپڑے لپیٹ کر اس گھر میں داخل ہوتی تھی۔(احمد)

اب دیکھیے کہ حضرت عائشہؓ کا طرزِ عمل دنیا والوں سے تو آپؓ پردہ کرتی ہی تھیں لیکن جو شخص برزخی زندگی گزار رہا ہے اُس سے بھی پردے کا اہتمام فرماتی تھیں،افسوس اس زمانے کی بہت سی مسلمان بہنوں نے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی بیویوں اور بیٹیوں کی تقلید چھوڑ کر یورپ کی خواتین کی تقلید کو اپنا لیا ہے۔ہماری ابتداء یہ ہے کہ قبر والے سے بھی پردہ کیا جاتا تھا اور ہماری انتہا یہ ہے کہ زندوں سے بھی پردہ چھوڑ دیا۔

بے پردہ نظر آئیں کل جو چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جناب آپ کا پردہ وہ کیا ہوا؟
کہنے لگیں کے عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

****

جھوٹ کی حرمت

ارشاد الٰہی ہے:

1۔ "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو"۔(سورہ توبہ، آیت 119)

2۔ اور اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتوں کو پسند فرمایا اور قرآن پاک میں اُن کی تعریف فرمائی"۔(سورۃ احزاب، آیت 35)

3۔ "وہ نہیں نکالتا کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لیئے) تیار ہوتا ہے "۔ (سورہ ق، آیت 18)

4۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے "نہ پیروی کرو اُس چیز کی جس کا تمہیں علم نہیں "۔ (سورہ بنی اسرائیل، آیت 36)

1۔حدیث: حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "بے شک سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اُسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ جھوٹ بدی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور بدی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کے اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے"۔(بخاری و مسلم)

2۔حدیث: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اُس نے نہیں دیکھا (یا خواب کی سچائی کو چھپا کر جھوٹ شامل کیا) قیامت کے دن اُسے کہا جائے گا کہ وہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگائے لیکن وہ ایسا نہ کر سکے گا۔ اور جو شخص لوگوں کی باتوں کی طرف کان لگائے حالانکہ وہ لوگ اُسے ناپسند کرتے ہوں تو قیامت کے دن اُس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا"۔ (یعنی کان لگا کر جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بیان کرے گا)۔ (بخاری و مسلم)

3۔حدیث: حضرت ابو محمد حسنؓ بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ فرمایا: "میں نے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی یہ حدیث یاد کی: "جس چیز میں تمہیں شک ہو اُسے چھوڑ دو اور وہ چیز اختیار کرو جس میں شک نہ ہو۔ بے شک سچائی اطمینان کا باعث ہے اور جھوٹ شک پیدا کرتا ہے"۔ (ترمذی)

4۔حدیث: حضرت ابوسفیانؓ صخر بن حرب ہرقل کے قصہ والی حدیث میں مروی ہے کہ ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا وہ یعنی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کیا حکم دیتے ہیں: "میں نے جواب دیا وہ (یعنی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ) کہتے ہیں ایک اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اُس کا شریک نہ کرو۔ اور جو کچھ تمہارے آباؤ اجداد کہتے ہیں (کرتے ہیں) اُسے چھوڑ دو، وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکدامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں"۔ (بخاری و مسلم)

6۔حدیث: حضرت ابو خالد حکیم بن حزامؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "خریدنے اور بیچنے والا جب تک ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں انہیں اختیار ہے۔ اگر وہ سچ بولیں اور بات کی وضاحت کر دیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے سودے میں برکت عطا فرمائے گا۔ اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور بات کو چھپائیں تو ان کے سودے کی برکت ختم کر دی جائے گی "۔(بخاری و مسلم)

8۔حدیث: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو اُس کی آنکھوں نے نہیں دیکھی (یعنی جھوٹے خواب لوگوں کو سنائے)۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز اس نے نہیں دیکھی اس کے بارے میں کہے کہ وہ میں نے دیکھی ہے"۔ (بخاری)

9۔حدیث: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "میرے صحابہؓ میں سے کوئی شخص دوسرے صحابی کے بارے میں کوئی (معیوب، جھوٹ) بات مجھے نہ بتائے کیونکہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں جب تمہارے پاس آؤں تو میرا سینہ صاف ہو"۔(یعنی پیٹھ پیچھے کی بات نہ کی جائے) (ابوداؤد۔ ترمذی)

غصّہ، کینہ و بغض

غصّہ: غصّہ شیطانی طریقے سے ناراضگی کا اظہار ہے۔ غصّہ ایک بہت بڑی برائی ہے۔ غصہ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے جس سے شیطان بڑے بڑے لوگوں کو شکار کرتا ہے۔

کینہ: وہ غصّہ اور نفرت ہے جو دل میں چھپی ہوئی ہوتی ہے۔

سورہ آل عمران آیت نمبر 134 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:: "اور وہ ضبط کرنے والے ہیں غصّہ کو، اور درگزر کرنے والے ہیں لوگوں سے اور اللہ محبت کرتا ہے (ایسے ہی) احسان کرنے والوں سے۔"

1۔ حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "بہادر وہ نہیں ہے جو مخالف کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غصّہ میں اپنے آپ پر قابو رکھے اور غصّہ کو پی جائے۔" (بخاری و مسلم)

2۔ حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ مجھے کچھ نصیحت کیجیے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اُسے فرمایا "غصّہ نہ کیا کر" اُس نے پھر یہی سوال کیا آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "غصّہ نہ کیا کر۔" اُس نے پھر یہی سوال کیا آپ خاتم النبیین ﷺ نے پھر فرمایا "غصّہ نہ کیا کر" ۔ (غالباً آپ خاتم النبیین ﷺ اُس کے غصّے سے واقف تھے)۔ (بخاری شریف)

3۔ حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "غصّہ شیطان سے ہے اور شیطان آگ سے بنا ہے اور آگ پانی سے ٹھنڈی ہوتی ہے اِس لیئے جب کسی کو غصّہ آئے تو اُسے چاہیے کہ وہ وضو کرے"۔ (مسند احمد، جلد 4 حدیث نمبر 4784)

غصّہ کو پی جانا غصّہ کو ختم کرنا ہے۔ لیکن غصّہ کو دل میں رکھ کر خاموشی اختیار کرنا خطرناک ہے۔ اِسی کا نام کینہ ہے اور کینہ اور جلن کو دل میں رکھ لینا اس کو "بغض" کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔ غصّہ کو دل میں رکھنے سے یعنی کینہ، جلن اور بغض کو دل میں رکھنے سے مختلف قِسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً حسد، غیبت اور چغلی وغیرہ اور پھر آپس میں مختلف قِسم کی رنجیدگیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔

غصّہ دو قِسم کا ہوتا ہے: 1۔ کڑوا غصّہ 2۔ میٹھا غصّہ

1۔ کڑوا غُصّہ: اِس غصّہ میں جوش ہوتا ہے۔ اُبال ہوتا ہے۔ اِس میں بندہ چیختا چلاتا ہے، بُرا بھلا کہتا ہے۔ مار دھاڑ کرتا ہے۔ بعض اوقات گالی گلاچ بھی کرتا ہے۔ اور اِس کے بعد آدمی ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور پھر "رات گئی بات گئی" والی بات ہو جاتی ہے۔ بلکہ مخالف اگر خاموش رہے تو کڑوے غصّہ والے کو بعد میں شرمندگی ہوتی ہے۔ اور اکثر وہ مخالف سے معافی بھی مانگ لیتا ہے۔

2۔ میٹھا غصّہ: اِس غصّہ میں انسان ابلتا نہیں ہے بلکہ ٹھنڈا ہی رہتا ہے۔ لیکن اِس غصّہ کو دل میں رکھ لیتا ہے۔ اِسی غصّہ کو "کینہ" کہا جاتا ہے۔ پھر یہ کینہ آہستہ آہستہ اُس بندے پر وار کرتا رہتا ہے جس پر غصّہ ہوتا ہے۔ پھر بندہ "حسد" کی بیماری میں مبتلا ہو جاتا اور غیبت اور چغلی کا ایک سلسلہ ہوتا ہے جو ختم ہی نہیں ہوتا اور پھر آپس کی رنجیدگیاں بڑھتی رہتی ہیں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مردوں کا غصّہ کڑوا غصّہ ہوتا ہے۔ غصّہ آیا چیخے چلائے، مار پیٹ کی اور بس۔۔۔ جب غصّہ ٹھنڈا ہوا تو معافی مانگ لی۔ غصّہ ختم۔

لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ غصّہ میں عورتیں مردوں سے کچھ کم نہیں ہیں۔ بلکہ آج کل تو اِس میدان میں بھی یہ مردوں کو پیچھے چھوڑ چکی ہیں۔ عورتوں کا غصّہ میٹھا غصّہ ہوتا ہے۔ عورتوں کو غصّے کے مواقع بھی زیادہ میسر آتے ہیں۔ میٹھا غصّہ دیرپا ہوتا ہے۔ یعنی کینہ صرف ایک گناہ نہیں ہے بلکہ بہت سے گناہوں کی جڑ ہے۔ اِس طرح میٹھے غصّہ میں بظاہر دو عیب ہیں یعنی "غصّہ اور کینہ" لیکن پھر اِس کینہ سے ہی غیبت اور چغلی کی عادت ہو جاتی ہے اور پھر بندہ حسد جیسی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اِس لیئے

بہادر وہ ہے جو اپنے غصّہ پر قابو پا کر اِس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے ختم کر دے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر معاملے میں نرمی کو پسند کرتا ہے"۔(بخاری و مسلم)

غصّہ کا علاج:

1۔ غصّہ کا فوری علاج "وضو" ہے۔ جب بے محل غصّہ کی جھنجھلاہٹ آدمی پر سوار ہو جائے تو فوراً وضو کرے اِس لیئے کہ غصّہ دلانے والا شیطان ہوتا ہے۔ شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی سے بجھ جاتی ہے اِس لیئے وضو غصّہ کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔(مسند احمد، جلد 4 حدیث نمبر 4784)

2۔ ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اگر کھڑے ہونے کی حالت میں غصّہ آجائے تو بیٹھ جائیں اور اگر بیٹھنے سے بھی غصّہ نہ اُترے تو لیٹ جائے تاکہ غصّہ ختم ہو جائے۔(مشکوٰۃ جلد 3 حدیث نمبر 5114)

3۔ غصّہ میں اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشیطٰنِ الرّجیم پڑھنے سے غصّہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔(مشکوٰۃ، جلد 2 حدیث نمبر 2418)

4۔ حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جو استغفار کو اپنا معمول بنا لے اللہ تعالیٰ اُس کے لیئے ہر تنگی سے نکلنے کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے اور اُسے ہر دکھ سے نجات عطا فرماتا ہے"۔ (ابوداؤد)

اِس کا مطلب یہ ہوا کہ بندہ اگر استغفار کا معمول رکھے گا تو اُسے جیسے ہی غصّہ آئے گا منہ پر "استغفار اللہ" آئے گا اور اُس کا غصّہ اللہ کی طرف سے ختم ہو جائے گا۔ یعنی استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ کا ورد شروع کر دیں۔ تو غصّہ ختم ہو جائے گا۔

کینہ اور بغض رکھنے والے کے لیئے وعید:

1۔ حدیث: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی پندرہویں شب مخلوق کی طرف نزول فرماتا ہے اور مشرک اور کینہ پرور کے علاوہ سب کی بخشش فرما دیتا ہے" (الترغیب والترہیب جلد 3 ص 459۔ ابن ماجہ حدیث نمبر 1390)

2۔ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی پندرھویں رات نزولِ اَجلال فرماتا ہے اور اپنے بندوں میں سے دو کی بخشش نہیں فرماتا: 1۔ کینہ پرور 2۔ اور خودکشی کرنے والے کی" (الترغیب والترہیب جلد 2 ص 119 مسند احمد جلد 2 صفحہ 172)

3۔ حدیث: امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جب ماہ شعبان کی نصف پندرہویں رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے پھر اپنے بندوں کی بخشش فرماتا ہے۔ سوائے مشرک اور اپنے بھائی سے کینہ رکھنے والے کے"۔(الجامع شعب الایمان، بیہقی جلد 7 ص 413

4۔ حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "ماہ شعبان میں نصف پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے تمام اہل ایمان کی بخشش فرماتا ہے سوائے مشرک، کینہ پرور اور بغض رکھنے والے کے"۔ (مجمع الزوائد جلد 7 ص 65)

5۔ حدیث: حضرت ابو ثعلبہ الخشنیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جب ماہ شعبان کی پندرہویں رات آتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف نزولِ رحمت فرماتا ہے۔ اور ایمان والوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔ کافروں کو مہلت دیتا ہے اور کینہ پروروں کو چھوڑ دیتا ہے۔ یعنی ڈھیل دیتا ہے جب تک کہ کینہ ترک نہیں کرتے یعنی کینے سے اجتناب نہیں کرتے"۔(الجامع شعب الایمان جلد 7 ص 414، الترغیب والترہیب جلد 3 صفحہ 461)

6۔ حدیث: ترجمہ: " حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا (شعبان کی پندرہویں رات) اِس رات اللہ تعالیٰ چند لوگوں کی طرف نگاہ کرم نہیں فرماتا۔ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: " وہ کون لوگ ہیں"؟ عرض کیا:: " مشرک، کینہ پرور، قطع رحمی کرنے والا، ٹخنوں سے نیچے کپڑا (پاجامہ، شلوار، تہمند وغیرہ) لٹکانے والا، ماں باپ کو ستانے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا"۔(بیہقی فی شعب الایمان جلد 7 صفحہ 420، الترغیب والترہیب جلد 4 صفحہ 460، درمنشور جلد 7 صفحہ 403)

حَسَد

حسد کی تعریف:- حسد یہ ہے کہ کسی صاحب نعمت سے زوال نعمت کی آرزو کی جائے خواہ وہ نعمت دینی ہو یا دنیاوی۔یعنی کسی کو کھاتا پیتا اور آسودہ حال دیکھ کر اپنا دل جلانا۔ اوراُس کی نعمتوں کے زوال کی تمنا کرنا۔اِس خراب جذبے کا نام حسد ہے۔

قرآن پاک سورۃ النساء آیت نمبر 54 اَمۡ یَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰىہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ۚ

ترجمہ:"کیا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اُس نعمت پر جو عطا فرمائی ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے "۔

حسد کا شر اتنا خطرناک ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو بھی تلقین کی گئی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ اس کے شر سے پناہ مانگیں۔

سورہ فلق آیت نمبر 5 وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۵

ترجمہ:"اور(آپ خاتم النبیین ﷺ کہیے کہ میں پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والے کے حسد سے"۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:"حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اِس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو یا فرمایا جیسے آگ گھاس کو"۔(ابوداؤد)

حسد کی قباحت: حسد باطنی بیماری ہے کہ اس کا بیمار دنیا میں تو چین پاتا ہی نہیں ہے آخرت میں بھی بر باد ہوتا ہے یعنی اپنی اِس بیماری سے اپنی آخرت کو بھی خراب کر لیتا ہے قرآن پاک کے بیان کردہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلا گناہ جو آسمان میں کیا گیا اور سب سے پہلا گناہ جو زمین میں کیا گیا وہ حسد ہی کی وجہ سے ہوا ۔ (احیاء العلوم وتفسیر معارف القران 845/8 بحوالہ تفسیر قرطبی)

آسمان پر ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا۔کہ میں آدم سے بہتر ہوں اور آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مردود اور ملعون قرار دیا گیا۔زمین پر حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا یہ اِس دنیا میں پہلا قتل تھا۔اِس کا قصّہ یوں ہے کہ حضرت حوا علیہ السلام ہر مرتبہ دو جڑواں بچے جنم دیا کرتیں تھیں۔اِس طرح ایک وقت میں ایک ساتھ پیدا ہونے والے بچے سگے بہن بھائی ہوا کرتے تھے۔اِس لیئے ان کی آپس میں شادی نہیں ہو سکتی تھی۔اِس حساب سے قابیل کے ساتھ ہونے والی لڑکی اُس کی سگی بہن تھی اور اُس کی شادی قابیل سے نہیں ہو سکتی تھی۔ہابیل نے اپنی شادی کا ارادہ قابیل کے ساتھ ہونے والی لڑکی سے کیا۔تو قابیل نے کہا کہ اس سے میں شادی کروں گا۔ہابیل نے کہا کہ یہ گناہ ہے اُس لڑکی کی شادی تم سے نہیں ہو سکتی۔وہ لڑکی بے حد حسین تھی۔قابیل کو حسد نے مارا کہ اتنی خوبصورت لڑکی ہابیل کو نہیں ملنی چاہیے اور اس نے ہابیل کو قتل کر دیا۔حسد اور حرص میں انسان اندھا اور بہرا ہو جاتا ہے۔شیطان جب ان دونوں میں سے کسی ایک یا دونوں کا احساس کسی کے دل میں پاتا ہے تو اُسے اس دل کے تباہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے اور ایسے انسان کے دل کو گناہوں میں گھسیٹ لیتا ہے۔روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جب چلنے کو تیار ہوئی تو اُن کی نظر شیطان پر پڑی وہ بھی کشتی میں سوار ہو گیا تھا۔حضرت نوح علیہ السلام نے اُس سے کہا" تو یہاں کیوں آیا ہے"؟ شیطان نے کہا اس لیئے کہ یہ لوگ دل میں میرے ہمنوا رہیں یعنی باطن میں میرے کہنے پر عمل کریں اور ظاہر میں آپ کا کلمہ پڑھیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کہا:"نکل مردود کہیں کے" شیطان نے کہا:"سنو میں تمہیں بتاتا ہوں (کام کی بات) دنیا میں لوگ پانچ عادات سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔اُن میں سے تین میں آپ کو ابھی بتائے دیتا ہوں"۔فوراً وحی آئی "شیطان سے دو باتیں پوچھ لیں۔باقی تین آپ کے لیے غیر متعلق ہیں" ۔حضرت نوح علیہ السلام نے کہا:"دو باتیں بتا دو"۔شیطان نے کہا:" کہ ان میں سے ایک حسد ہے۔یہ حسد ہی تھا جس کی وجہ سے میں بارگاہِ الٰہی سے مردود اور ملعون ہوا۔اور دوسری چیز حرص ہے۔اگر آدم علیہ السلام جنت میں ہمیشہ رہنے کی حرص نہ کرتے تو انہیں جنت سے نہ نکالا جاتا"

حاسد دوسروں کو اپنے سے کمتر دیکھنا چاہتا ہے۔یہ کسی کا اچھا حال یا بلند اقبال دیکھ کر کبھی خوش نہیں ہوتا۔حسد اور کینہ رکھنے والا آدمی ہنر مند کے کام میں نقص نکال کر اپنے دل کو سکون پہنچاتا ہے۔یہ اپنی آگ کا ایندھن خود ہوتا ہے۔جسے وہ خود اندر ہی اندر بھڑکاتا رہتا ہے۔یہ ہمیشہ دوسرے کے نقصان کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔حاسد دوسروں کے لیئے بددعا کرتا ہے۔حاسد کو بددعا دینے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ خود ہی اپنی لگائی ہوئی آگ میں جَل بُھن جاتا ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت پر بخل کرنے والا ہوتا ہے۔یہ خوامخواہ بندوں سے دشمنی کرتا رہتا ہے۔حاسد پر ہزار احسان کرو لیکن وہ پھر بھی دل سے دشمن ہی رہتا ہے۔حاسد کا دشمن اُس کا اپنا حسد ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ اپنے دشمن حسد

کے ہاتھوں گرفتار رہتا ہے۔ حاسد دراصل وہ بد بخت ہے جو اپنے کیئے کی سزا خود ہی کو دے رہا ہوتا ہے۔ یہ ایسے دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہے (حسد کے ہاتھوں) کہ وہ کہیں بھی چلا جائے اُس کے عذاب سے نجات نہیں پائے گا۔ دنیا کے کسی حصّہ میں بھی چلا جائے۔ یہ چین پا ہی نہیں سکتا۔ اُسے اپنے سوا ہر انسان میں عیب نظر آتا ہے اور کسی کی خوشی اُسے نہیں بھاتی۔ حاسد ہمیشہ غیبت سے کام لیتا ہے اِس لیئے کہ اس کی زبان مقابلہ کرنے میں گونگی ہوتی ہے۔ مختصر یہ کہ حسد دل کی بیماریوں میں سب سے خبیث بیماری ہے۔ یہ نہایت ہی بُری بلا اور عظیم گناہ ہے۔ حسد کرنے والے کی ساری زندگی جلن اور گھُٹن کی آگ میں جلتی رہتی ہے۔ اُسے چین اور سکون نصیب نہیں ہوتا۔

حاسد کی نظر بھی بہت بُری ہوتی ہے: (نظر بد)

حدیث: حضرت ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا: "اے محمد خاتم النبیین ﷺ کیا آپ خاتم النبیین ﷺ کو (بیماری کی) شکایت ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔ ہر اُس شے سے جو آپ کو تکلیف پہنچائے۔ اور ہر نفس اور ہر حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ خاتم النبیین ﷺ کو شفا عطا فرمائے۔ میں اللہ کے نام سے آپ خاتم النبیین ﷺ کو دم کرتا ہوں"۔ (مسلم)

حدیث: حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" ایک دوسرے کے ساتھ بغض نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ ایک دوسرے سے دشمنی کرو اور نہ قطع تعلق کرو۔ اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور کسی مسلمان کے لیئے حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ تعلقات منقطع رکھے"۔ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ سورہ الاحزاب آیت نمبر 58 میں فرماتا ہے:

ترجمہ:"اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذاء دیں بغیر کسی جرم کے جو اِن سے سرزد ہوا ہو، وہ (بڑے ہی) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں"۔

سورہ الحجرات آیت نمبر 10 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ:"بیشک تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں"۔

سورہ المائدہ آیت نمبر 56 میں فرمایا:"اور جو اللہ اور اس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے،"۔

اگر ذرا سا بھی غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ قرآن پاک سورہ النساء آیت نمبر 54 میں فرمان الٰہی ہے:

ترجمہ:" کیا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اُس نعمت پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کو دی ہے"۔

حسد اِس لیئے بہت بڑا گناہ ہے کہ حسد کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ کے دینے پر اعتراض کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت پر اعتراض بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

حسد کا علاج:

1۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حسد کا علاج استغفار کا ورد فرمایا ہے (طبرانی)

2۔ امام غزالیؒ ارشاد فرماتے ہیں "حسد قلب کی بیماریوں میں سے سب سے بڑی بیماری ہے۔ اور اس کا علاج یہ کہ حسد کرنے والا ٹھنڈے دل سے کہے کہ میرے حسد کرنے سے اُس کا کچھ بگڑ بھی نہیں سکتا۔ بلکہ میرے حسد کرنے کا نقصان دین اور دنیا میں مجھ ہی کو پہنچ رہا ہے۔ اور میں خواہ مخواہ ہی دل کی اِس جلن میں مبتلا ہوں۔ میں حسد کرتا ہوں اور قیامت کے دن میری نیکیاں اُس کو مِل جائیں گی جِس سے میں حسد کر رہا ہوں۔ تو میری تمام نیکیاں تو برباد ہوگئیں۔ پھر یہ خیال کرے کہ میں جِس پر حسد کر رہا ہوں یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اُسے دی ہیں تو کیا میں اللہ تعالیٰ کے دینے پر ناخوش ہوں یا اُس کے دینے پر اعتراض کر رہا ہوں یا اُس کی بانٹ مجھے پسند نہیں؟ اگر اُس کے دینے پر اعتراض کر رہا ہوں تو اِس طرح تو میں اپنا دین اور ایمان خراب کر رہا ہوں۔ یہ سوچ کر پھر اپنے دل میں اِس خیال کو جمائے کہ اللہ تعالیٰ علیم اور حکیم ہے جو شخص جِس چیز کا اہل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ وہی چیز اُس کو عطا فرماتے ہیں۔ جِس سے میں حسد کر رہا ہوں چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان نعمتوں کا اہل تھا اِس لیئے اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں اُسے عطا فرمادی ہیں۔ اور میں چونکہ ان نعمتوں کا اہل نہیں تھا۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمتیں نہیں دی ہیں اِس طرح حسد کا مرض دل سے نکل جائے گا اور حاسد کو حسد کی جلن سے نجات مل جائے گی"۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 196)

****

جنت البقیع میں آسودہ خاک ہستیاں

1- حضرت عثمانؓ بن عفان (تیسرے خلیفہ)	2- حضرت فاطمہؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی صاحبزادی)	3- حضرت رقیہؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی صاحبزادی)	4- حضرت زینبؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی صاحبزادی)
5- حضرت ام کلثومؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی صاحبزادی)	6- حضرت ابراہیمؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی صاحبزادے)	7- حضرت عائشہؓ بنت ابو بکرؓ (ازواج مطہرہ)	8- حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ (ازواج مطہرہ)
9- حضرت زینبؓ بنت خزیمہ (ازواج مطہرہ)	10- حضرت ریحانہؓ بنت زید (ازواج مطہرہ)	11- حضرت ماریہ قبطیہؓ (ازواج مطہرہ)	12- حضرت زینبؓ بنت جحش (ازواج مطہرہ)
13- حضرت سودہؓ بنت زمعہ (ازواج مطہرہ)	14- حضرت ام حبیبہؓ (ازواج مطہرہ)	15- حضرت صفیہؓ بنت حی (ازواج مطہرہ)	16- حضرت جویریہؓ بنت حارث (ازواج مطہرہ)
17- حضرت ام سلمہؓ (ازواج مطہرہ)	18- حضرت حسنؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کے نواسے)	19- حضرت زین العابدینؒ (حضرت حسینؓ کے بیٹے)	20- حضرت عباسؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کے چچا)
21- حضرت عقیلؓ ابن ابی طالب (حضرت علیؓ کے بڑے بھائی)	22- حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار ابن ابی طالب (حضرت علیؓ کے بھتیجے)	23- حضرت امام محمد باقرؒ (حضرت زین العابدینؒ کے بیٹے)	24- حضرت امام جعفر صادق (حضرت امام محمد باقرؒ کے بیٹے)
25- حضرت اسماعیلؒ بن صادق (حضرت امام جعفر صادق کے بیٹے)	26- حضرت حلیمہ سعدیہؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی رضاعی ماں)	27- حضرت فاطمہؓ بنت اسد (حضرت علیؓ کی والدہ)	28- حضرت ام البنینؓ (زوجہ حضرت علیؓ)
29- حضرت اروی ؓ بنت کریز (حضرت عثمانؓ کی والدہ)	30- جنابہ صفیہؓ بنت عبد المطلب (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی پھوپھی)	31- جنابہ عاتکہؓ بنت عبد المطلب (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی پھوپھی)	32- حضرت عثمان بن مظعونؓ انصاری (پہلے مدفون انصاری)
33- حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی ماموں زاد بھائی)	34- حضرت ابو ہریرہؓ	35- سیدنا سعید بن وقاصؓ	36- سیدنا سعیدؓ بن عاص

37- سیدنا اسامہ بن زیدؓ	38- حضرت سعد بن معاذؓ	39- حضرت اسعد بن زرارہؓ (دوسرے مدفون انصاری)	40- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
41- حضرت سعید خدریؓ	42- حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ	43- حضرت مقداد بن اسودؓ	44- حضرت ابوسفیانؓ (8ہجری فتح مکہ پر اسلام قبول کیا)
45- حضرت امام نافعؒ	46- حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ (عشرہ مبشرہ)	47- حضرت سعید بن زیدؓ (عشرہ مبشرہ)	48- حضرت سعد بن معاذؓ (صحابی)
49- حضرت سعید بن مسیبؒ (تابعی،فقہائے مدینہ)	50- حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعودؒ (تابعی،فقہائے مدینہ)	51- حضرت عروہ بن زبیرؒ (تابعی،فقہائے مدینہ)	52- حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ (تابعی،فقہائے مدینہ)
53- حضرت ابوبکر بن عبدالرحمانؒ (تابعی،فقہائے مدینہ)	54- حضرت ابان بن عثمانؒ (تابعی،فقہائے مدینہ)	55- حضرت سالم بن عبداللہؒ (تابعی،فقہائے مدینہ)	56- حضرت خارجہ بن زید بن ثابتؒ (تابعی،فقہائے مدینہ)
57- حضرت سلیمان بن یسارؒ (تابعی،فقہائے مدینہ)	58- حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن بن عوفؒ (تابعی،فقہائے مدینہ)	59- حضرت مالک بن انسؒ (فقہ مالکی کے بانی وفقیہ مسلم)	

عراق میں آسودہ خاک ہستیاں

1- حضرت علیؓ شیر خدا	11- حضرت حرؒ	21- حضرت ابوعبیدؓ	31- حضرت حمزہ بن عباسؒ
2- حضرت امام حسینؓ	12- حضرت سیدہ کلثوم بنت علیؓ	22- حضرت سیدہ بی بی اُم حبیبہؓ	32- حضرت دانیالؑ
3- حضرت سعیدہ بنت امام حسینؓ	13- حضرت شیث علیہ السلام	23- حضرت ایوب علیہ السلام	33- حضرت مسلم بن عقیلؒ
4- حضرت سکینہ بنت امام حسینؓ	14- حضرت یوشع علیہ السلام	24- حضرت صالحہ علیہ السلام	34- حضرت عبداللہ جابرؒ
5- حضرت سیدہ بنت زینبؒ	15- حضرت سہروردیؒ	25- حضرت امام ابو یوسفؒ	35- حضرت امام موسیٰ کاظمیؒ
6- حضرت یمنیؒ	16- حضرت عبدالقادر جیلانیؒ	26- حضرت عابدؒ	36- حضرت امام باقرؒ
7- حضرت غمشاہ عمرؒ	17- حضرت غازی عباسؓ علمدار	27- حضرت امام محمد عسکریؒ	37- حضرت عابد بن امام رضاؒ
8- حضرت جنید بغدادیؒ	18- حضرت عمیر بن زیادؒ	28- حضرت عبداللہ بن جابرؓ انصاری	
9- حضرت امام ابوحنیفہؒ	19- حضرت امام زادہ احمدؒ	29- حضرت صالح بن عبدالقادر جیلانیؒ	
10- حضرت معصومہ فاطمہ بنت امام موسیٰ کاظمیؒ	20- حضرت سلیمان فارسیؓ	30- حضرت رقیہ بنت امام حسینؓ	

****

حروف مقطعات (نورانی حروف)

حروف مقطعات کیا ہیں؟ قرآنِ حکیم میں 114 سورتیں ہیں، جن میں سے 29 سورتوں کی شروعات مختلف مُفرد حُروف اور کلمات سے ہوتی ہے جیسا کہ الٓمّٓ، یٰسٓ، طٰہٰ، نٓ وغیرہ، ان کو حُروفِ مقطعات کہتے ہیں۔

حُروفِ مقطعات کی اقسام: حروف مقطعات پانچ طرح کے ہیں:

ایک حرفی: یہ تین سورتوں میں ہیں، جیسا کہ نٓ، قٓ اور صٓ۔

دوحرفی: یہ نوسورتوں میں ہیں جیسا کہ حٰمٓ، یٰسٓ، طٰہٰ، طٰسٓ وغیرہ۔

تین حرفی: یہ تیرہ سورتوں میں ہیں جیسا کہ الٓمّٓ، طٰسٓمّٓ، الٓرٰ، عٓسٓقٓ وغیرہ۔

چارحرفی: یہ دوسورتوں میں ہیں جیسا کہ الٓمّٓرٰ، الٓمّٓصٓ۔

پانچ حرفی: یہ بھی دوسورتوں میں ہیں جیسا کہ کٓھٰیٰعٓصٓ، حٰمٓ عٓسٓقٓ۔

حروف مقطعات:

الٓمّٓ	الٓمّٓصٓ	الٓر	الٓمّٓر	كٓهٰيٰعٓصٓ
طٰهٰ	طٰسٓمّٓ	طٰسٓ	يٰسٓ	صٓ
حٰمٓ	حٰمٓ عٓسٓقٓ	قٓ	نٓ	آمین

فضائل حروف مقطعات: حروف مقطعات نور ہیں۔ جہاں نور آتا ہے وہاں اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔ ظلمتیں ختم ہوجاتی ہیں۔ حروف مقطعات ساتھی ہیں۔ جہاں ساتھی ہوتا ہے، وہاں تنہائی نہیں ہوتی، تنہا شخص پر دشمن حملہ کرتا ہے۔ حروف مقطعات ایک فوج ہے اور یہ خدائی فوج ہے۔ آسمانی فوج ہے۔ جس کے ساتھ عرشی فوج ہو وہ کبھی تنہا نہیں ہوتا اور وہ کبھی غیر مطمئن نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ مطمئن ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ کوئی ہے جو اس کے ایک ایک پل کو سنبھال رہا، سنوار رہا اور ایک ایک پل کا ساتھ دے رہا۔ حروف مقطعات مونس و مددگار ہے۔ پھر ایک پکار پر حروف مقطعات ایک ایسا ریشمی دھاگہ اور رسہ ہے جس کی ملائمت انسان کی زندگی میں راحت اور سکون بخشتی ہے۔ یہ سفر کا ساتھی ہے، یہ تنہائیوں کا مونس اور مددگار ہے۔ یہ اولاد سے زیادہ آپ کو آخرت اور دنیا میں ساتھ دینے والا ہے۔ حروف مقطعات بھول نہیں سکتے، فراموش نہیں کرسکتے، اس سے زندگی کے دن رات ہمیشہ جڑے رہیں اور زندگی کے دن رات ہمیشہ آباد و شاد رہیں۔ حروف مقطعات زندگی ہیں- راحت ہے، بخشش ہے، عافیت ہے، عطا ہے، عرشی نور ہے، عرشی فوج ہے، عرشی خزانہ ہے، اللہ کی نظر ہے، اس کے حبیب (خاتم النبیین ﷺ) کا ساتھ ہے۔ تمام کائنات کی نیک ارواح اس سب کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔ نیک جنات اس کے مددگار ساتھی بن جاتے ہیں اور فرشتے فوج در فوج اتر کر اس کو ہر پل روح اور سانس بخشتے ہیں۔

حروف مقطعات خفیہ خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ سربستہ رازوں میں سے ایک راز ہے، یہ وفا شعار ہے، یہ ذوق شوق کا ساتھی ہے، یہ زندگی میں امید ہے، یہ جوانی کی حفاظت ہے، یہ بڑھاپے کا عصاء ہے، یہ وقار ہے، سربلندی کا عروج ہے، گلے کا سحرا، سروں کا تاج ہے۔ جس نے حروف مقطعات کو اپنی زندگی میں شامل کیا کبھی مایوس نہیں ہوگا۔ یہ پل پل کی آس ہے، پل پل کی امید ہے، راحت ہے، عافیت ہے، عطا ہے، شفقت ہے۔ جس کے پاس حروف مقطعات ہیں یا اس کا نقش ہے اس کی طرف میلی نظر اٹھانے والی خالی جائے گی۔ اگر زیادہ اٹھے گی تو واپس جائے گی۔ اس کی طرف تیر کبھی نشانے پر نہیں لگے گا۔ ہر حاسد کا حسد، کینہ پروری اور ظالم کے ظلم کے تیر کبھی نہیں لگتے بلکہ کائنات کا انوکھا نظام ہے کہ آج تک کبھی کسی نے تیر کو پلٹتے نہیں دیکھا۔ حروف مقطعات کی طاقت اور ڈھال وہ چیز ہے جو تیر کو پلٹا دیتی اور تیر کو لوٹا دیتی ہے۔

حروف مقطعات کو قدر کی نظر سے دیکھیں۔ عظمت کی نگاہ دیں، وقار اور شان و شوکت اور توجہ دیں۔ روح کی دنیا آباد اور شاد کرلیں۔ من کی دنیا کے ساتھ دل لگائیں اور یہ سب حروف مقطعات کی برکت سے ہوگا۔ آپ کا گھر ویران ہے، اجڑ گیا ہے، اولاد کی وجہ سے، بے روزگاری، تنگدستی، مشکلات، مسائل، ناکامیاں، پریشانیاں آپ کی زندگی کا ساتھی بن گئے ہیں۔ آپ آخری درجہ میں اجڑ گئے ہیں۔ کونے کونے سے آوازیں آتی ہیں سانسوں کی، آہوں کی، سرسراہٹ کی، آہٹ کی، خون کے چھینٹے، پانی کے قطرے، کپڑے پھٹ جاتے ہیں، پڑے پڑے جل جاتے ہیں۔ جگہ جگہ آگ بھڑکتی ہے، نفرتوں کی انتہا، جالے، مکڑیاں، الو۔۔۔ گھر جانے کو دل نہیں

چاہتا، باہر رہیں تو سکون، گھر جائیں تو بے سکونی۔۔۔اس اجڑے اور ویران گھر کو اگر آباد کرنا چاہتے ہیں، شادمانی، خوشیاں، امنگیں، آسیں، امیدیں، راحتیں اگر گھر میں لانا چاہتے ہیں تو حروف مقطعات کو اپنی زندگی میں روشن دلیل بنائیں۔ سچی راہیں بنائیں اور سچا راستہ بنائیں۔ آپ دنیا کے کامیاب لوگ ہوں گے جو اس پل میں اور ہر پل میں حروف مقطعات کا ساتھ لے کر چلیں گے۔

تنہا زندگی گزارنا اچھا نہیں، بیٹا ہو یا بیٹی، آنچل ہو یا آنگن، سر ہو یا دھڑ، زر اور زن، زمین ہو یا ورثہ۔ یہ کبھی اکیلا اچھا نہیں۔ ان سب پر حروف مقطعات کی چھتری، چھاؤں، راحت بھرا سایہ، میٹھی دنیا لازم ہے۔ اب سے پہلے حروف مقطعات قرآن میں پڑھے تھے۔ اب اس کی تاثیر کو آزمائیں۔ اس کی طاقت کو جاگتی آنکھوں سے دیکھیں۔ اس کے زندہ کرشمات روشن آنکھوں سے سچی دلیلیں پورے نظام سے دیکھیں اور دیکھتے رہیں۔ ہم سوچ نہیں سکتے کہ ہم کتنی ترقی کر سکتے ہیں، کتنا عروج پا سکتے ہیں۔۔اپنی محرومیوں سے نکل سکتے ہیں۔ ہماری گلیاں بند ہیں، ہمارے راستے تنگ ہیں، زندگی مایوسیوں اور نا امیدیوں میں اور موت کا انتظار ہے۔ بلکہ رات اس نیت سے سوتے ہیں کہ ہم سو فیصد صبح نہیں اٹھیں گے۔ نہ ایسی زندگی چاہیے نہ ایسے دن رات چاہیے، نہ ایسا پل چاہیے، نہ ایسے لمحات چاہیے، کیوں گھبراتے ہیں؟؟؟ کیوں مایوس ہوتے ہیں؟؟؟ پھر قرآن اور قرآن میں حروف مقطعات کس لئے ہیں؟؟؟ کیا قرآن کے نہ ماننے کے لیے؟؟؟ کیا رب کا انکار کرنے والوں کے لیے؟؟؟ کیا اس کے نبی (خاتم النبیین ﷺ) کے منکروں کے لئے؟؟؟ ہرگز نہیں! حروف مقطعات ہمارے لئے ہیں۔ جادو شریر ہوں یا جنات شدید ہوں۔ واقعات در واقعات ہو رہے ہیں۔

یہ غربت، یہ تنگدستی، یہ فکر کے مارے ہوئے چہرے۔۔جنہیں دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر، جی بھر کر کبھی نصیب نہیں ہوا تھا۔ انہیں عروج کیسے ملا؟ بخت و جمال انہیں کس طرح نصیب ہوا؟ انہیں علم نہیں تھا۔ قرآن کے رازوں سے ان کا رابطہ ہو گیا ہے، قرآن کی راز بھری زندگی اور حیرت انگیز جہان یعنی حروف مقطعات سے ان کا واسطہ پڑ گیا ہے۔ مایوسی اس جہان کا حصہ نہیں آس ہی آس ہے۔ امید ہی امید، جذبہ ہی جذبہ، وقار ہی وقار اور یہ سب حروف مقطعات میں ہے۔ اور یہ سب حروف مقطعات کی زندگی ہے۔ تو پھر آج کے بعد حروف مقطعات اپنی نسلوں کو ورثہ دیں، انہیں عزت دیں اور نسلوں کو اس کی اہمیت اور وقار دلائیں۔ بس اعتماد اور اعتقاد شرط ہے۔

ہم حروف مقطعات سے دوستی کریں اور حروف مقطعات کی پناہ لیں۔ حروف مقطعات کی چھاؤں لیں، حروف مقطعات کی چھتری لیں اور حروف مقطعات کا سایہ لیں۔ حروف مقطعات کی ڈھال لیں۔ حتیٰ کہ اس کی پناہ میں اپنی نسلوں کو چھپا لیں اور اپنی نسلوں کو اس میں بہت زیادہ محفوظ کر لیں، ہر دشمن کا شر، ہر حاسد کا حسد، ہر زندگی کی مایوسی ہمیں اگر ویران کرنا چاہتی ہے، پریشان کرنا چاہتی ہے اور سب کچھ چھیننا چاہتی ہے تو وہ کچھ نہیں چھین سکے گا، نامراد اور مایوس ہوگا، ویرانی اس شخص کا مقدر ہوگی جو آپ کو ستائے گا۔ حروف مقطعات ایک ڈھال ہے، ایک طاقت ہے، ایک صحت ہے، ایک توانائی ہے، ایک دوست ہے، ایک ہم نشین ہے، ایک اہم راز ہے اور ایک طاقتور ہتھیار اور ڈھال ہے، زندگی کی راہیں بہت کانٹے دار ہیں۔ ان میں پھولوں کی پتیاں چاہتے ہیں اور پھول بکھیرنا چاہتے ہیں تو آئیں ہم اپنے ساتھ زندگی کا ایک سچا ساتھی لے لیں اور وہ ہیں حروف مقطعات۔۔۔۔ جنات اس کے سامنے عاجز ہیں۔ جادو اس کے تابع ہے، اس کے سامنے چل نہیں سکتا۔۔۔کالے جنات اس کے نام سے ڈرتے ہیں بلکہ کانپتے، دہلتے اور لرزتے ہیں۔ زندگی خوش ہوتی ہے۔ حروف مقطعات کو دیکھ کر اور زندگی نڈھالی سے نکل کر اور بہترین خوشحالی کی راہوں پر چلتی ہے۔

اپنی زندگی کو سچے مقاصد کی طرف بڑھائیں اور سچے مقاصد لے کر چلیں اور وہ مقصد قرآن ہے۔ پھر قرآن کی آیات ہیں اور قرآن کی آیات کا نچوڑ حروف مقطعات ہیں۔ حروف مقطعات زندگی، دولت، عزت، راحت اور سکون۔۔۔عرش کا عرشی راز ہے۔ سات زمینوں کے نیچے بھی حروف مقطعات کے راز موجود ہیں۔ جو صرف نیک جنات کو معلوم ہیں کیونکہ کالے جنات کو حروف مقطعات اپنی زندگی کے قریب نہیں آنے دیتے، انہیں پتہ ہے کہ حروف مقطعات انہیں جلا کر راکھ کر دیں گے اور خاکستر کر دیں گے۔ حروف مقطعات کے اس نقش سے دوستی کریں اور ان لفظوں سے محبت، ان لفظوں سے پیار کریں۔ ان پر اعتماد ہو اور سچا اعتماد ہو، جب سچا اعتماد بڑھتا جائے گا اور روشنی کی کرنیں امڈتیں چلی آئیں گی تو سارے دکھ ڈھلتے جائیں اور دھلتے جائیں گے۔ سیاہیاں مٹ جائیں گی، حروف مقطعات بارش ہے جس کا ہر قطرہ سیاہی کو دھو دیتا ہے۔ کالے جادو کو مٹا دیتا ہے۔۔۔کالی زندگی کو بہا دیتا ہے اور زندگی میں روشنیاں اور سکون بکھیر دیتا ہے۔

حروف مقطعات کو فریم کروا کر گھر میں لگائیں، بیڈروم میں لگائیں، صبح اٹھتے ہی ان حروف کو پڑھ کر دعا کریں، گھر سے باہر جانے والے دروازے کے اوپر لگائیں، باہر جاتے ہوئے پڑھ کر دعا کر کے جائیں، گھر واپس آنے پر ایسی جگہ لگائیں کہ گھر میں داخل ہوتے ہیں ان پر نظر پڑے، پڑھ کر داخل ہوں، اس کے علاوہ رات سوتے وقت ہر حاجت کے وقت، ہر پریشانی میں، ہر مصیبت میں، ہر بلا میں پڑھ کر دعا کریں۔ گھر میں سکون اور برکت کے لیے دن میں کئی بار پڑھ کر دعا کریں۔ ان شاءاللہ کرم ہوگا۔

حروف مقطعات سے علاج

حروف مقطعات جو سورتوں کے شروع میں آئے ہیں وہ یہ ہیں:-الٓمٓ ، الٓمٓصٓ ، الٓرٰ ، کٓھٰیٰعٓصٓ ، طٰہٰ ، طٰسٓمٓ ، طٰسٓ ، یٰسٓ ، صٓ ، حٰمٓ ، حٰمٓعٓسٓقٓ ، قٓ ، نٓ

جن میں یہ حروف آئے ہیں:- الف ، ھا ، صاد ، سین ، کاف ، عین ، طا ، ق ، ر ، نون ، میم ، ل ، یا

ان کو حروف نورانی کہتے ہیں اور ہر ایک حرف کے ساتھ اسماء الٰہیہ کو تعلق ہے-مثلاً

1-الف---اللہ، احد، اول، اخر 2-ھا---ھادی 3-صاد---صمد 4-سین---سمیع، سبوح، سلام

5-کاف---کریم 6-عین---علیم، عزیز، عنایت 7-طا---طیب 8-ق---قیوم

9-ر---رحمن، رحیم 10-نون---نور، نافع 11-میم---مالک یوم الدین، ملک الملک

12-ل---لطیف 13-یا---یوم

ان حروف نورانی کو لکھ کر اپنے مال ومتاع یا کھیت یا گھر وغیرہ میں رکھیں ہر بلا سے محفوظ رہیں گا-

آسیب کا علاج:- جس شخص کو پرانا آسیب یا جن ہو تو درج ذیل حروف مقطعات پڑھ کر دم کریں-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الٓمٓصٓ - طٰہٰ - طٰسٓمٓ - کٓھٰیٰعٓصٓ - یٰسٓ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ - حٰمٓ - عٓسٓقٓ - قٓ - نٓ - وَالۡقَلَمِ وَمَا یَسۡطُرُوۡنَ

مرگی والے کو لکھ کر پہنایا جائے-بیکار آدمی روزگار کے لئے گلے میں باندھے:-

الٓمٓ - الٓمٓ - الٓمٓصٓ - الٓرٰ - الٓرٰ - کٓھٰیٰعٓصٓ - طٰہٰ - طٰسٓ - طٰسٓمٓ - یٰسٓ - صٓ - حٰمٓ - عٓسٓقٓ - قٓ - نٓ - وَالۡقَلَمِ وَمَا یَسۡطُرُوۡنَ

آشوب چشم کا علاج:- نوچندی ہفتہ (اسلامی مہینے کا پہلا ہفتہ) میں لکھ کر دھو کر پینے سے سال بھر آشوب چشم سے محفوظ رہے گا-

الٓمٓ - الٓمٓصٓ - الٓرٰ - الٓرٰ - کٓھٰیٰعٓصٓ - طٰہٰ - طٰسٓمٓ - طٰسٓ - یٰسٓ - صٓ - قٓ - نٓ

داڑھ کے درد کے لئے:- امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت نقل کی ہے کہ:

بصرہ میں ایک شخص داڑھ کیلتا تھا اور بتانے سے بخل کرتا تھا مرتے وقت اس نے بتلایا کہ وہ یہ ہے:

الٓمٓصٓ - کٓھٰیٰعٓصٓ - حٰمٓعٓسٓقٓ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ اُسۡکُنۡ اَیُّهَا الۡوَجۡعُ بِالَّذِیۡ اِنۡ یَّشَاۡ یُسۡکِنِ الرِّیَاحَ فَیَظۡلَلۡنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَهۡرِهٖ وَلَهٗ مَا سَکَنَ فِی الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ

پڑھ کر دم کر دیں یا لکھ کر پلا دیں-

****

اقوال زریں

1۔جولوگ صفوں کو پورا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل کرتا ہے اور اللہ کے فرشتے ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔اور جو شخص صف میں خالی جگہ بھر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا۔(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 995)

2۔فجر کی نماز کے بعد 10 مرتبہ چوتھا کلمہ پڑھنے سے تمام دن شیطان کے نقصان سے بچ سکتے ہیں۔(مسند الشامیین للطبرانی 1 /37)

3۔بستر پر لیٹتے وقت اَستَغفِرُ اللہَ الَّذِی لَا اِلٰهَ الَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیومُ وَ اَتُوبُ اِلیهِ پڑھنے والے کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔(مشکوۃ المصابیح:2404)

4۔جو آدمی صبح اور شام تین بار یہ ذکر کرتا ہے رَضِیتُ بِاللہِ رَبًّا وَ بِالْاسلَامِ دِیناًوَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّ ﷺ تو اللہ تعالیٰ پر حق ہو جاتا ہے کہ وہ اس کو روز قیامت راضی کرے۔(مسند احمد، حدیث نمبر 5498)

5۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت معاذؓ کو نماز کے بعد یہ دعا پڑھنے کی تاکید فرمائی اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (سنن ابی داؤد:1522)

6۔عشرہ ذی الحجہ کے (ابتدائی) دس دنوں سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں جس کی عبادت اللہ کو زیادہ محبوب ہو، ان ایام میں سے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ان کی ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے (جامع ترمذی، جلد اول حدیث نمبر 758) اور عرفہ (جس دن حج ہوتا ہے) کے دن کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔(جامع ترمذی، جلد اول حدیث نمبر 749)

7۔حج میں مال خرچ کرنا جہاد میں مال خرچ کرنے سے سات سو حصے ثواب میں زائد ہے۔(مسند احمد، حدیث نمبر 4061)

8۔جس نے عرفہ کے دن اپنی زبان، کان اور آنکھوں کو قابو میں رکھا تو ایک عرفہ سے دوسرے عرفے تک اس کے تمام گناہ بخش دیئے گئے۔(شعب الایمان)

9۔سورۃ فاتحہ کی مثل کوئی سورۃ تورات، انجیل، زبور اور قرآن پاک میں نہیں۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخیری آیات کی مثل کوئی چیز میرے علاوہ کسی پیغمبر کو نہیں دی گئی''۔(مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 204)

10۔جس نے ہر رات سورہ ملک پڑھی اسے عذاب قبر نہ ہوگا۔(المستدرک، سنن الترمذی)

11۔تمام اعمال سے بہتر، اللہ کی نگاہ میں پاکیزہ تر، درجوں کو دوسرے تمام اعمال سے زیادہ بلند کرنے والا، راہ خدا میں سونا اور چاندی خرچ کرنے اور جہاد سے بھی زیادہ بہتر عمل ذکر الٰہی ہے۔(جامع ترمذی، حدیث نمبر 3377-سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 3790)

12۔بہترین دعا عرفہ کے دن میدان حج میں کی جانے والی دعا ہے۔(جامع ترمذی، حدیث نمبر 3585)

13۔ مہمان نوازی تین دن ہے اس کے بعد صدقہ ہے۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 6019)

14۔رزق میں برکت اور عمر میں زیادتی صلہ رحمی سے ہوتی ہے۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر 6523-صحیح بخاری، حدیث نمبر 5986)

15۔نماز، روزہ اور صدقہ سے زیادہ ثواب آپس میں صلح کروانے کا ہے۔(مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر 5038)

16۔تنہا سفر میں جو خرابیاں ہیں اگر تم کو معلوم ہو جائیں تو کوئی شخص تم میں سے رات کو تنہا سفر نہ کرے۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 2998)

17۔میزان اعمال کو خیرات کے وزن سے بھاری کرو۔(حضرت علیؓ)

18۔دوسروں کے ساتھ احسان کرو تو اس کو مخفی رکھو اور کوئی تمہارے ساتھ احسان کرے تو اس کو ظاہر کرو۔(حضرت علیؓ)

19۔کسی بھی مشکل کو دور کرنے کے لیے 7 بار سورہ مزمل روز پڑھیں۔

20۔حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا ''کوئی گناہ انسان کو اس قدر نقصان نہیں پہنچا سکتا جتنا ایک مسلمان بھائی کو بے عزت کرنا''۔

21۔ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ سے لوگوں نے پوچھا فرض کیا ہے؟ اور سنت کیا ہے؟ آپؒ نے جواب دیا کہ ''اللہ تعالیٰ کی محبت فرض ہے اور دنیا کو ترک کر دینا سنت''۔ہے۔

22۔حضرت یحیٰی بن معاذؒ نے کہا ''جس قدر کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، خلقت اس قدر اس سے ڈرتی ہے اور جس قدر کوئی اللہ کے ساتھ مشغول ہوتا ہے، خلقت اس قدر اس کے کاموں میں مشغول ہوتی ہے''۔

23۔ صادق وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا فرشتہ مقرر ہو جو نماز کے وقت اسے نماز میں مشغول کرے اور اگر سویا ہوا ہو تو اسے جگا دے۔

مُصَنِّفہ کی تمام کُتُب

خاتم النبیین ﷺ مِحبُوبِ ربُّ العٰلمین	خاتم النبیین ﷺ مُحسنِ اِنسانیت (۱،۲)	مقصدِ حیات	عبدیّت کا سفر ابدیّت کے حصُول تک
تعلُّق مع اللہ	مُختصراً قُرآنِ پاک کے علُوم	راہِ نجات	فلاح
اہلِ بیت اور خاندانِ بنُو اُمَیّہ	ثواب و عتاب	تُو ہی مُجھے مِل جائے (جِلد-۱)	تُو ہی مُجھے مِل جائے (جِلد-۲)
مُختصرِتذکرئہ انبیاءکرامؑ، صحابہ کرامؓ و آئمہ کرامؒ	اولیاءکرامؒ	کتاب الصلوٰۃ وَ اوقاتُ الصّلوٰۃ	عشرہ مُبشرہؓ اور آئمہ اربعہؒ
حیاتِ طیّبہ	آگہی	اِسلام عالمگیر دِین	عقائد واِیمان
دِینِ اِسلام (بچّوں کےلئے)	کتابِ آگاہی (تصحیح العقائد)	تصوُّف یا رُوحانیت (جِلد-۱)	تصوُّف یا رُوحانیت (جِلد-۲)

www.jamaat-aysha.com